افوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد

رشق النبال علی اصحاب الضلال

سنہ ۱۳۱۹ ہجری

جناب المولوی السید ناصر حسین

در مطبع مجمع البحرین باهتمام سید محمد ناصر خان مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمداً لمن هیّأ لنا الاسباب التوفیق والهدایة وشکراً لمن هیّأ لنا انشاءه من موجب اللطف
والعنایة فاقام الحجج القواطع فی اثباته واعدام الافتراء بین القرآن وانبائه والصلوة علی خیر المرسلین
سید الانبیاء وامیر المؤمنین اشرف الاوصیاء وعترتهما الطیبین الذین ودّتهم اجر الرسالة وفیهما
الطاهرین الذین محبتهم منقذة عن الضلالة واصحابه الذین ماتوا علی الایمان واجتنبوا البدع
والاوثان وما احرقوا القرآن ولم یقولوا احرمت المتعتان اما بعد یہ رسالہ رد مطاعن السنۃ
کی اور قدح میں اہل السنۃ کے نام اسکا ہے شنوۃ النبال علی اصحاب الضلال صورت اسکی ایسی
یہ ہے کہ جیسا شاہ عبد العزیز دہلوی نے یہ کام کیا کہ اپنی کتاب نصر اللہ کابلی کی چرا کر تحفہ کی نام سے ردیہ پر انعام
عام کیا اور اپنا نام چھپا کر غلام حلیم کے اسم کا اتہام کیا ویسا ہی کسی سنی نے ہمارے زمانہ میں اخفائے اسلام کیا
اور کسی اور چیز کی پردہ میں تسنن کو خوش نام کیا اور نام اپنا سیف قائم کیا اور اپنی اسلاف کی ہفوات سے التقاط
کر کی مستفتا کی حیلہ سے مجادلہ پر اقدام کیا اور جناب سے القاب مولانا و مقتدانا قدوۃ الکرام سلطان العلماء مجتہد العصر
والزمان مد ظلہ بحرمۃ سید الانس والجان کی حضور میں وہ سوال لکھکر بھیجی ایک مسئلہ نقصان قرآن کا دوسرا حرمت
متعتان کا جناب الٰہی وہ نو سوالوں کے جواب دندان شکن مطابق مسلمات فرقہ سنیہ کے اور موافق اصول اپنی طریقہ

طریقہ سنیہ کی کمال متانت کی ساتھ ارقام فرمائی مگر افسوس کہ وہ آئینہ حق نما زنگی کی ہاتھہ مین آیا کچھہ نفع نہ دیا بلکہ اوسنی
اپنی حد سی باہر قدم رکھا اور افادات کی جواب مین کلپترہ چند لکھکر چھپوایا جس مین واقع اوس واہیات بی ربط کا نام الطعن بالسنان رکھا
حالانکہ اہل فہم کی نظر مین عض الاسنان ہی نہین رمح و سنان کا کیا ذکر ہان اگر جراحات اللسان کہیئی تو بجا ہی کہ
درشتی اور بدزبانی اوسمین انتہا کی ہی اوسکی جواب کی طرف جناب قبلہ و کعبہ کا متوجہ ہونا یا نہونا ہنوز مجھکو معلوم نہین ہوا اگر
اسمین شبہہ نہین کہ طاعن مطعون نی جو کچھہ کہا ہی سب خرافات بیہودہ ہی اور سب کا جواب غیرہ اوسکی مرشدون نی خوب سنا
دیا ہی تکرار کی حاجت نہین ہی مگر احتمال یہہ ہی کہ عوام کالانعام اسیکو منتہی الکلام سمجھکر لاف گزاف کا غوغا ہر کوچہ و برزن
مین بلند کرین اسواسطی بخیف اسکات انکا باستقصا انجام مناسب سمجھکر چند اوراق باستشہاد کتب مخالفین لکھتا ہی
تا اہل حق کیواسطی تذکرہ اور عامہ کی لئی تمام حجت ہو اور سلطنت کریم منان سی اور استعانت اوسی مستعان سی یہہ ہی کہ میرا حامی
کوئی ہر فاتح بدر و حنین ہو اور مددگار و ناصر حسین نام میرا سعد اور بلند ہو اور کلام میرا اس کلیم سخن آفرین کو پسند ہو

انا اشرع فی المقصود وھو مفیض الخیر والجود واضح ہو کہ اس مجالہ مین دو فصلین ہین پہلی فصل مین ذکر مسئلہ
نقصان قران و دوسری مین ستّ سنیان کا فان المستفتی کیا اعتقاد ہی حضرات شیعہ کا اس قران مروج کی
باب مین آیا یہی قران منزل من اللہ ہی بلا کم و کاست اور اسکی تمسک کرنیکی وصیت کی تہی پیغمبر خدا نی اور یہی
ثقل اکبر ثقلین سی ہی اور اسیکو امیر المؤمنین نی جمع کیا تہا اور اپنی دستخط خاص سی لکھا تہا اور اسیکو ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا نی
حفظ کیا تہا اور اسی پر صاحب الامر عمل کرینگی اور اسیکو نماز مین پڑہینگی اور اسکی احکام برحق ہین اور واجب العمل ہین
اور یہی قران ہی کہ جسکا قول و فعل اسکی مخالف ہو تو باطل ہے اور یہی ہی کہ جسمین تبدیل اور تحریف کو دخل نہین اور یہی
ہی جسکی شان مین ہی وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید
یا وہ قران اور تہا اور یہہ اوسی کا گروہی ہی ویسا نہین ہی اور اگر وہ قران اور تہا تو اوسمین کتنی آیتین تہین اور کیا مذکور تہا
اور اوسمین اور اسمین کتنا فرق ہی اور اب دنیا مین کوئی اوسکا حافظ بہی ہی یا نہین اور کوئی نقل اوسکی کسی ملک مین موجود ہی
یا نہین اور موجود ہی تو فرمائیے کہان ہی اور کہان غائب ہوگیا اور کس سبب سی غائب ہوا اور یہہ قران مروج نی کیونکر رواج
پایا اور اس قران مروج کی تالیف کرنیوالی حضرات شیعہ کی اعتقاد مین مومن تہی یا منافق اگر مومن تہی تو مومن کا
یہ کام نہین کہ نیا قران بناوی اور کہی یہہ قران منزل من اللہ ہی اور اگر منافق تہی تو مومنونکو منافقونکی روایات
پر اعتقاد کرنا اور اوسکو نماز مین پڑہنا اور اوسکو دلیل شرعی قرار دینا اور اوس سی احکام دینیہ نکالنا درست
ہی یا نہین سائل چونکہ محض طالب حق ہی اسواسطی امیدوار ہی کہ اسکا جواب معتبر کتاب سی لکھیں

بعض تلامذہ حضرت سلطان العلماء ... [illegible]

قال مولانا المجتہد الحبر بالتکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم جواب از طرف شیعیان
اہلبیت عصمت و طہارت علیہم الصلوۃ والسلام حقیقت حال یہہ ہے کہ جو قران مجید کہ بالفعل مروج اور متداول ہی وہ سکو
خلیفہ ثالث نے اپنے وقت خلافت مین جمع کروایا اور پیشتر جو عہد خلیفہ اول مین جمع کیا گیا تہا اور وہ قران کہ جو
عبد اللہ ابن مسعود وغیرہ نے جمع کیا اسکو عثمان محرق القران نے اگ مین جلوا دیا اور خاکستر کو اوسکی خاک مین ملوا دیا
قال الناصب الغبی اللئیم سبحان اللہ سوال از آسمان جواب از ریسمان مقصود سائل کا یہہ ہی کہ ہر سوال کے جواب
اپنی کتابون سے بہم پہنچا کر دو اور اونکی کتابون پر حوالہ کیجئے اپنی کتب و دکانہ بر خلاف منطوق کتب سنیان باوقار راہ قلب پر چلے
اور سرسری جہیڑ چہاڑ کی گلی ملے پہلی تو حضرت عثمان کا قران کو جلانا ثابت نہین جیسا مذکور ہوگا اور برتقدیر تسلیم ملازمان الا سیح
استفادہ کیا جاتا ہی کہ حضرات شیعہ کے زعم مین خلیفہ اول کا قران جمع کیا ہوا صحیح اور معتبر تہا یا نہین اگر تہا تو صاحب
حق الیقین جو لکہتا ہی کہ آن حضرت در خانہ نشست و مشغول بجمع کردن قران شد و از خانہ بیرون نیامد تا ہمہ را جمع
کرد و بمسجد آمد عمر گفت کہ احتیاج بقران تو ندارم حضرت فرمود کہ دیگر این قران نخواہید دید تا مہدی از فرزندان من
ظاہر گرداند و بخانہ برگشت اسکی کیا معنی اور اگر تہا تو بموجب اعتراف صاحب مجمع البیان ان القران کان علی
عہد رسول اللہ صلعم مجموعا مؤلفا علی ما ہو علیہ الان الی آخرہ ماسبق جناب عثمان کیونکر محرق القران ہوئے
فراوان حیرت ہی کہ جناب طوسی علیہ الرحمہ بعضی ظلمہ کو بہڑکا کر سنیونکی مدرسی کہ خالی قران ہی اور حدیث سنی نہ تہی پہونکو
اپنے نجام والا اونکو خطاب محرق القران کا نفرمائیں اور بیچارے عثمان خیرخواہ امت شفیع امتان کو بسبب احراق خلقوں کے
کی محرق القران بتائین چار دن کی بات ہی معرکہ اجودہیا کہ کمتر از معرکہ کربلا نہ تہا یاد کیجئے کہ جب کفار نابکار نے کلام الہی کے
اور نیز ایمان ع اور انکے اوراق سوختہ بکام نافرجام کوئی کسی نے آنکہون پر پٹی باندہ لی کوئی کان مین تیل ڈال بیٹہا
کسکی سہابلت اور مداہنت سے انتقام نہوا آخر قران کے ایسی مار پڑی کہ طبقہ اولٹ گیا اور سارا کارخانہ پلٹ گیا نعم ما قیل
سبحٰن من شانہ ان یغفر ذنبا و یرفع کربا و یذہب قوما و یضع آخرین پیش نظر ہی تو بہی نہین خدا کا
ڈر ہی یا طرفہ یہہ ہی کہ یہہ حرکت آپ کرین اور دوسرونکو ملی مرین * عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است * انتہی قولہ
سبحان اللہ سوال از آسمان جواب از ریسمان اقول واہ واہ اول الدن دُردی پہلی ہی جلد نے تمہاری قلعی کہولدے
یہی سمجہ تمہاری ہی سی سمجہہ پر سلطان العلماء سے مقابلہ ٹہانا تہا اگر سمجہ نہین سکتی تو کسی سمجہدار سے پوچہہ لیا ہوتا اگر عبارت
نہین پہچانی جاتی تو بہی کہنکی ٹہنڈ لیتی دیکہو اب ہم تمکو ہم حق پڑہاتی ہین ہندی سے ہندی کر کی سمجہاتی ہین لو
لگا کی سمجہو اگر نہ سمجہو گی تو پہر یہی بعبارۃ اخری ہم سمجہاوینگی اگر اخرتد بہی ایسی ہی نا سمجہ تمکو مارے بیٹہی ہین سنو

سنو جناب سلطان العلماء آنی کمال بلاغت سی کیسا معقول جواب بمناسبت مقتضای حال بطور سہل ممتنع رقام فرمایا ہی کہ پہلے
مستفتی نے پوچہا تہا کہ حضرات شیعہ کا اعتقاد درباب تحریف قرآن کی باب مین کیا ہی جناب والا نے فرمایا کہ خلیفہ ثالث نے اپنی
خلافت مین اسکو جمع کروایا ہی اب کہو کہ اس جواب کے ربط مین کیا خلل ہے اور صحت مین کیا زلل ہے اور تمہاری مثل کا الٹا
مچل ہی اب تمہاری شان مین یہی شعر ضرب المثل ہے ؎ با سخن فہمیدہ گفتن باکہ ایستن آن * نے کہ حرف گفتن
عمری پشیمان نیستن * پہر سنو سائل نے پوچہا تہا کہ آیا یہی قرآن منزل من اللہ ہی بلا کم و کاست جناب مجتہد زمانی
اس خلاصہ سی ارشاد کیا کہ اونکی جمع کی ہوئی قرآن کو محرق القرآن نے جلوا دیا یعنی اگر خلیفہ نے انتخاب احرف
نہ کیا ہوتا اور وہ سب مصاحف موجود ہوتی تو مقابلہ کر لیتی حقیقت کم و کاست ہونی نہ ہونیکی بعلم قطعی معلوم ہو جاتی
لیکن اون سب مصاحف کے جل جانی سے مقابلہ متعذر ہوا اور مسئلے مین اختلاف منتشر ہوا اور اسکی بعد صورت اختلاف
کی تفصیلاً بیان فرمائی اب کہو کیا ربط سوال و جواب مین ہی اور تمہارا تخبط اسمین ظاہر ہوا یا نہین بقول شاعر ؎ بخند و
از دیدہ گریان جز بش نیست **قولہ** مقصود سایل کا یہی کہ ہر سوال کے جواب اپنی کتابونسی دیجیے **اقول** یہہ مقصود عبارت
مستفتی سے مفقود ہی کیونکہ کتابونکو اپنی کی قید سی آپنی مقید کیا ہی اور ایسی خیانت کو بطریق وراثت اپنی مرشدونسے
آپنی لیا ہی ورنہ مستفتی کا کلام آپکی چہاپہ مین مستفاد ہے کہ جواب معتبر کتابسی لکہین اور مخفی نہین کہ جسکو اندک شعور ہو
وہ سمجہتا ہی کہ مخاصمات او مباحثات مین مخاصم کی کتب سی زیادہ کسی کتاب کے معتبری و تسلیم واجب الیہ اوسکی نہین ہوتی
اور دلیل الزامی سے زیادہ کوئی برہان مسکت مخالف کے قاطع نہین ہو سکتی کیا سنی کہہ سکتی ہین کہ مشکوۃ یا فتح الباری معتبر
نہین اب یہہ کہنا تمہارا کہ اونکی کتابونپر حوالہ کرنا مقصود سائل نہین سراسر لاطائل او دلیل غباوت قایل ہی بالفرض
اگر بقول تمہاری استفتا کسی سنی کا ہو تو بہی اہلسنت کے کتابسے جواب لکہنی مین کیا یہہ فایدہ نہین ہی کہ کسی سنی کو
اختلاف کرنیکی گنجایش اور اس امر کا اختیار نہ رہی کہ مخاصم سی بجائی لا محالہ یہہ جواب جم غفیر مسلمین شیعہ و سنی کے نزدیک
سی معتبر ہوگا اور ساتہہ اسکی دوسرا فائدہ بہی حاصل ہوگا کہ سنی کا جواب سنیونکی کتابونسی لیا لکہا گیا کہ سنی بہی
صحیح و غلط سمجہے ع خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار * اس سی زیادہ بلاغت اور کیا ہوگی گر واقع مین سوال
[illegible] گر سمجہو تم نہین ہی اگر اونکا سوال ہوتا تو کتب شیعہ سی جواب چاہتی اور بعد جواب کے خواہ نخواہ کچہہ
اسکی اپنی طور پر لکہتی آن کہ فلیس **قولہ** اپنی کتب کا بر خلاف منطوق کتب سنیان بار بار او غلط [illegible]
سر سی جو پٹر جہا کی گئی پہلی تو غنما [illegible] ثابت نہین جیسا مذکور ہوگا **اقول** کیا خوب آپکی بول چال ہے
ایسی بات درازی آپکو سونہہ کی پہل گرا دیگی اتنا تیرا خوب نہین چہوٹا منہہ بڑا نوالا ہوش مین آئی زبانکو روکیے

۵ امر واقعی یہہ ہی کرامت عیسوی کی
طرف نسبت اس استفتا کی مجھ
اور وہ بیان نسبت جناب مجیب رسالۃ البنیان
جناب [illegible] ہی کہ دوسری [illegible] سوال
نکالا [illegible] کہ یہہ سوال حضرات اہلسنت کا ہے
بنابراں حضرت سلطان العلماء دام ظلہم نے
اوسی خطاب [illegible] کی طرف کیا ہے

[illegible] کو نہ لگا مہ دو وہ تمہاری [illegible] کا دانا دہی ہے جو ابن حجر کی [illegible]
بخاری [illegible] فتح الباری میں صاف کہتا ہے قالت [illegible] بحرق عثمان المصحف علی القائلین بقدم الحروف
[illegible] کو کلام اللہ [illegible] لا [illegible] فی الحرق فیہ ولو کانت
[illegible] کرکے سمجھو [illegible] تعبیر کرتے ہیں [illegible]
سی خلیفہ ثالث کا جلانا مصاحف کا [illegible] جیسا اندھیرے گھر چراغ جلانے سے روشن ہوجاتا ہے اب تم آنکھ کھولو
اور راہ قلب کے دکھاؤ کہاں ہیں صاحب فتح الباری ایسی نہیں ہیں کہ تم انسی تخلف کرکے تسنن کی گلی میں پھرنے پاؤ
ان کی ثنا میں اگر اہل سنت یہ شعر پڑھیں تو زیبا ہے ؎ اذا قالت حذام فصدقوها * فان القول ما قالت
حذام * دیکھو ابن حجر کی بردباری اور وفاداری کہ خلیفہ صاحب حیا کو شرم توہین کلام خدا سے بچایا اور انکی مصحف جلانے کو [illegible]
کر کی ایک ایسا مضمون لطیف ٹھہرایا کہ مصحف کے اوراق کو قرآن بچانا چاہیے اور اسکی جلانے کو مباح ماننا چاہیے تا انکی
خلیفہ صاحب حیا کا مصحف جلانا داخل توہین کلام اللہ نہو اور [illegible] کی لوث سے ونکا دامن پاک رہے مصحف جلے تو جلے خلیفہ
کی آبرو پر آنچ نہ لگے وفاداری اس سے زیادہ کیا ہوگی مگر تمہاری بیوفائی بھی اسی کلام سے خوب ثابت ہوئی کہ مرشد کی
وفعل کو بھول گئے خلافت کے پاسداری سے تخلف کیا پس پیش کا خیال چھوڑ دیا چند سطر ونکے بعد اوراق قرآن کے
جلانے والے کو قاتل قرآن اور اسکے جلانے [illegible] شہادت کلام الٰہی کے قرار دی ہے اور [illegible] اتنا سمجھے کہ یہ نیزہ
اسکے سینے کو [illegible] اور [illegible] کے سر پر [illegible] ایسی [illegible] آگئی [illegible] آپ اپنی [illegible] کا طاعن نفسہ اقتل
[illegible] اوراق قرآن جلانا [illegible] اور اسکی خاکستر خاک میں ملانا [illegible] کچھ عیب نہیں
[illegible] کیا نہیں تو چہرہ [illegible] کا مباحث علمی میں کیا ذکر اور [illegible] کا کیا شکوہ ع
[illegible] قولہ [illegible] بلا زبان [illegible] کیا جاتا ہے کہ حضرت شیعہ کی [illegible] خلیفہ
اول کا قرآن جمع کیا صحیح و معتبر [illegible] اقول [illegible] اثنا عشریہ کی اعتقاد میں خلفای ثلثہ کا قول و فعل [illegible] حیثیت
اسکے [illegible] اعتبار نہیں مگر [illegible] کہ قول و فعل کسی معصوم کا اوسکی تصدیق کرے البتہ معتبر ہے [illegible]
قرآن مروج ایسا ہی ہے اور قرآن [illegible] کا جمع کیا ہو [illegible] اسکی قرآن ہی اہل [illegible] کو منزل من اللہ [illegible]
جانتے ہیں اور اسکی جلانا [illegible] العالمین سمجھتے ہیں یہاں تک جواب تمہاری سوال [illegible] کا تھا [illegible]
سوال [illegible] کو تقدیر تسلیم قرآن [illegible] خلیفہ ثالث سے کچھ ربط نہیں کیونکہ [illegible] تسلیم [illegible] سوال [illegible]
صحت میں کوئی وجہ منافات و مناقضت کے نہیں پائی جاتی [illegible] حالت [illegible] تسلیم کی تقدیر اور [illegible]

تقریر سوای لعونۃ الصبیان کی اور کیا ہی **قولہ** اگر تہا تو صاحب حق الیقین تا آخر **اقول** عبارت حق الیقین بقصد
نہ اغلاق کسیطرح کی قباحت ہی اعتراض اوس عالم ربانی نے ترجمہ ایک روایت کا لکھا ہی جسکو مطابقت ہی عبارت
فتح الباری شرح صحیح البخاری کی ساتھہ وہی هكذا اتٰه وهی عن علی انه جمعه علی ترتیب النزول
بحیث یعلم منه الناسخ والمنسوخ ولو کان معمولاً لاستبانة علمکث یعنی مروی ہی کہ جناب امیر نے آیات
ہی قران کو موافق نزول کی جمع فرمایا اسطرحسی کہ اوس سے ناسخ و منسوخ دونو معلوم ہو سکتے تہی اور اگر عمل کیا گیا ہوتا اوس
مصحف پر تو اوس سے علم کثیر ظاہر ہوتا انتہی اور یہہ غبی جو سمجہا ہی کہ فرض اعتبار کی ساتھہ جمع کرنا خلیفہ سے نہ ہو سکنے
کا جمع نہیں ہوسکتا تو یہہ اسکی فہم کا قصور ہے کیونکہ وہ قران من حیث قرانیۃ کی بلا شبہہ واجب التعظیم ہوتے ہیں اور عدم جواز
احراق میں معتبر تہا اور حیثیت نادرستی جمع و ترتیب سے بتقدیم مؤخر و تاخیر مقدم اور بوجہ نقصان بالا تہمتہ اور بوجہ اسکی
کہ خلاف ترتیب نزول مرتب ہوا تہا اور مؤلف کو اوسکی خدائی منصب تالیف نہ دیا تہا لائق اعتبار نہیں تہا اور اوسپر
وعمل و قراءۃ صلوۃ کی واسطی کافی نہ تہا اور تمسک و احتجاج کی لئی وافی نہ تہا اور جناب یہ نصوص ہی کہ قرین القران و باب
مدینۃ العلم تہی جیسا قران خدا نی بہیجا تہا ویسا حضرت نی جمع کیا تو یہہ جمع اصلا منافی قرانیۃ قران صدیقی کی نہیں
اور مقصود اس غبی کا کہ جواز احراق اوسکا ہی اس سے ثابت نہیں ہوسکتا کیا اگر کوئی کاتب سہواً یا عمداً اعلاماً یا
جاہلاً معوذتین کو سورہ فاتحہ کی قبل اور سورہ بقرہ کو سورہ کہف کے بعد اس قران مروج میں چند آیات کم کرکی
لکہدی تو یہہ قران قرانیت سی خارج ہو جائیگا اور لائق احراق و اہانت تصور کیا جائیگا ہرگز ایسا نہیں ہے ع
ملال آورد آرزوی محال **قولہ** اگر تہا تو بموجب اعتراف صاحب مجمع البیان الخ **اقول** یہہ شق بہی مثل اول کی
مہمل و باطل ہی عدم اعتبار مصحف صدیقی اصلا عثمان کی محرق القران نہونیکا مستلزم نہیں اسلئی کہ عقلا ممکن ہے
کہ مصحف صدیقی کسی حیثیت سی نا معتبر ہی ہو اور عثمان پر جرم احراق بہی ثابت ہی ان دونو قضیوں کا معاً متحقق ہونا
کسیطرح محال نہیں لا محالہ شرطیہ جو اس غبی نی لکہا سراسر باطل ہے علاوہ اسکی عبارت کتاب مجمع البیان جو استشہاد کیا وہ
بہی بیمحل ہے کیونکہ اسلئی کہ اس عبارت میں مصحف صدیقی کا ذکر ہی نہ احراق و عدم احراق کا مذکور بجز عدم ثبوت نقصان
قران مروج کی کچہہ اس سے ظاہر نہیں ہوتا اور یہاں سوا احراق کے اثبات نقصان و عدم نقصان کی بحث ہی نہیں ہو
پہر ایسی عبارات کی نقل کرنی سے کیا فائدہ اور اگر اس غبی نی اس شرطیہ سی ایسا ارادہ کیا ہو کہ جب یہہ قران مروج جیسا
آج ہی ویسا ہی ہی جو مؤلف عہد نبوی سی تہا اور شیعہ نی قران صدیقی کو نامعتبر جانا تو وہ قرانیت سی خارج
ہو گیا اوسکی جلانی والی پر محرق القران صادق آئیگا تو یہہ ارادہ اوسکا محض لا طائل ہوگا کیونکہ کوئی شیعہ و سنی ہکو

اصل قرانیت سی انکار نہین کرسکتا اگر شیعہ اوسکو نامعتبر جانتے ہین تو محض اس اعتبار سے کہ ائمہ ہدی نے اوسکی تسدید
اسطرح نہین کی جیسے اس قران مروج کی کی اور حکم ہمکو نہین دیا کہ نماز مین اوسکی تلاوت قرآت کرین یا احکام مین اوس سے
استدلال کرین تو اسسے بعض حیثیات مین عدم اعتبار ثابت ہوا اور بعض مین نامعتبر ہی ہونا اور اسکا جلانیوالا محرق القران
ٹہریگا اب ہم پوچھتے ہین کہ سنیونکی نزدیک خلیفہ اول کا قران جمع کیا ہوا صحیح اور معتبر اور منزل من اللہ تہا یا نہین اگر تہا تو
تمہاری خلیفہ ثالث نے اوسے کیون جلایا اور اگر معتبر نہ تہا تو تمہاری اقدم الخلفاء کو کیا زیبا تہا کہ ایک نامعتبر کتاب جو لایق
جلانے کی تہی اوسے جمع کرکی قران نام رکہا اور کچہہ نہ سوچے کہ دیندار کو ایسا بی اعتبار کام نکرنا چاہیے خلاصہ یہہ ہے کہ اگر
اول کو سچا جانو گی تو ثالث کا عیب کہولیگا اور اگر ثالث کو سچا جانو گی تو اول نہ بچینگے اگر یہہ کہو کہ اوس مین کچہہ
آیتین منسوخ التلاوت تہین اس لئے اوسکو آگ مین جلادیا جیسا کہ یہہ غبی بار بار وجہ احراق کی یہی بیان کرتا ہے
تو ہم کہینگے کہ یہہ خواب و خیال ہے اصلی کہ مصحف حفصہ کہ ابوبکر نے بمشورہ عمر کی زید ابن ثابت سے جمع کروایا تہا
باعتراف اہل سنت کے وہ منسوخ نتہا اور نہ اوسمین سوای لغت قریش کے دوسرے لغت تہی صرف ترتیب اوس مین نہ تہی
تہی جیسا کہ اسی رسالہ مین اس غبی نے اسطرحسے لکہا ہے لیکن شیخین کے عہد مین بسبب کثرت حروب اور تجہیز جیوش اور
اور رجوع مہمات کی اگرچہ ایک مصحف مین جمع ہوا لیکن بدستور نامرتب تہا انتہی اور پہر دوسری مقام پر لکہتا ہے کہ
مرقات مین لکہا ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ کا ہوا تو اوسنے بعد انتقال ام المومنین حفصہ کی خوف اختلاف سے جلادیا
کیونکہ وہ بی ترتیب مصحف تہا انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی شرح مشکوۃ مین لکہتے ہین و ظاہر حدیث آنست کہ مصحف
حفصہ را بعد وفات او سوختند انتہی پہر اب کہو اوسے کیون جلادیا اگر عثمان نے جلایا تو وہی سبب خلیفہ تمہاری تہے
اگر مروان نے جلایا تو وہ بہی تمہاری خلافت سے بی بہرہ نہ تہی اور ظاہر ہے کہ جلانا قران کا استخفاف ہے اور جو شخص کہ
قران کا استخفاف کرے وہ کافر ہے اب اسکی نتیجہ کو سمجہہ جاؤ ولیکن ثبوت مقدمہ اولی کا اسلئے کہ سیوطی اتقان مین
لکہتا ہے جزم القاضی حسین فی تعلیقہ بامتناع الاحراق لانہ خلاف الاحترام اور خلاف احترام کی انتہا
ہے اور ثبوت مقدمہ ثانیہ کا اسلئے کہ ابو سعید کازرونی اپنی تاریخ مین لکہا ہے اما من استخف بالقرآن او
او شیء منہ او جحدہ او حرفا منہ او آیۃ او کذب بہ او بشیء منہ مما صرح بہ فیہ من حکم او خبر او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علی
علم منہ بذلک فھو کافر بالاجماع انتہی اسبیان سے معلوم ہو گیا کہ جلانا قران کا باعتراف قاضی حسین کے خلاف احترام ہے
اور جو چیز کہ خلاف احترام ہو وہ استخفاف ہے اور جو شخص کہ قران کا استخفاف کرے وہ کافر ہے پس عثمان نے جو سائر مصاحف
کو بسبب حرارت ایمان اور دینداری کی آگ مین جلادیا تو وہ اسقاعدہ اہل سنت کی روسے کون ٹہری علاوہ اسکی کتاب

کہتا ہون کہ عثمان نے آیات منسوخہ کو قران سے جدا کرکے نہین جلایا تھا بلکہ اون مصاحف مین آیات منسوخ اور
غیر منسوخ دونو شامل تھین پھر کیا وجہ کہ غیر منسوخہ کو بھی منسوخہ کے ساتھ جلادیا اوسیمین یہ بحث مفصلاً انشاء اللہ تعالے آئیگی
قولہ فراوان حیرت ہی کہ جناب طوسی علیہ الرحمہ **اقول** اس سے کیا چاہتے کتب معتبرہ شیعہ سے اثبات کرنا
چاہئے آپ کی کہنے کو کون سنتا ہے اور بعد اسکے پھر اسکا بھی اثبات کرو کہ اوس مصحف مین قران بھی موجود تھا اور وہ
جل گیا اور احوال معلوم کیا جو ہیا کا بالعکس ہے کہ اوسکی لکھنے سے بجز تضییع مداد و قرطاس دوسرا نفع نہین
قال مولانا المجتهد الحری بالتکریم چنانچہ مشکوۃ شریف مین زید ابن ثابت سے ایک روایت طولانی
لکھی ہے کہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ زید نے کہا بعد جنگ یمامہ کے جسمین اکثر قراء قران شہید ہوئے مجھکو ابو بکر نے بلایا
اور بمشورہ عمر ابن الخطاب کی بہت اصرار و تاکید کی مجھپر کہ قرانکو جمع کر آخر الامر مین نے جابجا تلاش کرکے قرانکو
جمع کیا تا اینکہ آخر سورہ توبہ کو نزدیک ابو خزیمہ انصاری کے پایا اور کسی کے پاس نہ تھا وہ آیت یہہ ہے لقد
جاءکم رسول من انفسکم آخر سورۂ توبہ تک اب جو کچھہ کہ مین نے جمع کیا صحیفون مین لکھہ کر ابو بکر کو دیدیا اور
اونکی پاس تا دم حیات اونکی رہا بعد اونکی عمر کی مدۃ العمر اونکی پاس رہا پھر بعد وفات اونکی نزدیک حفصہ اونکی بیٹی کے
پاس رہا **قال الناصب الغوی اللئیم** ہر چند یہہ خلاصہ ناقص ہے اور لفظ مقتل اہل الیمامہ
کہ مشکوۃ مین موجود ہے اوسکا ترجمہ شیخ عبد الحق نے وقت قتل اہل یمامہ لکھا اور یہان اوسکی عوض بعد
جنگ یمامہ کہا تا لوگ جانین کہ شیخین نے بعد قتل قاریونکی قرانکو جمع کیا تو اسکا اعتبار نہین لیکن یہہ دونو صنعتین
ہماری مدعا کو چندان منافی نہین ناخواہی نخواہی اوسمین الجھہ پڑین یہان دریافت کرنا اس بات کا چاہئے
کہ یہہ حدیث سراسر مخل مستدل ہی کیونکہ اسسے یہہ بات نکلتی ہے کہ کتابت قرانکی مستحدث نہین حضرت نے لکھنے
کا حکم دیا تھا اور وہ پرچون پرزون مین لکھا ہوا منتشر جابجا تھا نہ اوسمین ترتیب تھی اور نہ وہ ایک مصحف مین
جمع تھا اس مقام مین بعضی شراح مشکوۃ لکھتے ہین کہ اونمین کچھہ آیہ منسوخ التلاوت و منسوخ الحکم بھی ہوا کر
تھی اسی واسطے ایک مصحف مین جمع نہوا کہ اوس زمانہ تک وہی احتمال النسخ و ابدال کا باقی تھا پھر جب زمانہ
وحی کا منقطع ہوا تو حقتعالی نے موافق اپنے سچے وعدے انا له لحافظون کے خلفاء راشدین کو جمع
کرنیکا الہام کیا چنانچہ آنحضرت کی بعد ابتدا اوسکی صدیق اکبر سے بمشورت حضرت عمر اور انتہا اوسکی حضرت عثمان پر
بمشورت حضرت امیر علیہ السلام کی قرار پائی شیخین کے عہد مین بسبب کثرت حروب اور تجہیز جیوش اور رجوع اہل
کی اگرچہ ایک مصحف مین بھی جمع ہوا لیکن بدستور نامرتب تھا اور ختنین کے وقت مین ایک مصحف مین

بہی جمع ہوا اور ترتیب بہی پایا اور یہہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہی کہ اسمین کمی بیشی کو دخل نہین اسواسطی
کہ ہر سال حضرت جبرئیل حامل التنزیل رمضان المبارک مین تشریف لاتی تہی اور اسی ترتیب سے حضرت کی ہمراہ بطور
مدارست تلاوت فرماتی تہی یہانتک کہ عام رحلت مین بایہ انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا
من خلفہ تنزیل من حکیم حمید کو دو مرتبہ لائی اور وہی ترتیب حضرت کی تعلیم سی بہت صحابیونکو
یاد تہی اوسیکی موافق جناب عثمان صاحب الحیا والایمان کے عہد مین بلا کم وکاست قران مرتب ہوا اب یہہ وہی
قران ہی بعینہ اسمین شیعونکو بہی مجال انکار کی نہین کیونکہ فاضل طبرسی مجمع البیان مین اس بات کی یون تصدیق
کرتا ہی کہ ذکر السید الاجل المرتضی علم الہدی ذو المجد ابو القاسم علی بن الحسین الموسوی ان القران
کان علی عہد رسول اللہ مجموعا مولفا علی ما ہو علیہ الآن واستدل ذلک بان القران کان
یدرس ویحفظ جمیعہ فی ذلک الزمان حتی عین علی جماعۃ من الصحابۃ فی حفظہم وانہ کان یعرض
علی النبی ویتلی علیہ وان جماعۃ من الصحابۃ کعبد اللہ بن مسعود وابی بن کعب وغیرہما ختموا القران
علی النبی عدۃ ختمات وکل ذلک یدل بادنی تامل علی انہ کان مجموعا مرتبا غیر منثور ولا مبثوث
وذکر ان من خالف من الامامیۃ والحشویۃ لا یعتد بخلافہم فان الخلاف مضاف الی قوم من
اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا ضعیفۃ ظنوا صحتہا لا یرجع بمثلہا عن المعلوم المقطوع علی صحتہ
صاحب حق الیقین اور جناب امام المتشرعین کی نسبت حضرت امیر کی الزام قران چہپانیکا اور نسبت جناب عثمان کے اوراق
قران جلانیکا باقی ندارد فالحمد للہ ؎ خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ است * عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد * قولہ
ہر چند یہہ خلاصہ ناقص ہے اور لفظ قتل اہل الیمامہ کہ مشکوۃ مین موجود اوسکا ترجمہ شیخ عبد الحق نی در وقت اہل
یمامہ کی لکہا اور یہان اوسکی عوض بعد جنگ یمامہ کہا اقول کلاغی تک کبک را گوش کرد * تک خویشتن ہم فراموش کرد
علماے اہل سنت خصوصا صاحب تحفہ سترقہ مترجم صواعق سوبقہ اکثر نقل کلمات امامیہ مین خیانت کرتی آئی ہین
اور علمای امامیہ اعلی اللہ مقامہم نے اونکی خیانت کو مرارا بعد مرار ثابت کر دیا ہی اوسی ڈہنگ پی یہہ غبی بہی چلا ہی اگر دو
وجہ سی منزل مقصود تک نہین پہونچ سکتا ایک اسکی غباوت سنگ راہ ہی کہ اپنی مرشدون کی باتین بہی نہین
سمجہتا اور انکا کلام کیا سمجہیگا اور بے سمجہی اس سی کیا ہو سکتا ہی دوسری یہہ کہ بفضلہ تعالی ہمارے علما خیانت
سنتے ہین یہان کیونکر پیش جائیگا دیکہو اس مقام مین اسنے کیا بیہودہ کلام کیا ہی اگر اسکی مراد یہہ ہی کہ لفظ
در وقت قتل اہل یمامہ شیخ عبد الحق نی ایسا ارادہ کیا ہی کہ قران ساری باتین کی تہی اور قران کی جمع

جمع کا مشورہ ہوا اور جناب مجتہد العصر نے تصنیفا اوسکو تقریر کی بعد قتل اہل یمامہ تو یہہ مراد اوسکی خلاف عبارت شیخ
کی ہی کیونکہ در وقت کی معنی پیش از وقت کوئی عاقل نہین سمجھ سکتا اور منافی اخبار مستفیضہ کے ہی کیونکہ کہیں
یہہ بات منقول نہین ہوئی پیش از وقت مقاتلہ یمامہ شیخین نے ایسی مشاورت کی ہو ایسا ہی اگر اس نا فہم نے مراد
شیخ کی لفظ در وقت سی عین ہنگام جنگ و جدال و ضرب و قتال قرار دیا ہو تو وہ بھی خلاف سیاق و سباق
روایت و منافی قرائن حالیہ کی ہی کیا کوئی انسان تصور کر سکتا ہی کہ قرار و صحابہ لڑتی بہی جاتی تہی اور قران جمع کرنی کا
مشورہ کرتی جاتی تہی لامحالہ مراد شیخ کی یہی ہوگی کہ بعد قتل اہل یمامہ کی قران جمع کرنیکی مشورت ٹہری چنانچہ
بخاری نی اپنی صحیح مین زید ابن ثابت سی روایت کی ہے قال ارسل الی ابو بکر مقتل اهل اليمامه
فاذا عمر بن الخطاب عنده فقال ابو بكر ان عمر اتانى فقال ان القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن
وانى اخشى ان يستحر القتل بالقراء فى المواطن فيذهب كثير من القرآن وانى ارى ان تامر بجمع القرآن
الى آخره اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بعد موقوف ہونے جنگ و قتال کی ابو بکر نی زید ابن ثابت کو طلب کیا کما لا
یخفی علی المتامل علاوہ اسکی مقصود جناب سلطان العلماء کا ترجمہ لفظی نہین بلکہ خلاصہ ہی تو خلاصہ پر اعتراض
از روی ترجمہ لفظی کی محض فضول ہی **قولہ** تا لوگ جانین کہ شیخین نے بعد قتل قاریون کے قران جمع کیا تو اسکا اعتبار
نہین **اقول** اسکی اعلان سے ہماری کچھہ غرض متعلق نہین کیونکہ شیخین کے مجموعہ مؤلف کی بی اعتباری عمل و
استدلال مین ثابت کرنیکی واسطی اتنا ہی کافی ہی کہ اوسکو ذو النورین نی نار مین ڈالدیا حد تواتر کو نہین
پہونچا اور ہماری ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا نی اوسپر عمل کرنیکا حکم نہین دیا ایسی حالت مین ہمکو ایسی تکلفات باطلہ
کی حاجت کیا ہی مگر تم البتہ اس فکر مین ہو کہ بی اعتباری اوسکی وجوب احترام مین ثابت کرکی احراق سی جو الزام
اوسکی صاحب جانی کے ہی اوسپر خاک ڈالو سو یہہ نہین ہو سکتا ع لن يصلح العطار ما افسد الدهر
قولہ لیکن یہہ دونو صنعتین ہماری مدعا کو چندان منافی نہین ناخواہی نخواہی اوسمین اولجھہ پڑین **اقول**
خلاصہ جناب مقتدانا کا ہر طرح کی صنعت سی منزہ او مبرا ہی مگر اس غبی نے ایک لفظ مقتل اہل الیمامہ کی معنی کہنی مین
تہمت صناعی کی باندہی تہی وہ رفع ہو گئی دوسری صنعت کا ہنوز اسنی اقرار ہی نہین کیا اور صیغہ تثنیہ قایم
کرکی بیہودہ بکنی لگا اس سے زیادہ عناوت کیا ہوگی اور ظاہر ہی کہ اولجھنی مین کوتاہی نہین کی مگر خدا کی فضل نی
حق واقعی کو اوسکی اولجھن سے بچا دیا اور یہہ خود ہی اپنی دام ناپاک مین اولجھہ کر گر پڑا **قولہ** یہان بیان
کرنا اس بات کا چاہیی کہ حدیث سراسر مخل مستدل ہی **اقول** یہہ دعوی بلا دلیل ہے اب تک کچھہ نہین

ظاہر ہوا کہ صورت اضلال کے کیا ہی اور جو کچھہ آگی بطور دلیل کے لکھا اوسی اس ادعا کی ساتھہ کچھہ تعلق نہین لا محالہ
ظاہر ہوا کہ لوگونکو دریافت کرنی پر آمادہ کیا اور کچھہ بیان نکر سکا ہہ جملہ اسیکو کہتی ہین **قولہ** کیونکہ اس سے
یہہ بات نکلتی ہے کہ کتابت قران کے مستحب نہین حضرت نی لکہنی کا حکم دیا تہا **اقول** اس روایت کی کسی
عبارت مین صدور اجازت کتابت کا مذکور نہین ہے عبث یہہ عنی اس مضمونکو اپنی دل سے باندہتا ہی اور کچھہ
نہین ظاہر ہوتا کہ یہہ بندش کیون کرتا ہی کسنی کہا تہا کہ لکہنا قران کا بدعت ہی ہماری طریقہ مین منقول ہی کہ
حضرت پیغمبر خدا نی جناب امیر علیہ السلام سی فرمایا یا علی اجمعہ وتحفظہ اس سے ظاہر ہوا کہ قران کا لکہنا اور جمع کرنا جیسا
چاہئی اگر عمل مین آئی تو ادای سنت ہی نہ بدعت اگر یہی دلیل ہے اضلال مدعا کے تو اس دلیل کو دعوے سی کچھ اضلال ہی
کسی طرح کا ربط نہین یہان مدعا ہمارا اثبات احراق ہے اور ابطال اوسکی جواز کا اگر اوسکی منافی کوئی مضمون اس
حدیث سی نکلا ہوتا تو البتہ تقریب تام ہوتی ہان یہہ محل ہے اوس مثل کا جو اسنی پہلی بے محل کہے تہی **سوال**
از آسمان **جواب** از ریسمان کیون نہو استدلال اسیکو کہتی ہین کہ دعوی سی دلیل کو ربط نہو اگر علما کا برہان مین ضبط
نہو ایسی نہوتی تو سلطان العلماء سی مباحثہ کا ارادہ کیون کرتی اتنا تو سمجہتی ع ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد +
ساعد مسکین خود را رنجہ کرد + اس جگہہ اگر کوئی اقوال اہل سنت مین غور و تامل کری تو البتہ کہہ سکتا ہی کہ انکی مسلمات
پر جیسا انعقاد مجالس عزای جناب سید الشہدا علیہ السلام اور ذکر مصائب اوس مظلوم کا اور رونا اور پیٹنا محل بدعت ہی
ویسا ہی لازم آتا ہی کہ قران کا جمع کرنا اور ترتیب دینا بدعت ہو اور جس حدیث کو جناب سلطان العلماء نی تلخیصا مشکوۃ
سی نقل کیا اوسمین اگر ذکر اس بات کا ہوتا کہ پیغمبر خدا نی جمع کرنی اور لکہنی کا حکم دیا تو یہہ ناصبی آگی چلکے کیون
کہتا کہ الہام الہی سے خلفا نی قران کو جمع کیا اور موید میری کلام کا یہہ ہی کہ طریق اہل سنت سی یون منقول
ہی کہ زید ابن ثابت کہتا ہی **فقلت کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ** صلعم اور مخفی نرہی کہ دو امر ایسے
ان خلفا سی ظہور مین آئی ہین کہ جس سے صاف و صریح احداث و تشریع ثابت ہی اول یہہ کہ سنیونکی اعتراف
سی قران مجید سات حرفونپر نازل ہوا تہا اور خلیفہ ثالث نی چہہ حرفونکو اونمین سے مٹا کی ایک قایم رکہا جیسا کہ
شاہ عبد الحق دہلوی شرح مشکوۃ مین حدیث **انزل القران علی سبعۃ احرف** کی ذیل مین اس سطور سی لکہہ گئی ہین
آوردہ اند کہ اول کہ قران نازل شد بلغت قریش آمد کہ لغت آنحضرت بود و چون بر سایر عرب تکلم با آن شاق آمد
آنحضرت از حضرت عزت التماس کرد کہ در این امر توسعہ شود پس امر آمد کہ ہر کس بلغت خویش بخواند و ہمچنین میخواندند
تا زمان امیر المومنین عثمان چون وی رضی اللہ عنہ مصاحف متعددہ بنویسانید و ببلاد اسلام فرستاد قرار

قرار بر ہمان لغت داد کہ زید ابن ثابت بامر ابی بکر و استصواب عمر رضی اللہ عنہما جمع کردہ بود و امر کرد بمحو باقی لغات بجہت
شائبہ اختلاف مردم با یکدیگر و تکفیر بعضی بعضی را و نماند از ان لغات مگر چیزی اندک و متفق شدند بر آن صحابہ و باقی
ماند بعد از ایشان تا رسید بقراء سبعہ باسانید متصلہ و باقی ماند اختلافیکہ در این لغت مقررہ بود از ادغام و امالہ و وقف
و غیر ان از آنچہ میان این قراء بحسب اختیار و ترجیح مختلف افتادہ است انتہی اس روایت سے کئی باتیں مستنبط ہوتی ہیں
اول یہہ کہ قران سات لغت پر وارد ہوا دوسری یہہ کہ یہہ سب لغات زمانہ عثمان تک رائج تہیں اور حضرت پیغمبر
نے ان لغات کی پڑہنے سے ممانعت نہیں فرمائی تہی اسلئے اگر آنحضرت نے منع فرمایا ہوتا تو لوگ زمانہ عثمان تک کسواسطے
پڑہتے تیسری یہہ کہ عثمان نے باقی لغات کو محو کر دیا اور ایک پر اکتفا کیا اب انصاف سے کہئے کہ محو کر دینا لغات کا قران
سے کہ حضرت نے واسطے توسعہ کے جائز کہا تہا بدعت ہے یا نہیں اور جو حرف کہ عثمان نے جو قران سے نکال ڈالا
تو قران ناقص ہوا یا نہیں دوسری یہہ کہ ترجیح دیا قرائت زید ابن ثابت کو کہ یہہ ترجیح بلا مرجح ہے بلکہ ترجیح مرجوح ہے
دیکہو کہ سیوطی نے کتاب تحبیر فی علم التفسیر میں لکہا ہے کہ جناب سرور کائنات فرماتے ہیں خذوا القران من اربعة
من عبد اللہ بن مسعود و سالم و معاذ و ابی بن کعب یعنی یاد کرو تم قران چار شخصوں سے پہلے عبد اللہ ابن مسعود
دوسرے سالم تیسرے معاذ چوتہے ابی بن کعب پس ابتدا حضرت نے عبد اللہ ابن مسعود سے فرمائی اور زید ابن ثابت
کا تو کہیں اسمیں ذکر بہی نہیں پس ترجیح نہ دینا قرائت ابن مسعود کو بلکہ جلا دینا مصحف کا سراسر بیجا اور بدعت ہے اور
استیعاب میں ہے من سرہ ان یقرأ القران غضا کما انزل علیہ فلیقرءہ علی قراءة ابن ام عبد یعنی حضرت
رسول اکرم سرور بنی آدم فرماتے ہیں کہ جو شخص کہ چاہے قران کو نیک اور تازہ پڑہے جسطرح سے کہ نازل ہوا ہے پس چاہئے
کہ اختیار کرے قرائت ابن ام عبد یعنی ابن مسعود کو اور ہے شرح شفا میں عن الاعمش قال قال ابن مسعود
لقد اخذت القران من فی رسول اللہ سبعین سورة وان زید بن ثابت لغلام یہودی فی الکتاب
لہ ذوابة یعنی روایت کی ہے شریک نے اعمش سے کہا اوسنے کہ کہا ابن مسعود نے اخذ کیا میں نے قرانکو دہان رسول خدا
سے ستر سورے اور تحقیق کہ زید ابن ثابت اوس وقت میں ہر آئینہ بچہ یہود تہا اہل کتاب میں کہ اوسکے سر پر گیسو تہے
اور روایت کی گئی ابن عباس سے کہ حاصل مضمون اوسکا یہہ ہے کہ قراءة ابن ام عبد کی قراءة اخیرہ ہے تحقیق کہ
جبرئیل امین بفرمان رب العالمین ہر سال قرانکو ایک مرتبہ لاتے ہے اور جس سال میں کہ حضرت نے وفات پائی دو
مرتبہ قران کو لائے پس دریافت کیا ابن مسعود نے جو کچہہ کہ نسخ پایا اور جو کچہہ کہ صحیح ہوا پس قراءة ابن ام عبد
قرائت اخیرہ ہے انتہی ملخصہ پس ان روایات سے صاف ظاہر ہوگیا کہ قرآت ابن مسعود کی بہ نسبت زید ابن

ثابت کی ارجح ہی اور اسکی قرارت مرجوح پس تفضیل مفضول کی فاضل پر عقلا اور شرعا دونو طرح رد اور جہلانا اونکی
مصحف کا اسپر بیجا ہی **قولہ** اور وہ پرچون پرزون پر منتشر جا بجا تہا نہ اوسمین ترتیب تہی اور نہ وہ ایک مصحف مین
جمع تہا **اقول** کچہہ نہین معلوم ہوتا کہ یہہ عبارت شرح صحی خلاصہ مشکوۃ کی یا جرح ہی اوسپر ہر دو تقدیر محض
فضول ہی کیونکہ اگر شرح کہئی تو شرح اس ناصبی کا منصب نہین اگر جرح کہئی تو کسی عبارت پر عاید نہین ہوتے
لامحالہ سو ہی ضایع کرنی کاغذ و قلم کی کوئی وجہہ اسکی لکہنی کی واضح نہین ہوتی علاوہ بریمقولہ اگر یہہ مقولہ خاص
اسکا ہی تو بیدلیل کون سنتا ہی اگر ہماری کسی کتاب مین سی نقل کرتا ہی تو نام کیون نہ لکہا اگر اپنی کتاب سی لکہتا ہی تو ہمکو
اسکی کتاب کا کیا اعتبار اور ساتہہ اسکی نام بہی اپنی کتاب کا نہین لکہتا اور انکا بڑا امام فخر رازی صاف لکہتا ہی کہ قران خود
پیغمبر خدا نی جمع کیا تہا قال فخر الدین الرازی فی نہایۃ العقول تولی جمعہ النبی صلعم اور سیوطی نی تحبیر فی علم التفسیر
مین لکہا ہی کہ بخاری نے قتادہ سی روایت کی ہی کہا اوسنی سوال کیا مین انس بن مالک سے کہ کتنی لوگون نے عہد جناب
پیغمبر صلعم مین قران مجید کو مجتمع کیا تہا کہا اوسنی کہ چار شخصون نی کہ وہ سب انصار سی تہی ابی بن کعب و معاذ بن جبل و زید
ابن ثابت و ابو زید انتہی اب اس غبی کا یہہ کہنا کہ عہد جناب رسالتماب صلعم مین قران جمع نہین ہوا خالی جہل یا تجاہل سے
نہین **قولہ** اسمقام مین بعضی شراح مشکوۃ لکہتی ہین کہ اوسمین کچہہ آیت منسوخ التلاوۃ اور کچہہ منسوخ الحکم ہی احتمال تہی
اسواسطی ایک مصحف مین جمع نہوا کہ اوسزمانہ تک اوربہی احتمال نسخ اور ابدال کا باقی تہا **اقول** آیات منسوخ
الحکم مانع جمع و ترتیب کی نہین جیسا قران مروج اسپر شاہد ہی اور منسوخ التلاوۃ ایک خاص اصطلاح اہل سنت کی ہے
کہ نقیض کے عیب کو اسپردہ مین چہپاتی ہین اور یہہ نہین سمجہتی کہ قرائت منسوخ التلاوۃ کی اسی لفظ سی ثابت ہے
کہ اوسکی تلاوت کو تمنی منسوخ قرار دیا یعنی قبل وجود ناسخ کی وہ آیات متلو اور داخل مصاحف تہین اب اونکا
پڑہنا منسوخ ہوگیا اور مخفی نہین کہ منسوخ ہوجانیسی قران ہونا اور افتراض تعظیم اون آیات کا زایل نہین ہوا ہان
اب تمہاری ذمہ ہی کہ آیات قرانی مین سے منتخب کی بتاؤ کونسی آیت قران مروج کی نسخ کرتی ہی کس
آیت منسوخ التلاوۃ کو امامیہ کی کتابون مین آیات منسوخ التلاوت کا کہین ذکر نہین تمہاری کتابون مین البتہ بہت
آیات منسوخ التلاوت مذکور ہین اب ہر ایک کی ناسخ کو تم بتاؤ جیسا اگلی جمل کی اون آیات کا مذکور ہوگا **قولہ**
پہر جب زمانہ وحی کا منقطع ہوگیا الی آخر ما قال اور یہہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہے **اقول** اگر مراد یہہ ہے
کہ جتنی کلیات و جزئیات عالم مین سب لکہا ہی ہے لوح محفوظ مین منتقش ہین لاجرم یہہ قران مروج اسی ہیئت
و ترتیب سے لوح محفوظ مین ساتہہ تعدد نسخ کی کہ الی یوم القیامۃ پڑہتی جاتی ہین صحیح ہون یا غلط ہون لکہے

پوری ہون یا ادہوری ہون جیسی ہین اوسی ہیئت سی اور ترتیب سے لکہنی والی اور چہاپنی والی اور پڑہنی والی اور
پڑہانی والی کی نام کی قید کی ساتہہ موجود ہی تو ہمکو اسکی تسلیم مین کچہہ عذر نہین مگر یہہ تمکو کچہہ نفع نہین دیتا کیونکہ
جو قران صاحب حیات نی جلا دئی اون سبکی ترتیب بہی اس مفروض کے روسی لوح محفوظ مین موجود ہی اور جلا دینا
بہی وہین لکہا ہی تو ایسی مطابقت لوح محفوظ سی کچہہ مزیت و فضل نہین ثابت ہو سکتا بلکہ طعن و جذ ہوگا
اور قیامت مین شہادت لوح محفوظ سی جلانیوالونکی واسطی جو ہونا ہی ہوگا ع کہلینگے شکوون کے سارے دفتر
ایدہر ہمارے اودہر تمہاری اور اگر مراد یہہ ہے کہ جس ترتیب سے جناب احدیت نی لوح محفوظ مین قران کو نازل کیا
تہا اور حضرت جبرئیل کو واسطی تبلیغ کیواسطی عنایت ہوا یعنے جیسی ترتیب سے بنی بنائی تہی یہی یہہ ترتیب قران
مروج کی ہے تو اسپر دلیل چاہیئے اب تک مجتہدین کوئی دلیل ذکر نہین کیے اور ہم تمسی پوچہتی ہین کہ عدۂ زن متوفی عنہا زوجہا کا
اوائل بعثت مین ایکسال تہا بعد چندگاہ کی خداوند حکیم نی چار مہینی دس دن مقرر فرمائی پہلا حکم منسوخ ہوا اور
دونو ناسخ و منسوخ اس قران مین موجود ہین مگر ناسخ پہلی ہے منسوخ پیچہی ہے اب کیا اسی ترتیب کو ترتیب واقعی کہتے
ہین اسی ترتیب پر قران نازل ہوا تہا اگر بابت بیئہ علم سی تخلف کیا ہوتا اور اونکی تالیف کے مصحف کو قبول کرتی
تو ہرگز یہہ نوبت نہ آتی لیکن اب کہنی سی ہمارے غرض اسقدر ہے کہ تمہارا کلام ہر مقام پر ساقط عن الاعتبار ہے در زمانہ
غیبت مین صاحب العصر امام ثانی عشر کی جمہور مسلمین کو تکلیف ہے قران مروج کی پڑہنی کے اور اسی پر عمل کرنیکی ہے
اب ہم اہل انصاف کی طرف خطاب کرکے کہتی ہین کہ کتب معتمدہ اہل سنت کو بخوبی ملاحظہ فرمائی اونکی ملاحظہ سی یہہ
ظاہر ہوتا ہی کہ تالیف سور اور آیات کی توقیفی نہین ہے یعنے منسوب طرف پیغمبر خدا صلعم کی نہین ہی بلکہ صحابہ نے اپنی اجتہاد
سی اوسی ترتیب دیا ہی سیوطی تحبیر فی علم التفسیر مین لکہتا ہی نعم یشکل علی ذلک ما اخرجہ ابن ابی داود فی المصاحف
باسنادہ عن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ اتی الحارث بن خزیمہ بہاتین الآیتین عن آخر سورۃ براءۃ
فقال اشہد انی سمعتہما عن رسول اللہ صلعم و وعیتہما فقال عمر و انا اشہد لقد سمعتہما ثم قال لو
کانت ثلث آیات لجعلتہما سورۃ علیحدۃ فانظروا الی آخر سورۃ من القرآن فالحقوہا فی آخرہا قال
ابن حجر ظاہر ہذا انہم کانوا یولفون آیات السور باجتہادہم و سایر الاخبار تدل علی انہم لم
یفعلوا شیئا من ذلک الا بتوقیف انتہی اور ابن حجر نی فتح الباری مین لکہا ہی ان تالیف مصحف ابن
مسعود علی غیر الترتیب العثمانی وکان اولہ الفاتحۃ ثم البقرۃ ثم النساء ثم آل عمران و لم یکن علی
ترتیب النزول و یقال ان مصحف علی کان علی ترتیب النزول اولہ اقرا ثم المدثر ثم نون والقلم

ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر ثم سبح وهکذا الی آخر المکی ثم المدنی واللہ اعلم اس روایت سے صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ مصحف جناب ولایت مآب موافق ترتیب نزول کے تھا اور یہی جلال الدین سیوطی اتقان میں لکھا ہے
اما ترتیب السور فهل هو توقیفی ایضاً او باجتهاد من الصحابة فیه خلاف فجمهور العلماء علی الثانی
منهم مالك والقاضی ابوبکر فی احد قولیه ومما استدل به لذلك اختلاف مصاحف السلف فی
ترتیب السور فمنهم من رتبها علی النزول وهو مصحف علی کان اوله اقرأ ثم المدثر ثم ن
ثم المزمل ثم تبت ثم الکوثر ثم التکویر وهکذا الی آخر المکی والمدنی وکان اول مصحف ابن
مسعود البقرة ثم النساء ثم آل عمران علی اختلاف شدید وکذا مصحف ابی وغیره الخ پس جبکہ مصحف
امیر المومنین یعسوب الدین موافق ترتیب نزول کے ہو تو پھر مصحف عثمان کو مطابق لوح محفوظ کے کہنا اور توقیفی
قرار دینا کہاں سے روا ہوا بلکہ ابن حجر وغیرہ کی روایت سے بطلان دعوی توقیف اور کذب اس کا ظاہر ہے
اور یہی مدارک میں تفسیر سورہ احزاب میں صاف لکھا ہوا ہے وترتیب النزول لیس علی ترتیب المصحف
پس یہ سب اقوال اکابر اہل سنت کے برہان قوی ہے وحجت قطعی ہیں اس پر کہ ترتیب عثمانی کو ترتیب انزال ربانی
کے ساتھ اصلا مطابقت نہیں لامحالہ لوح محفوظ کی مطابقت کا دعوی محتاج دلیل ہے ودونہ خرط القتاد قولہ
اب یہ وہی قرآن ہے بعینہ ہمیں شیعوں کو بھی مجال انکار کی نہیں ہے کیونکہ فاضل طبرسی تفسیر مجمع البیان میں
اسبات کی یوں تصدیق کرتا ہے **اقول** حقیقۃ الحال یہ ہے کہ علمائے امامیہ اسبات میں مختلف ہیں کہ آیا
قرآن مابین الدفتین میں نقصان ہوا ہے یا نہیں بعضے مثل جناب شیخ صدوق و مولانا طبرسی سید مرتضی علم الہدی فرماتے
ہیں کہ قرآن میں نقصان نہیں اور بعضے نقصان کے قائل ہیں مگر تامل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قول سید مرتضی سے جو یہ
مفہوم ہوتا ہے کہ تغیر اور تحریف قرآن میں اصلا اور مطلقا نہیں ہوئی مراد اس سے یہ ہے کہ بقدر ایک یا دو سورتوں
کے تغیر نہیں ہوئے نہ یہ کہ بقدر مفردات الفاظ کے بھی نہیں ہوا ہے اس لئے کہ کلام سید مرتضی سے کتاب شافی میں کہ جواب
قاضی عبد الجبار کی تحریر فرمائی ہے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید زمانہ رسولخدا میں مختلف بحسب اختلاف قرآت کے تھا
وهکذا عبارته فی الکتاب فاما قوله ان ابن مسعود کره جمع عثمان الناس علی قراءة زید بن ثابت
واحراقه المصاحف فلا شك ان عبد الله کره ذلك کما کرهه جماعة من اصحاب الرسول وتکلموا فیه
وقد ذکر الرواة کلام کل واحد منهم فی ذلك مفصلا وما کره عبد الله من ذلك الا مکروها وهو
الذی یقول رسول الله فی حقه من سره ان یقرأ القرآن غضا کما انزل علیه فلیقرأه علی قراءة ابن

ابن ام عبد وروی عن ابن عباس ان قرأة ابن ام عبد وهی القرأة الاخیرة ان رسول الله کان
یعرض علیه القرآن فی کل سنة فی شهر رمضان فلما کان العام الذی توفی فیه رسول الله
عرض علیه مرتین فشهد عبد الله ما نسخ منه وما صح فهی القرأة الاخیرة انتهی ما اوردنا من
روایت سی ظاهر هوتا هی که قرأت عبد الله ابن مسعود کی قرأة اخیره هی اور حضرت رسول نی اس قرأت کی
اخذ کا حکم فرمایا تها اور اوسکی قرأت پر تحسین فرمائی تهی پس اس قرآن موجود مین اور قرآن عبد الله ابن مسعود
مین نزدیک سید مرتضی کی بهی فرق ظاهر هوگیا اور بهی اگر یهه قرآن اور مصحف عبد الله ابن مسعود ایک
هوتا تو نوبت ضرب اور هتک حرمت کی کس لئے هوتی پس یهه کهنا که سید علم الهدی کی نزدیک اصلا تغییر
نهین بلکه رفع هوگیا باقی رہے ترتیب تو اگرچه سید کے ظاهر قول سے مفهوم هوتا هی که یهه ترتیب موافق ترتیب عهد نبوی
کی ہے مگر کلام اونکا ماول و مصروف عن الظاهر هی اور مراد اونکی ترتیب فی الجمله هی والا یهی معلوم هوچکا که یهه
ترتیب موافق نزول کی نهین اور اختلاف اس ترتیب مین بهت سا هی پس یهه ترتیب من جمیع الوجوه
ترتیب عهد نبوی کی مطابق نهین کهی جاسکتے اور علاوه اسکی یهی ظاهر هوچکا هی که یهه مسئله نقصان قرآن کا
اختلافی ہے پس اگر سید عدم نقصان کے قائل هون تو یهه کچهه مفید اهلسنت نهین اسلئے که اهلسنت
کی روایتوں سی تو نقصان بهت ثابت هوتا هی دو چار روایات کتب معتبره اهلسنت کی لکهتا هون تاکه حجت
مخالفین پر تمام هو دیکهو کہ اتقان مین لکها هی قال عمر لولا یقول الناس زاد عمر فی کتاب الله لکتبتها یعنی
آیة الرجم یعنی عمر نی کها که اگر لوگ یهه نه کهتی که زیادتی کے عمر نے قرآن مین آیه رجم اذا زنیا الشیخ والشیخة
فارجموهما البتة نکالا من الله والله عزیز حکیم کو لکهتا اور جلال الدین سیوطی نی اوسی کتاب مین لکها هی
قال ابو الحسن المنادی فی کتابه الناسخ والمنسوخ ومما رفع اسمه من القرآن ولم یرفع من القلوب
حفظه سورتا القنوت فی الوتر تسمی سورتی الخلع والحفد یعنی ابو الحسن بن المنادی نی کتاب ناسخ و منسوخ
مین لکها هی که وه چیز که نام اوسکا قرآن سی اوٹهه گیا مگر دلون سے اوسکی حفاظت نه گئی وه دو سورۂ قنوت کی هین
وتر مین که نام اونکا دو سورۂ خلع اور حفد هی اس روایت سی معلوم هوتا هی که دو سورۂ قنوت کی داخل قرآن تهی مگر
ناقصین نے اونکو نکال ڈالا اور پهر جلال الدین سیوطی نی اوسی کتاب مین زر بن حبیش سی روایت کی ہے که کها مجهه سے ابی
بن کعب نے کاین تعد سورة الاحزاب قلت اثنین وسبعین آیة او ثلثا وسبعین آیة قال
کانت لتعدل سورة البقرة وان کنا لنقرء فیها آیة الرجم قلت اذا زنیا الشیخ والشیخة فارجموهما

البتة نکالاً من الله والله عزیز حکیم یعنی ابی بن کعب نے زر بن حبیش سے سوال کیا کہ سورہ احزاب مین کتنی آیات مین زر بن
نے کہا تہتر یا تہتر آیات ہین کہا اوسنے اگر سورہ احزاب تمام موجود ہوتی تو برابر سورہ بقرہ کی ہوتی اور تحقیق کہ ہمنے
آیہ رجم کو اوسمین پڑہا ہی زر بن نے کہا کہ آیہ رجم کیا ہی کہا اوسنے اذا زنیا الشیخ والشیخة الخ اور پہر اتقان مین
عایشہ سے روایت کی گئی ہی کہ کانت سورة الاحزاب تقرء فی زمان النبی مائتی آیة فلما کتب عثمان المصاحف
لم یقدر منها الا علی ما هو الآن اس روایت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ رسولخدا مین جو یہہ زیادتی تہی محو اور
نسخ نہین ہوئی تہی بلکہ جب عثمان نے اپنی مصحف کو لکہوایا تو اوس زیادتی کو دور کردیا اور بزعم اہلسنت کا کہ زمانہ رسول اکرم
مین یہہ زیادتی منسوخ ہوگئی تہی اور خلفا نے اسکو ناقص نہین کیا محض بیجا ہی اور یہہ تو فرمائی کہ احرف سبعہ زمان نبوی مین
جائز تہی آخر عثمان نے وہ سب احرف مثل اولی السن کی زیادہ ثبوت تنقیص کیا ہوگا اور بہی اتقان مین حمیدہ بنت یونس
سی روایت ہے کہ کہا اوسنی قرء علی ابی وهو ابن ثمانین سنة فی مصحف عایشة ان الله وملائکته یصلون
علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان
المصاحف اس روایت سی صاف ظاہر اور آشکار ہی کہ حضرت عثمان نے بہت سی مصاحف مین تغیر و تنقیص کی ہی اور یہہ بہی صاف
ظاہر ہوتا ہی کہ پیشتر از تغیر آیتون کی تلاوت ہوتی تہی اور عینی شارح صحیح بخاری نے تفسیر سورہ برائت مین ابن
عجلان سے روایت کی ہی انه قال قد بلغنی ان براءة کانت تعدل البقرة او قربها فذهب منها فلذلک لم
تکتب البسملة اور تفسیر در منثور مین ذیل مین قول سبحانه وتعالی ما ننسخ من آیة او ننسها نأت بخیر منها
کی موجود ہی قال ابو عبید ثنا اسمعیل بن ابراهیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت
القرآن کله وما یدریه ما کله قد ذهب منه قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت منه ما ظهر اور خوارزمی نے
اپنی مناقب مین بصری سی روایت کی ہی انه قال کان یقرء حرف هذا صراط علی مستقیم یقول معناها هذا
صراط علی بن ابیطالب ودینه طریق ودین مستقیم فاتبعوه وتمسکوا به فانه واضح لا عوج فیه
اور ثعلبی وغیرہ نے اپنی تفسیر مین حبیب بن ثابت سی روایت کی ہی قال اعطانی عبد الله بن عباس مصحفا فقال هذا
علی قراءة ابی بن کعب فرأیت فی المصحف فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی لاکن یہہ جو جناب ابن
عباس کہ سردار مفسرین تہی اونہون نے قرائت الی اجل مسمی کو جائز کہا تو معلوم ہوا کہ یہہ قرائت منسوخ نہین ہوئی اور
عثمان نے بسبب اسکی کہ یہہ قرائت دلالت متعہ پر کرتی ہے ساقط کر دیا اوسکی تفصیل بحث المتعہ مین انشاء اللہ تعالی
اور حاکم نے اپنی مستدرک مین لکہا ہی اخبرنا ابو العباس محمد بن هارون الفقیه ثنا علی بن عبد العزیز ثنا

ثنا حجاج بن منهال ثنا حماد بن سلمة عن عاصم عن ابی بن کعب قال کانت سورة الاحزاب توازی سورة البقرة
وکان فیها الشیخ والشیخة فارجموهما البتة هذا حدیث صحیح الاسناد انتہی باوجود ان روایات کثیرہ کی
کہ صاف نقصان و تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں عدم نقصان قرآن کے قائل ہونا اور پیروان اہلبیت میں سے
جو لوگ قائل نقص و تحریف ہیں ان پر طعن کرنا بڑی خود فراموشی ہے اپنا تیر نہیں دیکھتے دوسرے کی پھلی پر نگاہ ہی ان
هذا الشیء عجاب لا یلیق ان یتفوہ به اولوا الالباب **قوله** صاحب الیقین در جناب امام المتشیعین کو الخ
اقول جبکہ بناے خدشہ کی مندفع ہوگئی اور عبارت جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی معنی بھی ظاہر ہوچکی کہ نقصان
قرآن فی الجملہ ولو ببعض مفردات الالفاظ کی قائل ہیں پھر الزام بمصاحف کی جلانیکا کیونکر باقی نہو اور جبکہ سید
سند خود شافی میں یہ عبارت لکھتے ہیں ان اختلاف الناس فی القراءة والاحرف لیس من جنایات صنعه عثمان
لانهم یروون ان النبی صلعم قال نزل القرآن علی سبعة احرف کلها شاف کاف فهذا الاختلاف عندهم
فی القرآن مباح مسند الی الرسول فکیف یحظر علیهم عثمان من التوسع فی الاحرف ما هو مباح فلو کان
فی القراءة الواحدة تحصین القرآن کما ادعی لما ابیح فی الاصل الا القراءة الواحدة لانه اعلم بوجوه
المصالح من جمیع امته من حیث کان مؤیدا بالوحی موفقا فی کل ما یاتی ویذر انتہی اور بعد اسکی پھر یون ارشاد
فرمایا واما اعتذاره بان احراق المصاحف لا یکون استخفافا بالدین بحمله ایاه علی تخریب مسجد الضرار
فبین الامرین بون بعید لان البنیان انما یکون مسجدا وبیتا لله تعالی بنیة بانیه وقصده ولولا ذلک لم
یکن بعض البنیان بان یکون مسجدا اولی من بعض ولما کان قصد البانی لذلک الموضع غیر القربة والعبادة
بل خلافها وضدها من الفساد والمکیدة لم یکن فی الحقیقة مسجدا وان سمی بذلک مجازا وعلی ظاهر الامر
فهدمه لا حرج فیه ولیس کذلک ما بین الدفتین لانه کلام الله الموقر المعظم الذی تجب صیانته عن البذلة
والاستخفاف فای نسبة بین الامرین انتہی کلامه تو کیونکر جناب سید علیه الرحمة قائل استبا کی ہونگی کہ صاحب
جبائی قرآن کو آگ میں جلوا ڈالا اور قرآن چھپانی کا مضمون نسبت جناب لاتماب کی جو حسن غیبی نی لکھا ہی تو حقیقت
یہہ ہی کہ حضرت امیر نی قرآن کو چھپایا نہیں بلکہ بمصداق حدیث نبوی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض حکمت
بالغہ حضرت حکیم علی الاطلاق کی مقتضی اسباب کی ہوئی کہ جیسا حجت اب ثانی اور عیسیٰ ہی تمسک جو لوگ ویسا ہی
قرآن کی فیوض سے بھی محروم رہیں جسوقت امام ثانی عشر بحکم خالق اور پردہ خفا سی جلوہ گاہ ظہور میں رونق افروز
ہونگی اونہیں کی ساتھہ وہ قرآن بھی ظاہر ہوگا اور بدرستی اوسکی شایع ہوگی اسمیں الزام کے کیا جگہ ہی نا منصفین

امت کی بدی اعمال سی ثقلین کو غائب کہنا خالق عالم نی روا رکہا اور قران جلانی کا الزام نیا نہیں ہے بلکہ یہہ
قدیم الایام سی بشیوں و قوع اعراق لوح محفوظ مین قایم ہو چکا ہی اخبار آئمہ مین روایت اسکی ہو چکی ہے دیکھو کنز العمال
بتویب جمع الجوامع سیوطی کی باب اصناف لکھا ہوا ہے عن حذیفة قال لتعملن عمل بنی اسرائیل فلا یکون
فیہم شیء الا کان فیکم مثلہ فقال رجل فینا قردة وخنازیر قال وما یبریک من ذلک لا ام لک
قالوا فحدثنا یا ابا عبد اللہ قال لو حدثتکم لافترقتم علی ثلاث فرق فرقة تقاتلنی وفرقة لا تنصرنی
وفرقة تکذبنی اما انی ساحدثکم ولا اقول قال رسول اللہ صلعم ارأیتکم لو انکم تاخذون کتابکم
فتحرقونہ وتلقونہ فی الحشوش صدقتمونی قالوا سبحان اللہ ویکون ہذا قال ارأیتکم لو حدثتکم ان
امکم تخرج مع فئة من المسلمین تقاتلکم قالوا سبحان اللہ ویکون ہذا انتہی بلفظہ عدو سنکر
شیعہ خدا ست ۞ عدو بر سر شور و شر ہرزہ غا است ۞ اہل سنت اپنی کتابوں کو نہیں دیکھتی فقط راہ عناد سے
علماء فرقہ ناجیہ پر طعن کرتی ہین قال المجتہد البحری یا للتکریم اور روایت انس بن مالک مین مذکور ہے
کہ عثمان نی اون صحیفوں کو حفصہ سی منگوا لیا اور وعدہ کیا کہ بعد نقل لینی کے واپس کرونگا جب عثمان نی قران
کو جمع کروایا تو اون صحیفوں کو حفصہ کی پاس بھیجدیا اور اپنی فرمانا ایک ایک نسخہ اطراف ممالک مین بھیجا اور حکم
کیا کہ سوا اس کے جو کچھ کسی صحیفی یا مصحف میں ہو وسکو جلا دین قال الناصب القوی اللئیم یہہ خلاصہ
اور یہی قصہ ہے اسکی پوری بیان کرتی ہین اگرچہ فی الجملہ طول ہوگا لیکن بحکم ع جستہ جستہ ہوی دراز اسکو
ضمیمہ ہونی دی ہی ۃ سنبل باغ کو ہڑہ چلنی ہو دی گیسوی منظور و قبول حاصل مضمون روایت انس کا یہہ ہی کہ [illegible]
پر جب جہاد ہونی لگا تو حذیفہ بن الیمان پاس جناب عثمان کے اگر فریاد اور فغان کرنی لگا کہ یا امیر المومنین
لوگوں نے قراءت مین اختلاف ڈال رکھا ہی سو اس امت کو تہام لیجیے پہلے اوسمین اختلاف کے نہ پاوین جیسا یہود اور
نصاری نے اپنی کتابوں مین اختلاف کیا تب جناب عثمان نی اون صحیفوں کو ام المومنین حفصہ کی پاس سے مستعار لیا
اور زید ابن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن حارث کو فرمایا کہ ان صحیفوں کو مصاحف
مین لکھو اور عند الاختلاف زبان قریش کو مقدم رکھو کہ قران اونکی زبان پر اوترا ہی جب اون لوگوں نے اسیطرح
کیا تب حضرت حفصہ کا صحیفہ واپس کیا اور اون صحیفوں مین ایک ایک مصحف ہر ایک ملک مین بھیجا اور ماسوا کو
علی اختلاف الروایتین جلانی یا پہاڑنی کا حکم دیا مرقات مین لکھا ہی کہ مراد ماسوا سے منسوخ التلاوۃ ہی ۞
سجستانی نے لکھا ہی کہ سات مصحف لکھوائی تہی ایک مکہ مین ایک [illegible] باقی پانچ کو شام اور یمن و بحرین

بحرین اور بصری اور کوفی مین بہیجا شیخ عبد الحق افادہ فرماتی ہین کہ قران تین بار ہی جمع ہوا ایک مرتبہ آنحضرت کی
روبرو لیکن نہ مصحف واحد مین اسکا سبب لکہنے چکا اور ایک مرتبہ صدیق اکبر کی عہد مین اس اندیشہ سی کہ مبادا کچہہ ضایع ہو جاوے
لیکن بی ترتیب تہا اور ایک مرتبہ حضرت عثمان کی عہد مین جو نسخی قران مین اختلاف تہی حضرت علی مرتضی شیر خدا
اکثر فرمایا کرتی کہ واللہ عثمان نی کیا خوب کام کیا اگر اوس سی یہہ کام انصرام نہوتا تو مین سرانجام دیتا پس جس حدیث اور ماوے کے
سے جو نسبت ہو کہ یہہ امر جلیل الشان بہترین حسنات جناب عثمان ہی اور وہ محرق القران نہین بلکہ محرق ماسوی القرآن ہین
کہ جو باعث اختلاف کا تہا یعنی مراغ ہی مضمون کی لونہر کرتی بعد انکی نقل و تصرف کی گنجایش نہ رہی اور مثل توریت انجیل
نسخی مختلف قران کے ہاتہہ آئی کہ کچہہ [illegible] بمبر بابر ہیای حسود کین بخت * کہ از مشقت او نمیرگ
توان رست * توانم آنکہ نیازارم اندرون کسی * حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست * اقول بفضل اللہ
العلیم بمفاد قول مولوی روم سے من ز قران مغز را برداشتم * استخوان پیش سگان انداختم * جو باتین
کہ مفضی طرف تطویل لاحاصل کے ہون اوس سی کیا فایدہ مطلب فقط اتنا ثابت کرنا ہی کہ عثمان صاحب نے
قرآن مجید کو آگ مین جلا دیا سو وہ جناب سلطان العلما کی خلاصی سی بخوبی ثابت اسکا یہی جواب کہہ دینا اسکو
نہین کہتی کہ اوراق قرطاس کو واسطی جلانی کم فہمون کی سیاہ کر دیجی عارفین ملاحظہ فرمائین کہ سوا اس بات کے
کہ وہ قران جو سوختہ ہوی منسوخ التلاوۃ ہی کوئی سخن دوسرا بھی کے عبارت سی پایا نہین جاتا کہ جواب انکی ہوی
دلیل ہو اور یہہ کہنا کہ بسبب اختلاف کے اون مصاحف کو خلیفہ ثالث نی آگ مین جلوا دیا تو اسکی جواب مین سید مرتضی
علم الہدی فرماتی ہین کہ حاصل اوسکا یہہ ہی کہ اختلاف سبعہ قراآت مین باعث قرآن سوزی نہین ہو سکتا کیونکہ خود
اہلسنت روایت کرتی ہین کہ نازل ہوا قران سات حرف پر اور وہ سب شافی اور کافی ہین پس یہہ اختلاف
[illegible] سو خدا کی مباح تہا اور واسطی آسانی امت کے حضرت رسول خدا نی جناب باری سی التماس کیا تہا پس
لئی عثمان نے چہہ حرفونکو مٹا دیا الا اگر قراآت واحدہ مین تحصیل و تحفظ قران منظور ہوتا تو یہہ مباح کرتی حضرت
مگر ایک قرآت سی کہ جناب نے ثابت وجوہات مصالح سی اقرب تر اور اعلم تہی انہین ترجمہ کلام شریف اگر
ہوئی یہہ کہی کہ یہہ اختلاف عہد عثمان مین ہوا عہد نبوی مین نہین ہوا تو ہم کہینگی کہ یہہ مزعوم باطل ہے اسلئی کہ صاحب
جامع الاصول نے ابی بن کعب سے روایت کی ہی کہ حاصل اوسکا یہہ ہی کہ ایک روز مین مسجد مین بیٹہا تہا کہ ناگاہ
ایک شخص داخل مسجد ہوا اور حالت نماز مین اوسنے ایسی قراآت کی کہ کبھی مینی اوس طرح کی قراآت نہین سنی تہی بعد
اوسکی ایک شخص دوسرا بہی داخل مسجد ہوا اور اوسنی حالت نماز مین پہلی شخص کے مخالف قراۃ کی پس جبکہ

نماز تمام ہوئی ہم سب خدمت جناب سید المرسلین میں حاضر ہوئے اور عرض کیے میں کہ یا رسول اللہ یہہ شخص
قران کو اسطرح سے پڑھتا ہی کہ میں نے نہیں سنا اور دوسرا شخص مخالف پہلے کے پڑھتا ہی پس جناب رسالتمآب
نے ارشاد فرمایا کہ دونو شخص میری روبرو قران کو پڑھیں پس پڑہا اون دونوں نے جسطرح سے کہ مسجد میں پڑہا
تہا پس حضرت نے دونو کو تحسین اور آفرین کی اور فرمایا آنحضرت نے کہ ای ابی بن کعب خدا نے بہیجا پہلے مرتبہ
فرمایا کہ قران کو ایک حرف پر پڑھو میں نے عرض کیے کہ ای بار الہا آسان کر میری امت پر پس سبحانہ و تعالی نے
دو حرف کے اجازت دی پہر اوسیطرح سے میں نے عرض کیا پس جناب باری نے سات حرف کے اجازت دیا انتہی
کذا فی الصواعق وغیرہ غرض کہ اسیطرح سے بہت سی روایات ہیں کہ اونسے اختلاف ہونا عہد نبوی میں ثابت ہوتا ہے
پس جبکہ سرور کائنات نے واسطے آسانی امت کے اس اختلاف کو جائز رکہا تو خلیفہ ثالث کون تہے جو ان قرات کو
محو کردیا **قولہ** علی اختلاف القراتین جلانی یا پہاڑ نیکا حکم دیا **اقول** معلوم نہیں کہ مجیب نے یہہ ترجمہ کس لفظ کا لکہا ہے
انس بن مالک کی روایت جو مشکوۃ میں اور اتقان میں ہی اوسمیں تو فقط یہہ لفظ مذکور ہی وامر بما سواہ من القرآن
فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق اور حرق کی معنی سوختن ہیں نہ چاک نمودن اس معنی کو در پردہ یہہ منظور ہے
کہ کسی صورت سی نسبت جلانے قران کیطرف عثمان کی ہونے پاوے مگر بمضمون لن یصلح العطار ما افسد الدہر کے
کچھہ کوشش مجیب کے کام نہ آئی فافہم و تحقق الحق **قولہ** حضرت علی مرتضی اکثر فرمایا کرتے تہے کہ واللہ عثمان نے
کیا خوب کام کیا اگر اوس سے یہہ کام انصرام نہوتا تو میں سرانجام دیتا **اقول** یہہ قول بہی مانند سایر اقوال سابقہ
مجیب کے لا طایل ہی اسلئے کہ روایت شیعہ و سنی سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب شیر خدا علی مرتضی علیہ التحیۃ
والثنا نے قران کو موافق نزول کے جمع کیا اور ترتیب اوسمیں موافق اوسی کے تہی اگرچہ سابق میں بیان اسکا ہوا ہے
مگر یہاں پر بہی بطور نموذج کی بیان کرتا ہوں اتقان میں ہی عن ابن حجر انہ قد ورد عن علی انہ جمع القرآن
علی ترتیب النزول عقب موت النبی اخرجہ ابن ابی داؤد ثم قال واخرج ابن ابی داؤد من طریق
ابن سیرین قال قال علی لما مات رسول اللہ آلیت علی ان لا آخذ علی ردائی الا لصلوۃ الجمعۃ حتی
اجمع القرآن فجمعتہ پس ہرگاہ کہ اس روایت سی یہہ ثابت ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام نے خود قران کو جمع کیا
تہا اور قبل زمانہ خلافت عثمان کے یہہ کام دست مبارک حضرت سی سرانجام ہوچکا تہا تو اس سے صاف ثابت ہوا
کہ عثمان کی جمع اور تالیف کے تحسین او یا اپنی جمع کی تمنا اور ترجی ہرگز حضرت کی زبان مقدس سے جاری نہوئی ہوگی
وضع اسکا بہی عبث ہے یا اسکا مرشد اور اگر سرانجام دینی سی یہہ غرض ہے کہ قران کو معاذ اللہ آگ میں جلاتے

جلائین تو یہہ دن جناب نے ہرگز نہیں کیا یہہ کام فقط لقب بہیجا وہی بیان یعنی عثمان کا ہی **قوله** اور وہ محرق القرآن
نہیں بلکہ محرق ماسوا القرآن ہیں **اقول** اگر ماسوا القرآن سی یہہ غرض ہے کہ نزول اوسکا پروردگار جلیل کے نزدیک
سی نہیں ہوا تو یہہ بدیہۃ باطل ہے اور اگر یہہ غرض ہے کہ ماسوا القرآن بہی منزل من اللہ ہی تو ہم کہیں گی کہ وہ بہی
احترام مین برابر غیر منسوخ کی ہی جلانا اوسکا مثل اوسکی جلانی کے خلاف احترام و تعظیم ہی علاوہ اسکی کہتا ہوں کہ عبد الرحمن
بن ابی بکر سیوطی نی اتقان مین بیان کہنگی مصاحف مین حلیمی سے روایت کی ہی قال لو غسلها بالماء الحار فهو
بالنار فلا باس احرق عثمان مصاحف کان فیها آیات و قرآۃ منسوخۃ ولم ینکر علیہ غیرہ وذکر غیرہ ان الاحراق
اولی من الغسل لان الغسالۃ قد تقع علی الارض انتہی یعنی اگر مصاحف پرانی ہو جائیں تو اونہیں پانی سے
دہو ڈالیں یا آگ مین جلا دیں کچہہ مضایقہ نہیں اسلئی کہ عثمان نی بہت سی مصحفون کو کہ اونمین آیات منسوخہ اور غیر منسوخہ
دونو داخل تہین آگ مین جلوا دیا اور کسی نے اسپر انکار نہیں کیا اور بعضون نی ذکر کیا ہی کہ جلا دینا قرآن کہنہ کا بہتر ہے
اسلئی کہ غسالہ اوسکا زمین پر گرتا ہی اور وہ موجب اہانت کا ہوتا ہی انتہی اس حدیث سے کئی باتین ثابت ہوتی ہین
اول یہہ کہ ہر زمانہ مین اگر کوئی قرآن پرانا ہو جاتی تو باوجود اسبات کی کہ اوسمین کوئی آیات منسوخ التلاوۃ
نہیں ہین اہلسنت کی نزدیک جلا دینا اوسکا محض اولیٰ ہے کہ عثمان نی کیا جائز اور مباح ہی بس
معلوم ہوا کہ عینی نے جو خصوصیت قرآن منسوخ کی بیچ باب احراق عثمان کے لکہا ہی محض چشم پوشی ہی کہ جلانا
قرآن کا اوس سے چہپ سکیگا اور طعن کی آگ یہہ بجہیگی بلکہ اور زیادہ بڑہیگی بمضمون بیت [illegible]
او مجہہ مین ہی جیون شعلہ و حسن جیون جیون مین اوسکو بڑہاتا ہوں گہٹتا ہی مجہی * دوسری یہہ کہ اس سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جن مصحفونکو عثمان نے حذیفہ ایمان سے آگمین جلوا دیا اونمین قرآت منسوخہ اور غیر منسوخہ دونو
داخل تہین بس کیا وجہ ہی کہ تمام قرآنکو جلا دیا جیسی ایک آیہ قرآن کا جلا دینا ویسا ہی تمام قرآن کا جلا دینا دونو خلاف
احترام و تعظیم ہی تیسری یہہ کہ بعضون نی اور بہی ترقی کی اور احراق کو نسبت غسل کے بہتر سمجہا ہی حالانکہ عائشہ
کہتی تہی اغتلو احرق المصاحف عثمان اور کنز العمال مین بہی احراق کو خلاف احترام لکہا ہی جیسا گذر چکا سبحان اللہ اب
ظاہر ہی قرآنکو دہونا اور اوسکے غسالہ کو کسی او یہہ باور یا وغیرہ مین چہوڑنا بہتر نہو اور جلا دینا اوسکا کہ سراسر
بی ادبی ہی بہتر ہو **فاعتبروا یا اولی الالباب ان هذا لشئ عجاب** ہم پوچہتے ہین کہ قرآن جسوقت مین سوختہ ہو گا
تو خاکستر اوسکا زمین پر گریگا یا نہیں اگر یہہ کہو کہ زمین پر نہ گریگا تو یہہ انکار بدیہی ہے اور اگر گریگا تو فرمائیے کہ
کسی خلاف تعظیم کیا اور احراق اوسکا بہتر کہا گیا ہوا **هذا غایۃ التشنیع للقال قوله** اور مثل توریت و انجیل

نسخی مختلف قرآن کی ہاتھ آئی کہ جنکو جلوا دیا اقول سچ ہی کہ جب خلیفۂ ثالث کی ان مصاحف مقدسہ کو آگ میں
جلوادیا اور وہ باغ ہی تو شیعو کیا انکا بس چل سکتا ہی تمہاری دانتو البتہ جل گئے اور بغض کہ تم جو دلیں تمہاری بھی برے
یعنی خانہ زہرا علیہا التحیۃ والثنا کو محیط کرو بیان خدا اوسکی جلا دینی کا بھی قصد کیا اور قرآن مجید میں جو آیات
اختلاف مطلب نہیں اوسی بھی نکالڈالا جیسا کہ روایات اہل سنتی کی بعد فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی کی کتب
معتبرہ اہل سنت میں ابن عباس اور عمران بن حصین اور اکابر صحابہ سی مروی ہی موجود ہی اور قرآن مروج میں یہہ
قرآت کہیں پائی نہیں جاتی اس کی دلیل قوی ہی مگر با فضال الٰہی و تصدق جناب رسالت پناہی سے ابتک سرکشی
میں جہان جناب شیر خدا علی مرتضیٰ کو ثبات قدم رہی اور ان روباہ خصلتو نکو مانند گریختگان یوم احد کی شوق بھاگ
وفرار سے چہ صدیق از جنگ فرار شد + رسول خدا و تدبیر ارشد + نہی جرأت و صولت حیدرے + نہی طاقت
وشوکت صفدرے + کرو جنگ صفین روز احد + علم کرد سرہا ہی کفار بد + قال المجتہد البحری التکریم شیخ عبد الحق
دہلوی فی لکھا ہی کہ اس حدیث سی ظاہر ہوتا ہی کہ جو مصحف نزدیک حفصہ کی تھی بعد موت اوسکی لی گئی پھر وہ بھی
جلادی گئے انتہی ملخصہ قال الناصب الغوی اللئیم شیخ کی عبارت سی یہہ نہیں ظاہر ہوتا کہ مصحف
مطہرہ کے صحیفہ کو جناب عثمان نی جلایا بلکہ مرقات میں لکھا ہی کہ جب مروان حاکم مدینہ ہوا تو اوسنی بعد انتقال
ام المومنین حفصہ کی خوف اختلاف سی جلایا کیونکہ وہ بی ترتیب مصحف تہا جیسا کہ گذرا جب قرآن جمع کردہ جناب عثمان
بشہادت تمام الائمہ صحت کو پہونچا اور سیوطی ملا صادق شارح کلینی نے با علام ندا پکار دیا کہ ویظہر القرآن
بہذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر فیشتہر بہ تو اب مروان پر بھی جگہہ تشنیع اور بہتان کی مرمی
کو اد فعل اوسکی تشنیع ہوا کرین تبیان لکو پیرۂ پیلانی کے جگہہ نہیں باقی پھر کہ عمر تو بشنوی یا نوی گفتگو کی
بیکنم ۴ امر آخر ہی اسمیں ہشیار اقول بفضل اللہ العلیم شیخ عبد الحق کے عبارت کا خلاصہ جو نقل کیا گیا ہے
اوسمیں عثمان کا ذکر ہی نہ مروان کا پیش نہ رگ تاویلات اسکی اوسکی سی کیا فائدہ کیا حفصہ کا مصحف
جلانا معصیت ہے اور بی کا نہیں اگر ایک سطر کا بھی جلانا ثابت ہوا تو محرق القرآن ہو چکی حفصہ کا قرآن اونہوں نی
نہیں جلایا تو اونکی بہائی مروان کی ہی ایسے لعن و تشنیع و توہین اور یہہ جو کہا کہ مروان نے اس جہت سی جلایا کہ وہ بی
ترتیب مصحف تہا تو اب عثمان پر جگہہ تشنیع کی نہیں تو میں کہتا ہوں کہ مروان نے جو قرآن کو جلایا تو وہ محرق القرآن
ٹھہرا یا محرق ماسوا القرآن اگر محرق القرآن کہی تو جگہہ تشنیع کی اوسپر ہے اگر نہ کہی تو ثابت کیجئے کہ وہ قرآن غیر مرتبہ قرآن
نہیں ہذا ما حصل لی فی ہذا المقام بفضل العزیز المنعام قولہ جب قرآن جمع کردہ جناب عثمان

عثمان **اقول** ہرگز امام الائمہ نے ایسی شہادت نہین دی اگر تم دعوی کرتی ہو تو بینہ قایم کرو تمہاری کتابونسی ہم پر
حجت نہین تمام ہو سکتی ہماری کتابونسی احتجاج کرو اور بیشک دلیل لاتہ نہ آئی ایسی تلمیع بجز اسکے شعبی کی دوسرے
سی نہین ہو سکتی **قال المجتہد البحری بالتکریم** اور یہہ روایت تو مشہور ہی کہ جبکہ ابن مسعود نے انکار دینی کا
اپنی مصحف کے کیا تو عثمان نی اونکو ضرب شدید تادیب کے اور اونسی نزد قران مجید کو لیکی جلوا دیا اور کچھ پاس اونکی صحابیت
اور جلالت قدر کا نکیا خلاصہ یہہ ہی کہ دل سوز خلافت پناہ کی قران سوزی ہی طشت از بام افتادہ ہی کہ علما اہلسنت
بھی انکار نہین کر سکتی **قال الناصب الغوی اللئیم** کتب صحیحہ مین اسقدر ہی کہ جب اون کی قرائتون مین اسقدر
کو خلاف پڑا کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ پڑہنی لگی اور اختلاف قرآت کو بہانہ پکڑنی لگی اور بعض مصحفون مین مثل
مصحف ابی بن کعب کی قرآت شاذہ تہی اور اکثر آیتین منسوخ التلاوہ اور بعض الفاظ تفسیر کی کہ جناب رسالتمآب نے
وقت تلاوت کے بیان معنے فرماتی تہے اونمین داخل اور اسیطرح مصحف ابن مسعود کا حال تہا کہ برخلاف اجماع اور تواتر
دعاء قنوت کو داخل قران جانتی تہی اور معوذتین کو خارج جیسا کہ استاد کلینی قمی نے تفسیر اہلبیت مین ابی بکر حضرمی
سی روایت کی کہ **قال قلت لابی جعفر ان ابن مسعود کان یمحو المعوذتین من المصحف قال کان ابی**
یقول انما فعل ذالک ابن مسعود برایہ وهما من القرآن اسلئے وجہون سی بمشورہ حذیفہ بن الیمان اور بہت
صحابیون کے کہ جناب امیر بھی اونمین شریک تہی حضرت عثمان نے چاہا کہ ایک مصحف مین قران جمع ہوی تا
تمام عرب اور عجم کا اختلاف اوٹہہ جاوی اسمین ابی بن کعب نے اپنی مصحف کو بخوشی حوالے کیا لیکن ابن مسعود نے نہ دیا
اور اون قرآت شاذہ وغیرہ کی اخراج اور معوذتین کی ادخال پر راضی نہوی علاوہ ان جناب عثمان سی بہم کچھ
انکی کچہہ بہت سست ہوئی کسیکا سونہہ چلا کسیکا ہاتہہ جب جناب عثمان نے سنا بہت عذر کئی ابن مسعود اگر
اس عذر واجبی کو قبول نہ کرین تو حضرت عثمان کے کیا خطا ہے سو باعث طعن کے نہین ہو سکتی ایسی چیزین عالم
سیاست مین کثیر الوقوع ہین خصوصا جسوقت دین مین رخنہ پڑنی لگی اور خلاف جمہور صحابہ کی جسمین
جناب امیر بھی شریک ہون کوئی شریعت پر آڑنی لگی یہان تو سیاست دنیا کی لئی باعتراف شریف مرتضی
فی تنزیہ الانبیاء خود جناب امیر علیہ السلام نی خلاف حدیث لا تعذبوا بعذاب النار کہ مروی ائمہ اطہار سی ہے لوطی کو
جلوا دیا اور ابو موسی اشعری کی گہر کو لٹوا کر ہونکوا دیا طلحہ او زبیر کی ہتک حرمت کی اپنی بہائی حقیقی عقیل بن
ابیطالب کو یہانتک تنگ کیا کہ وہ جنگ صفین سے برخاستہ ہو کر معاویہ سی جا ملی اب حضرات شیعہ فرمائین کہ کیا یہہ
لوگ صحابہ نہ تہی کہ انکی صحابیت اور جلالت کی رعایت کی جاتی جل سوزی خلافت پناہ کی اگر قران سوزی تہی

ظاہر ہی تو یہاں سوزی ہی اس بات سے شگاد کی ہمان سوزی ہین باہر پھر بھی فرق ہی کہ وہان باسوا القران جلا او یہان
تفسیر لسان البتہ انکو اسکا اہل سنت کی نہیں ہے تحریف سا ہی دا ہر اخطا اغیت * اقول الفضل البعید العلیم
قولہ کتب صحیحین [illegible] اقول اختلاف قرات باعث قرآن سوزی ہین
اصلی کہ خود [illegible] اختلاف قرآت کی قرآن سوزی جا بجا ہوتی تو بھی سبب
عیاذا باللہ مصحف [illegible] اور تحریق کرنی اگرچہ بعض ین التصریح اختلاف قرات کی ہوتی ہی مگر الزاما
پھر بھی کرکر یا دور کہ بخاری [illegible] روایت کی ہی کہ حضرت فرماتی ہین کہ جبرئیل نی قرآنکو ایک حرف
پر پڑھا اور میں ہمیشہ زیادہ [illegible] زیادہ قرآت کرتی جاتی تہی یہانتک کہ نوبت سات
حرف پر پہنچی [illegible] اختلاف قرات [illegible] قرآن سوزی نہو تو [illegible] مصحف عبداللہ
مسعود کا حال ہی [illegible] اور خارج [illegible] مسعود [illegible] کیونکہ
داخل اور ادخال خارج بدون احراق کی ممکن تہا اور مشورہ جناب امیر المومنین اور باقی اصحاب جلیل القدر کا اس باب
مین محض کذب اہل سنت کو لازم ہی کسی کتاب شیعہ سی سند اسکی لاوی اور یہ جو ارشاد ہوا کہ بلا مشورہ و بجارت عثمان
کی لات گھونسا چلا تو در حقیقت یہ عیب شیخ خلافت پناہ کی ہے ورنہ کتب معتبرہ سنیہ سی صاف ثابت ہوتا
کہ عثمان نی عبداللہ بن مسعود کو کہ صحابہ جلیل القدر سی تہی اسقدر ضرب و ادب کی کہ اونکی اضلاع شکستہ ہو گئی
اور اسی باعث سی اس دار فانی سے اونہوں نی رحلت فرمائی جیسا کہ فاضل توشجی اسطرح پر لکھتا ہی فانہ ضرب
بان ضرب ابن مسعود حتی فعد قبل انہ لما ارادعثمان ان یجمع الناس علی مصحف واحد ویرفع
الاختلاف بینہم فی کتاب اللہ طلب مصحفہ منہ مع انہ کان فیہ من الزیادۃ والنقصان ولم یرض
ان یجعل موافقا لما اتفق علیہ اجلۃ الصحابۃ فادبہ عثمان لینقاد ولانہ انہ مات من ذلک انتہی
اس عبارت سی صاف روشن ہے کہ عثمان نی عبداللہ بن مسعود کی ہتک حرمت کی اور یہی واقدی وغیرہ نی روایت
کی ہی کہ حاصل ترجمہ اوسکا یہ ہی کہ عثمان نی عبداللہ بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی سے کہا
تو عبداللہ بن مسعود کو پہانسی لگادی پس وہ لیا ابن زمعہ نی اور دروازہ مسجد پر انکی اسقدر مارا کہ بعض اضلاع
اونکی شکستہ ہو گئی انتہی حاصل کلامہ اور جب کہ صحابی کی ضرب اور ہتک حرمت کی اونکی کتب معتبرہ اہلسنت سی ظاہر
ہو چکی تو اب عنان قلم کو منعطف کرتا ہوں طرف کلام فاضل توشجی کے اقول انما رفع العثمان اختلاف القراۃ
فی کتاب اللہ تعالی واحراقہ سائر المصاحف خلاف الشرع والدین لان اختلاف حرف

حروف السبع كان على عهد رسول الله ص كان غير مرة فهذا الاختلاف كان مباحا سندا الى الرسول
فكيف يجوز لعثمان فعله ولما علم عبد الله بن مسعود ان عثمان يطلب المصاحف للاحراق ابى وكره كما يعلم
هذا الاكراه برواية الترمذي انه كان يقول يا اهل العراق اكتموا المصاحف التي عندكم وغلوها
ولم يكن هذا الانكار الا موافقا للشرع لان التحريف خلاف الاحترام لاحترام القرآن واجب واما
ما قال انه لانه انه مات من ذلك فتكذيبه رواية الواقدي فانه قال فلما مرض ابن مسعود في قتله ابن معمر الحكم
بامر عثمان هذا ما تيسر لي في هذا المقام بعون الجليل المنعام وقد روى ابن ابي الحديد وغيره لما مرض ابن
مسعود مرضه التي مات فيها اتاه عثمان عائدا فقال ما تشتكي قال ذنوبي قال فما تشتهي قال
رحمة ربي قال الا ادعو لك طبيبا قال الطبيب امرضني قال افلا آمر لك بعطائك قال منعتنيه
وانا محتاج اليه وتعطينيه وانا مستغن عنه قال يكون لولدك قال رزقهم على الله قال استغفر
لي يا ابا عبد الرحمن قال اسئل الله ان يأخذ لي منك حقي اس روایت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عثمان کے ہاتھ سے
عبد اللہ بن مسعود کو رنج بہت پہونچا تھا اب یہ کہنا اس عنی کا کہ غلامان عثمان سے بیہوشی انکی کچھ ثابت نہیں ہوئی
جب جناب عثمان نے سنا بہت سے عذر کیے الخ خلاف کتب معتمدہ اہل سنتان ہے اسلیے کہ ابھی بروایت واقدی
و شارح تجرید کے ظاہر ہو چکا کہ عثمان نے خود حضرت عبد اللہ بن مسعود کی ہتک حرمت کی تھی اور شارح مقاصد
صاحب کتاب ملل و نحل اور صاحب روضۃ الاحباب بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں اور اگر بیہوشی انکی ضرب سے تحقیق
ہوتی تو عذر کی کیا احتیاج تھی فقط اتنا ہی کافی تھا کہ خلیفہ ثالث کہتے کہ میں نے کسی کو حکم نہیں دیا تھا اور میں
بیخبر تھا اور یہ جو کہا کہ ابن مسعود اگر اس عذر واجبی کو قبول نہ کریں تو حضرت عثمان کی کیا خطا ہے فی الحقیقۃ
اگر عبد اللہ بن مسعود کو علم اس بات کا ہوتا کہ ظاہر و باطن عثمان کا صاف ہے تو اس عذر کو قبول کرتے جبکہ عبد اللہ کو
یقین حاصل تھا کہ یہ ظاہر کی خوشامد ہے اور باطن میں ہے بغض و عناد ہے تو اسلیے اس عذر کو قبول نہیں کیا قولہ
یہ بسبب بات طعن کی نہیں ہو سکتی ایسی چیزیں عالم میں کثیر الوقوع ہیں الخ اقول جناب ولایت مآب نے
جو بعض واقعہ کو نقش میں جلوایا تو بحکم خدا سے جلوایا اسلیے کہ اعتقاد شیعہ میں ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا مجتہد
نہیں ہیں کہ مثل سایر مجتہدین کے احتمال خطا ان سے متصور ہو بہت سی باتیں شرع میں ایسی ہیں کہ وہ خصایص سے
ائمہ و نبی کے ہیں اور دوسروں کو جایز نہیں جیسا کہ عند الرجوع الی کتب الفقہ ظاہر ہے یہ بات ظاہر و آشکار ہے کہ جناب
عثمان کی کہ باتفاق فریقین معصوم جانا صاحب کا جایز نہیں اور جو کچھ وہ کریں بدون دلیل شرعی کی عبث ہے

نہین تو اب قیاس کرنا اقوال و افعال حضرت پر کسی دوسری کی قول و فعل کو قیاس مع الفارق ہی اور تمہاری
نزدیک اگر جائز ہوگا تو اوس جواز سی ہمپر استدلال نہین ہوسکتا ان اہلسنت کی نزدیک البتہ بڑی قباحت لازم آتی
ہی کیونکہ ابوبکر نی خلاف خدا و رسول کی فجاءۃ سلمی کو آگ مین جلوا دیا چنانچہ ابن ابی الحدید اور اکابر اہلسنت اسکا انکار
نہین کرتی اور خود صدیق اکبر اکثر کہا کرتی تہے کہ وددت انی اذا اتیت بالفجاءۃ لم اکن احرقتہ و کنت
قتلتہ او اطلقتہ سچ ہی کہ ابوبکر تو انسان سوزی مین یکتای روزگار اور عثمان قرآن
سوزی مین مشہور روزگار ہے یکی مشہور باحراق انسان * یکی معروف بتحریق قرآن * یکی دین ہی را کرد
برباد * یکی اصلاح قرآن کرد ایجاد * اور طلحہ و زبیر نی خلاف حکم خدا و رسول کی امام بحق پر خروج کیا وہ تو اسلام
سی خارج ہوگئی حضرت کیونکر اونکی تہلک حرمت نہ کرتے اور تہلک کرنا اپنی بہائی عقیل ابن ابیطالب کے سند اسکی
کتب شیعہ سی لاؤ کہ وہ قابل اعتماد ہو اور بالفرض اگر تہلک کرینگی تو قول و فعل اونکا حجت ہی اور یہہ جو کہا کہ یہی
بہی فرق ہی کہ وہان مسودۃ القرآن جلا اور یہان نفس انسان الخ تو ماسبق مین ظاہر ہوا کہ مصحف حفصہ باوجود اسکی
کہ منسوخ نہ تہا پہر بہی جلا دیا گیا قال المجتہد الحری بالتکریم بلکہ فخر رازی نی نہایۃ العقول مین لکہا ہی کہ
جلا ڈالنا باقی مصاحف کا در حقیقت نہایت تعظیم تہی کہ مبادا کوئی پرزہ اوسمین سی زمین پر گر پڑی تو باعث
اہانت اوسکی کا ہوگا سبحان اللہ جلانا قرآن کا تو تعظیم ٹہرا اور گرانا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا حالانکہ
جلال الدین سیوطی نے کتاب اتقان مین قاضی حسین سی نقل کیے ہی اوسنی کہا کہ جلانا قرآن کا خلاف احترام ہے
اور جو چیز کہ خلاف احترام ہو وہ اہانت و استخفاف ہی انتہی قال الناصب الغوی اللئیم جس مصحف
مین نفع متصور نہو اوسکی اشاعت مین علماء کا اختلاف ہی بعضی کہتی ہین کہ جلا دینا چاہئی اور بعضونکی
نزدیک دہو ڈالنا چاہئی لیکن محققین تفصیل کرتی ہین کہ جو قرآن من حیث انہ قرآن ہی جیسی یہ قرآن صحیح
الآن اسکا جلانا بہتر نہین کیونکہ اسمین گونہ اہانت ہی بلکہ دہو کر اوسکی غسالہ کو کسی مکان طاہر مین ڈالدین
یا پلا دین کہ یہ ہر مرض کی دوا ہی اور ہر درد کی شفا اور جو قرآن من حیث انہ قرآن نہین جیسی مصاحف محرقہ جناب
عثمان اسکا دہونا بہتر نہین جانتی کیونکہ احتمال حرفونکی رہجانیکا ہے بلکہ اوسکو جلا ڈالنا چاہئی تا اثر اختلاف کا
مٹ جاوی انتہی جیسا جناب عثمان نی کیا پس قول رازی کا ناظر ہی اسی معنی کی طرف اور قول قاضی کا ناظر ہی
اوس معنی کی طرف اسمین نقص ہی نہ تعارض بین القولین اوٹہہ گیا اور رازی سی قاضی راضی ہوا اب حقیقت مین جلانا
ایسی قران کا جس سی اختلاف اور تکفیر فیما بینہم ہو باعث بڑی تعظیم کا ہوا اگرچہ امر باعث اہانت کا ہوتا تو اوکی

کوئی صحابی جلا نہی دیتا جناب عثمان نی جیسی مشورہ بچاس صحابیونکی کہ بہترین اونمین جناب امیرالمومنین تہی قران
صحیح کو جمع کیا ویسا ہی لکہوا دیا نہین لوگون کے جلوا یا اس صورت مین اگر جناب عثمان مورد طعن ہونگے تو این
تو جناب امیر علیہم السلام اور دوسری اصحاب بہی سبین شریک ہین اور یہ جو فرمایا کہ سبحان اللہ جلانا قران کا تو
تعظیم ٹہرا اور گرانا اوسکا باعث تحقیر کا ہوا یہ بات شان اجتہاد اور شایان و ادعی نہایت دور ہی کیونکہ اسسے
ثابت ہوا کہ گرانا اوسکا زمین پر اور لگد کوب ہونا آپ کی استنباط مین باعث تحقیر کا نہین حالانکہ جلانا اور پیر کے
نیچے لانا صورت تحقیر مین دونو برابر ہی کوئی انمین مابہ الامتیاز نہین اور سمجہنا کہ جلانا باعث تحقیر اور اہانت کا
ہی لیکن اور کی پہولی پر پہسنا اور اپنا ڈینڈ ہر دیکہنا صاف انصاف کی گلی پر چہری چلانا ہی کلینی بروایت
ابن جہم ہلالی امام جعفر صادق علیہ السلام سی لکہہ رہا ہی کہ انہ قرء ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد
قوة انكاثا تتخذون ايمانكم دخلا بينكم ان تكونوا ائمة هي ازكى من ائمتكم فقلت جعلت فداك
ائمة قال اي والله قلت انا نقرء اربى فقال ما اربى واومى بيده فطرحها اهانه فرمائی کہ قران صحیح
کو باعتراف ملا زمان ثلثہ کی قابل التعظیم اور واجب العمل ہی اسکا زمین پر دی مارنا اور اہانت سی اوٹہا پہینکنا
اہانت ہی یا پاسوی القران کا جلانا اور علاوہ اسکی عظمت قران کے تو یہ ہی کہ اسکو ناپاک لوگون سے دور رکہے
اور قاذورات کے جگہہ نہ پڑہی اور اسکی تلاوت کو زندگی مین باعث برکت اور مرنی کی بعد سبب مغفرت کا سمجہے
یہ شیعونکو کہان نصیب صاحب استبصار فرما رہا ہی کہ لاباس ان تتلو الحائض والجنب القران اور من لا یحضرہ الفقیہ
مین پڑہنا قران کا حاضرہ مین بقدر آیۃ الکرسی کے جائز کہا اور عوام بلکہ اکثر خواص شیعون نے موت وحیات مین قران
کی بدلی دو پیرہ ضمیر کی مرثیہ پر اکتفا کیا اب کہین سو جہے ہوئی کہ تعظیم کون کرتا ہی اور تحقیر کون وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ نادم کہ از رفیقان وہن کشان گذشتہ ؛ گوشت خاک ما ہم بر باد رفتہ
باشد ؛ اقول بفضل اللہ العلیم اس تفصیل غیر جمیل سی ظاہر ہوتا ہی کہ نہ قاضی سے رازی راضی ہی اور نہ رازی
سی قاضی اسلئے کہ مجیب سے استفسار ہی کہ قران مروج الآن اگر کہنہ ہو جاتی اسیطرح سی پہٹ جاتی او سکی جا بجا
منتشر ہون تو رازی اوسکی جلا دینی کا حکم کریگا یا نہین اگر اوسکی جلا دینیکا حکم کریگا تو فہو المراد ثابت ہوا کہ خصوصیت
قران منسوخ کی نہین غیر منسوخ کو بہی اہلسنت جلا دینی کا حکم صادر فرماتی ہین اور درمیان رازی اور قاضی کے
اختلاف بہی ہو گیا اور اگر رازی اوسکی جلا دینی کا حکم نہ کریگا تو مین کہتا ہون کہ موافق قول رازی کے خلاف
تعظیم لازم آتا ہی کہ مبادا کوئی جزء اوسکا زمین پر گری اور وہ موجب اہانت کا ہو صحیح ہی کہ ایسی مرید کو لیبا

پیرہا ہی ہو ہستی ع تو ہو پریشان ، احراق مصاحف ہم روا ، پیروان سفیان آفرین ، لین
مریدان امام اہلبیت ، قولہ جیسی مصاحف محرقہ عثمان ہی انکا دہونا بہتر نہین کیونکہ احتمال حرفون کی رہ جانیکا
ہی بلکہ اوسکو جلا ڈالنا چاہی اقول جسکو اندک مس ہی ہندی عبارت کی معنی سمجہنی مین وہ گواہی دیگا ہن بات سے
کہ یہانتک جو کچہہ جناب مجتہد العصر نی فرمایا اوسکا خلاصہ صرف اسقدر تہا کہ قران من حیث انہ قران کو صاحب حیا
و ایمان نی جلوایا اور یہ جلانا اہانت ہی الحمد للہ کہ ان دونو مطلبونکو اس عنجے نی بہ تسلیم اپنی محققین کے اتنی بک بک کی
بعد قبول کیا اسکو یاد رکہنا چاہی اب ہم کہتی ہین کہ جن مصاحف کو عثمان نے جلایا اوسمین اور اس قران مروج مین خواہ ترتیب
کا اختلاف ہو خواہ قرأت کا فرق ہو خواہ کسی مین اس سے زیادہ آیتین ہی ہون جسکو تم منسوخ التلاوۃ کہتی ہو
خواہ کچہہ آیتین کم ہی ہون اسکی سوا کوئی وجہہ ایسی کہ جو اوسکو بجمیع وجوہ قرآنیت سے نکال دی نہین ہے کیونکہ طرفین
اون مصحفون پر اطلاق قران کا کرتی آئی ہین تو خواہ نخواہ کچہہ سورتین یا آیات اوسمین مطابق کلام اللہ مروج کی
ہی ہونگی ورنہ الا اطلاق قران کا اوسپر ہرگز صحیح نہوتا اور ظاہر ہے کہ اگر اس قران مروج کو کوئی ترتیب بدل کے
لکہی اور آیات مین یا اجزا مین یا سورتون مین تقدیم و تاخیر کردی تو البتہ یہ کہین گی کہ اس قرآن کو الٹ پلٹ دیا ہے
پر کوئی نہین کہہ سکتا کہ مکتوب قران نہین ہی اور اس الٹ پلٹ جانیکے سبب سے کوئی اسکی اہانت روا نہین رکہہ سکتا
علی القیاس اگر قران مروج مین کچہہ زیادہ کیا جائی جیسا فی زماننا تراجم سلو و تفسیر حسینی اور ترجمہ شاہ ولی اللہ
کا اور حواشی کتب لغت سی اور کتب حدیث سے اور مثال اسکے لکہہ دیا کرتی ہین اور اکثر وہ حواشی غلط بہی ہوا کرتی ہین اور
صحیح بہی ہوتی ہین اور سب مشتمل القران ہین تو کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ ایسی قران کی اہانت بسبب اسکی کہ مشتمل
بر ماسوی القران ہے روا رکہنا چاہی بلکہ بقول شاعر ع صد خار را ز بہر گلی آب میدہند یعنی وہ سب عبارات عربیہ و
فارسیہ صحیح و غلط بسبب مجالست و مجاورت کلام ربانی کی تعظیم مین شریک ہوجاتی ہین اور کلام اللہ کی احترام کی
شمول مین مجموع کا احترام ہوتا ہی یا اگر کوئی آدہا کلام اللہ لکہی اور آدہا چہوڑ دی تو اس وجہہ سی کہ یہ ناقص و ناتمام
ہی توہین اسکی کسیطرح ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ وجوب احترام مین کل و جز اسکی یکسان ہین اب کوئی اس عنجے سی اور اسکے
مرشدون سی جنکو یہ محقق قرار دیتا ہی پوچہے کہ تم نی عثمان کے احراق مصاحف کو قبول کیا اور یہی ثابت کردیا
کہ اونمین آیات صحیحہ مطابق قران مروج کی موجود نہین تو لامحالہ جلانا بعض قران مروج کا خواہ کل کا اگر نقصاً
مخالفت نہین رہی ہو ثابت ہوا اور قران مروج کی جلانیکو تم تسلیم کر چکی کہ اہانت ہی اور اسمین شبہہ نہین
کہ اہانت قران کفر ہی اور اسکا نتیجہ خود نکل آیا ع اب ہم نہ کہین گی تمہین پر حق کہو کیا ہی قولہ اگرچہ

یہ امر باعث اہانت کا ہوتا تو کوئی صحابی جلالی نہ بنا **اقول** اسوقت علمای اہلسنت سی استفسار کیا جاتا ہی
کہ حکم بن العاص کہ مطرود رسولخدا تہا اور مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفا وکرامۃ سی حضرت نی طائف کو نکالدیا
تہا اوسکو عثمان بن عفان نی بسبب قرابت اور جہالت کے پہر طلب کر لیا تہا کیا وجہ ہی کہ کسی صحابہ نی اس سے
ممانعت نہ کی اور اوسکی طلب کرنی پر متعرض نہوئی اگر کہیں کہ بظاہر راضی تہی مگر اوسکی خوف اور دہشت سی بول
نہ سکتی تہی تو ہم کہین گے کہ مانحن فیہ مین بہی یہی امر ہی جیسا وہان پر ارشاد ہوگا ویسا یہان پر بہی کہا جائیگا بس
ظاہر ہوا کہ صحابیوں کی تعرض نہ کرنی سے صحت اس فعل کے نہین ثابت ہوتی کیونکہ صاحب بسط الید تہی کسیکو انکے
تعرض کا یارا نہین اور آخر جب اسی طرح انکی افعال بڑہتی گئی تو تعرض ہوا بیت لطف حق با تو مدارا کند چونکہ از حد
بگذرد رسوا کند ایک عبد اللہ بن مسعود نے کہ تعرض کیا تہا اونکی توہشت مشت کو قبول کر چکی ہین پہر دوسرا
کوئی اگر تعرض کرتا تو یہی نوبت آتی ابوذر کی باب مین بہی کسینے تعرض کیا تہا جو ایسین کرتا سب تو انکی دست
نگر اور موافق تہے اور جنکو خوف خدا تہا وہ قدرت تعرض نہ رکہتی تہی ع ما احسن ما قال الفاضل الکامل مولانا الباقر
طاب ثراہ فی حق الیقین ناقلا عن ابن ابی الحدید وھذا خلاصۃ ما قالہ ابن ابی الحدید بعد مطاعن عثمان کے
اسطور سی لکہتا ہی کہ ہم انکار اس بات کا نہین کرتے کہ عثمان نے بدعتین بہت سی دین مین کین ہین لیکن
مین دعوی کرتا ہون کہ وہ بدعتین مرتبہ فسوق کو نہین پہونچین تہین اور باعث حبط ثواب کے نہین اور جملہ
گناہان صغیرہ سی تہین اسلئی کہ مین یقین کرتا ہون کہ وہ آمرزیدہ اور اہل بہشت سی ہے الخ ما قال انتہی ملخصا
ذکرہ الی الملال اب اہلسنت جماعت کو لازم ہی کہ قول ابن ابی الحدید کو چشم انصاف سی ملاحظہ فرمائیں کہ صاف
بدعت اور تشریع عثمان پر دلالت کرتا ہی غرض کہ بدعت ابن عفان کو اس رسالہ مین لکہنا آسمان کو گز سی
ناپنا ہی پس جبکہ ہر قدر عثمان نے تشریعات دین مین اختیار کین اور کسینے بسبب بد پرستی اور اپنی کم زوری
اور کسینے بسبب طمع دنیوی کی اونسی تعرض نہ کیا تو نہ انکار کرنا کسی صحابہ کا دلیل صحت فعل کے نہین ہوسکتے
اور یہ جو تمنی کہا کہ بمشورہ پچاس ہزار اصحابیوں کے کہ بہترین اونین جناب امیر المؤمنین تہی قران صحیح کو جمع کیا
ویسا ہی بصواب دید انہین لوگونکی جلوایا الخ تو یہ بہی اوہام الیخولیاسی ہے جنکو لازم ہی کہ سند اسکی
کتب اہل حق اثنا عشری سے لائی تو وہ لایق اعتماد ہو حقیقت یہ ہی کہ یہ افترا پردازی اور بہتان بانی
واسطے بہکانی عوام کی ہے اور عمدہ دلیل اس افترا پر یہی ہی کہ عبد اللہ بن مسعود باوجود اسکی کہ صحابہ فقہا سے
تہی اونہونے بخوف اسکی کہ عثمان قران کو جلا دیگا اپنی مصحف کو نہ دیا بلکہ اکثر عبد اللہ فرمایا کرتی تہی کہ قران کو

اپنی پوشیدہ رکھو کیا یہ اصحاب سے نہ تھی کہ عثمان انکی مشورہ پر عمل کرتا اور قرآن مجید جلنی سے بچ جاتا ھذا
غایة التشنیع للمقاد ولیس للمجادلة والمکابرة فیه مجال **قوله** فرمائی کہ قرآن صحیح کہ باعتراف ملازمان
قابل التعظیم اور وجب العمل ہی اسکا زمین پر دی مارنا اور لات سی لوٹہا پھینکنا اہانت ہی یا ماسوی القرآن کا جلانا
الخ **اقول** سبحان اللہ اس عجیب نی خیانت کرنا نقل میں فاضل دہلوی سی بو بہت حاصل کیا ہی کہ اوسنی ازراہ تمام
ترسی جسطرح صواقع موبقہ کابلی کے چرا کر عربی کو فارسی کر کی تہوڑی سی ہیئت بدل کر تحفہ اثنا عشریہ بنائی
اوسطرح اوس تحفہ مسترقہ کی چوتہی باب کے اواخر میں بصفحہ ایکسو بالیس چھاپہ دہلی میں ایک بہتان عظیم شیعوں پر
باندہ کر اس روایت کو اوسکی دلیل قرار دی اور ایک لفظ اہانت اپنی دل سی اوسمیں بڑہا دیا ورنہ صد ہا نسخ
اصول کافی کلینی بہت قدیم دو صد سالہ بلکہ زاید اسسی ہندوستان و ایران و عربستان میں موجود ہیں اہل
انصاف بچشم نصفت دیکھیں اور اصول کافی کے کتاب الحجة باب النص و الاشارہ الی امیر المومنین کو ملاحظہ فرمائیں پہلے
حدیث اوس باب میں یہی روایت زید بن جہم ہلالی کی ہی اصلا و مطلقا لفظ اہانت اوسمیں مذکور نہیں سمجھی شاہ صاحب
نی اپنی مریدوں کو عقاید باطلہ پر قائم رکہنی کے واسطے اور عوام اثنا عشریہ کو دہوکہا دیکر راہ حق سی پہیر دینی کے
لیئی ایسا ارتکاب بہتان اور ایسی خیانت نمایاں عمل میں لائی کہ دیدہ و دانستہ اتنا بڑا کلمہ پانچ حرف کا
اہانة اپنی دل سی اس حدیث میں داخل کیا اور اول میں انہ قرار دیا اپنی طرف سی بڑہا کی امامیہ کی کفریات میں
اس روایت کو شمار کر دیا کہ اسی سبب جسطرح صاحب تحفہ پر قرآن جلانیکا طعن کرتی ہیں ویسا ہی اپنی امام پر
قرآن کی اہانت کرنیکا اور پہینک مارنیکا اتہام باندہا ہی دیکھو اہانت کے افترا کی صورت عبارت حدیث کے
دیکھنی سی ثابت ہوئی کہ شاہ صاحب نی اپنی دل سے اختلاق کیا ہی چنانچہ عبارت حدیث کی یہ ہی محمد بن یحیی
عن محمد بن الحسین عن محمد بن اسمعیل عن منصور بن یونس عن زید بن الجہم الہلالی عن ابی عبد اللہ ع
قال سمعتہ یقول لما نزلت ولایة علی ع و کان من قول رسول اللہ ص سلموا علی علی ع بامرة
المومنین فکان مما اکد اللہ علیہما فی ذلک الیوم یا زید قول رسول اللہ ص لہما قوما فسلما علیہ
بامرة المومنین فقالا امن اللہ او من رسولہ یا رسول اللہ ص فقال لہما رسول اللہ من اللہ و من رسولہ
فانزل اللہ عز و جل و لا تنقضوا الایمان بعد توکیدہا و قد جعلتم اللہ علیکم کفیلا ان اللہ یعلم ما
تفعلون یعنی بہ قول رسول اللہ لہما و قولہما امن اللہ او من رسولہ و لا تکونوا کالتی نقضت
غزلہا من بعد قوة انکاثا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکون ائمة ہی ازکی من ائمتکم قال

قال قلت جعلت فداک ائمہ قال ای واللہ ائمہ قلت فان نفرا رسے قال فقال وما ارتمہ
وادی بیدہ فطرحها انما یبلوکم اللہ بہ یعنی بعلی ولیبینن لکم یوم القیمۃ ما کنتم فیہ تختلفون
ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن یضل من یشاء ویهدی من یشاء ولتسئلن یوم القیمۃ
عما کنتم تعملون ولا تتخذوا ایمانکم دخلا بینکم فتزل قدم بعد ثبوتہا یعنی بعد مقالۃ رسول اللہ
فی علی وتذوقوا السوء بما صددتم عن سبیل اللہ یعنی بہ علیا ولکم عذاب عظیم باقی ہی پہنکا یکی تہمت
تو اسکو دیکہو کہ یہ اکذب الکاذبین اس مضمون کذب مشحون کو طرحہا سے نکالا ہی تو پہلی اس سے پوچہو کہ اس حدیث
مین قران کہان مذکور ہوا اور بدون ذکر کی ضمیر اوسکی طرف کسطرح پہر سکتی ہے اور اسمے ہی مستغنی ہو
کر وہ کہ قران مذکر ہی یا مونث اور دیکہو کتاب اپنی مولف عثمانی مین بمقامات عدیدہ قران کا ذکر بتذکیر کی ضمائر
ایکہی جیسا واذا قری القران فاستمعوا لہ لو انزلنا ہذا القران علی جبل انا انزلناہ قرانا عربیا
اوحینا الیک ہذا القران ان ہذا القران یہدی للتی ہی اقوم ویبشر المؤمنین وغیرہ احادیث
مین اور کلام فصحا و بلغا مین بتذکیر مذکور ہوا ہے اس سبکو جانی و جہبی اچہا ان انسان کے خطبہ میں ہی وعلی
حفظۃ القران ومجمعہ اور ساتہہ اسکے نسب علی فاطمہ کی طرح اسکی ضمیر مونث کو لانا اسمے عربیت کی قوانین
کی طرف پہیرنا ہی محض ظاہر ہوا کہ حبلک الشی یعمی ویصم عثمان کے محبت نے اسکو ایسا اندہا کر دیا کہ سر
و کرک کی خبر نہیں لہذا لہ مونث سماعی ہی ضمیر طرحہا کی اوسکے طرف پہیر پائی اور ضمیر کو صریح اب
پہینکا تاکہ قران کیطرف جسکا ذکر ان فقرات مین کہین نہیں زبردستی کہینچ کہینچ لی پہنہا ہی اور امام معصوم
سفر قبض الطائفہ قرینہ قران جسکا افتراق فرقان سے مجاز ہے اونکے منافہ مین قران زمین پر دی ما یکا
پہیکان یا نہ پہنا ہی اسل قراکی جزا بروز حساب اسرع الحساب ہیں اسکو ملین گے اب یہی اس حدیث کے
معنی صحیح جو منطوق الفاظ سے بوجہی جاتے ہین کیسی صاف و درست ہین کہ حضرت نے بجائی پی کے انکی قرارہ
قرار بار اونکی غرض کہ کہ لوگ اپی پڑہتی ہین حضرت نے پوچہا اپی کیا اور ہاتہ سی اشارہ کیا پہر ہاتہ کو گرا دیا
اب اہل انصاف عبارت حدیث کو دیکہیں اور اوسکی معنی کو سمجہیں اور اس شخص کی بیہودہ گوی اور نافہمی کو
مشاہدہ کرین اور ایسی جراءت کو اسکی ملاحظہ فرماوین کہ صاف صریح بہتان باندہ ریہی مگر اسمین ہنسا احمقی
کا قصور نہیں اسکی مرشدوں کے آنکہہ وکان کو محبت عثمان نی پہلے بند کر دیا اوسکے بعد سنی اونکی نقل کا سلسلہ
آنکہہ بند کرکے اپنی گرو نہین ڈالدیا اگر ایسے بی بانی کسی دوسرے سی ظاہر ہوتی ہوتی تو خدا جانی

عنوان عالم
عبارت حصہ سوم

مفتری نہی کسقدر طول دیا ہوتا باوجودیکہ مشتہر ہوئی اہل حق کی افترا و بہتانات سی ہزار ہزار زبان اپر بہتان کی
تہمت باندہ رہا ہی اور جابجا مقام یہ ہی کہ قران مجید میں تواتر حروف کا جمیع خصوصیات سی مشکلات ہی جیساکہ اس
بیان کو جناب غفران مآب نی بسوم میں تصریح و بسط لکہا ہی کہ بعبارتہ اینجا معلوم است و تیقن است
کہ جناب ائمہ معصومین علیہم السلام امر فرمودہ اند ما را بقرآت الفاظ امۃ در آیۂ مذکورہ لیکن این معلوم نشدہ کہ آیا این
امر بجہت این است کہ این لفظ یکی از سبعہ احرف است و یا اینکہ چون در اسقاط این لفظ مفسدہ عظیم متصور بود لہذا
از احذف نفرمودند یا اینکہ در اصل حدیث لفظ ائمہ بجای امۃ مطابق واقع نیست لیکن معہذا چون احتمال امر
شد میان نفی و اثبات تواتر از میان رفت و ہذا ہو المطلوب انتہی **قولہ** علاوہ اسکی عظمت قران کی تو یہ ہی الخ **اقول**
یہ قول بہی سراسر بطلان پر محمول ہی اسلیئی کہ جنب اور حائض کو تلاوت قران کرنا اہلسنت کی نزدیک بہی جائز
ہی جیساکہ شرح وقایہ میں ہی کہ مالک کی نزدیک حائض کو قرانکا پڑہنا درست ہی جیساکہ صاحب کتاب مذکور
اسطرح لکہتا ہی واما عند مالک فیجوز لہا القراۃ لا الجنب لانہ قادر علی تحصیل صفۃ الطہارۃ بالاغتسال
او التیمم فیلزمہ تقدیمہا والحائض عاجزۃ عن ذلک فجاز لہا ان تقرء صرح بہ فی الکافی انتہی اور بعد
اسکی بہی شارح مذکور یوں لکہتا ہی اقول ہذا مخالف صریحا لما فی تصریحات واما الجنب فلا یباح ۳۴
لہ قراۃ القرآن عند عامۃ العلماء خلافا لمالک انتہی اس عبارت سی معلوم ہوا کہ جنب کی لیئی تلاوت قران مالک
کی نزدیک جائز ہی اور طحاوی کی نزدیک حائض اور نفسا اور جنب سبکی لیئی قرآت ادون از آیہ جائز ہی چنانچہ
تہجی اور تعلیم میں کل مساوی ہیں مادون آیہ کی یا تخصیص اور بہی ابی حنیفہ کی نزدیک بسم اللہ اور سورۂ
فاتحہ کا پڑہنا علی سبیل الدعا جنب کی لیئی جائز ہی جیساکہ شرح وقایہ وغیرہ سی صاف ثابت ہوتا ہی پس اس سی
ظاہر ہوا کہ یہ بہی ایسا سنی ہی کہ شرح وقایہ بہی نہیں پڑہا ہی ورنہ کہ درحقیقت وہی سنی ہی کہ اصل امام پر اعتراض
کر رہا ہی دیکہو امامیہ کی طریق میں چار سورتوں میں سی جسکو عزایم کہتی ہیں ایک کلمہ جنب اور حائض کو پڑہنا
جائز نہیں اور باقی سورتوں میں سی کسیقدر درست بخلاف مالکیہ اور طحاوی وغیرہ کی کہ جنکو اہل حق سی جانتا ہی
بالتخصیص سورہ کی قرآنکا پڑہنا حائض کی لیئی درست جانتا ہی اور جنب کی لیئی بہی جائز سمجہا ہی **قولہ** اور من
لا یحضرہ الفقیہ میں پڑہنا قران کا جاضر میں بقدر آیۃ الکرسی کی جائز کہا الخ **اقول** یہ قول بہی بعینہ
کا سرا سر واہی ہی اولا اثبات کرتا ہوں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بہی جزو قران ہی جیساکہ فخر الدین رازی
نی تفسیر کبیر میں مذہب شافعی کو قوت دی ہی اور بہت سی دلایل لکہی ہیں منجملہ انکی حجۃ خامس یوں ہی

یہ ان عبارت لکھا ہی الحجۃ الخامس وروی البیہقی فی السنن الکبیر عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ
صلعم یجہر فی الصلوۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم تمام ان الشیخ البیہقی روی الجہر عن عمر ابن الخطاب
وابن عباس وابن الزبیر واما ان علی ابن ابیطالب کان یجہر بالتسمیۃ فقد ثبت بالتواتر ومن اقتدی
فی دینہ بعلی ابن ابیطالب فقد اہتدی والحجۃ والدلیل علیہ قولہ اللہم ادر الحق مع علی حیث
دار اور شرح شاطبی میں مذکور ہی عن علی ابن ابیطالب انہ کان اذا افتتح السورۃ فی الصلوۃ یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم
وکان یقول من ترک قراءتہا فقد نقص آیۃ انتہی دوسری یہ کہ علمائے اہلسنت بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ادعیہ عجیبہ کا
پڑہنا بیت الخلا میں مستحب جانتے ہیں چنانچہ آداب قضاء الحاجۃ میں صاحب احیاء العلوم لکہتا ہی وان یقول
عند الدخول بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ من الرجس النجس الخبیث المخبث من الشیطان الرجیم
وعند الخروج الحمد للہ الذی اذہب عنی ما یؤذینی وابقی علی ما ینفعنی اور بہی بلوغ المرام میں ہی
وعن انس قال کان رسول اللہ اذا دخل الخلاء قال اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث
اخرجہ السبعۃ اب فرمائی کہ بیت الخلا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ جزو قرآن ہی اور باقی دعاؤں کا پڑہنا
کہ وہ بہی لایق احترام وتعظیم ہی جائز ہوا یا نہیں اور بہی فرمائی کہ کس مذہب میں آیۃ الکرسی کا بیت الخلا میں
پڑہنا حرام ہی اسلئے کہ فتاوای عالمگیری میں صاف مسائل کیفیت قراءت میں باین عبارت مذکور ہی ویکرہ قراءۃ
القران فی موضع النجاسات کالمغتسل والمخرج والمسلخ وما اشبہ ذلک انتہی اور مخفی نہیں کہ اس عبارت سے
کراہت ثابت ہی نہ حرمت تیسرے حل مقام یہ ہی کہ بیت الخلا میں ان آیتوں کا پڑہنا کچھہ خلاف احترام نہیں اسلئے
کہ ان آیات کی تلاوت سے دفع بلیات اور شیطان ہی سے نجات ہوتی ہی ہاں یہ البتہ خلاف احترام ہے
کہ کوئی شخص ایک جزو قرآن کا جائے نجس پر پہینک دے یا یہ کہ قرآن مجید کو عیاذا باللہ آگ میں جلادے اسکے سوا یہ
ہی کہ اکثر شیعیان علی ابن ابیطالب علیہما السلام واسطے دفع شیطان کے بیت الخلا میں مخالفین اور اعداء دین پر
کہ اوسکی برکت سے ہر طرح کی بلا ونفسی سے امان ہوتی ہی اور سوا یہ اسکے بیان لکھا یہ ہی
کہ بعض علماء اہلسنت اوجماع میں کہتے ہیں ویستحب ان یبدأ بسم اللہ الرحمن الرحیم ویقرء قل ہو اللہ احد
اولا ویکبر ویہلل ویقول بسم اللہ العلی العظیم اللہم اجعلہا ذریۃ طیبۃ ان کنت قدرت ان تخرج
من صلبی فلذا قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو ان احدکم اذا اتی اہلہ قال اللہم جنبنی الشیطان
وجنب الشیطان ما رزقتنی فان کان بینہما ولد لم یضرہ الشیطان واذا قربت من الانزال فقل فی نفسک

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا وقت جماع ابن ماجہ انتہی لا اینہ خلق من الماء بشرا ان الحمد للہ سفینات ولا تحرک لہ
اور سورہ قل ہو اللہ احد کا پڑھنا علماء اہل سنت کے نزدیک مستحب ہے اور وقت قریب انزال کے کہ غسل ہے
بسبب التقاء ختانین کے واجب ہو چکا ہی یہ آیہ الحمد للہ الذی خلق من الماء بشرا انکا پڑھنا اسطرح جیسے لبونکو جنبش ہو
سنت ہی بس بیت الخلا میں بہی اگر وسطی واقع طلبات کی آیات قرانیکو پڑہیں تو کیا قباحت ہی اب حقیقت
مین منع کرنا تلاوت ہی ان آیتونکی بیت الخلا مین ویسا ہی ہے کہ کوئی شخص کہے کہ قران شریف مین شیطان کا
نام اور حائض اور نفسا کا ذکر جو اکثر جا بجا موجود ہی خلاف احترام اور تعظیم کی ہے اوسکو نکال ڈالنا چاہی بس جبکہ
بنا اس شبہ کی ڈہہ گئی اور جہالت اس عجمی کے ظاہر ہو گئی تو میں اب کہتا ہوں کہ علماء اہل سنت البتہ
خلاف احترام قران کی قائل ہیں کہ عیاذا باللہ جائز رکہتے ہیں کہ قران کے آیتونکو عمدا بپیشاب سی لکہیں
جیسا کہ ابو المکارم نی شرح مختصر وقایہ مین ابو بکر اسکاف سے نقل کیے ہی ومن لا یسکن رعافہ فاراد ان یکتب
بدمہ علی جبہتہ شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکاف انہ یجوز فقیل لہ لو کتب بالبول قال او علی جلد المیتۃ
قال لو کان فیہ شفاء فلا باس سبحان اللہ قران مجید کو جلا دینا اور پیشاب خون سی اوسکو لکہنا کیا خوب
احترام قران ہی اور ساتھہ اسکی اہل سنت پر اہل بیت اعتراض کرنا کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا
ہ عیبی عجیب شخص نرسیدند بنہ بر عکس نقل خود تقبیل بدانند نقیل است ٭ کجا تعظیم قرآن مطہر ٭ کجا
سوزید قرآن اکبر ... قرآن ... فان المجتہد الحری بالتکریم
اب ہم پوچہتے ہیں کہ کیا اعتقاد ہی حضرات سنیہ کا ہم قدم ہیں کہ جو مصاحف عہد ابو بکر اور عمر میں لکہی گئی
تہی اور وہ قرآن جو ابن مسعود وغیرہ اصحاب نے جمع کی تہی اور عثمان نے اون سبکو جلا دیا منزل من اللہ تہی
یا نہی اگر کہو کہ منزل من اللہ نہ اور وہ جب باطل تہی تو پہر کیون جلوا ڈالی گئی اور اون میں کتنی آیتیں تہیں اور
اون میں کیا لکہا تہا اور اون مصاحف محرقہ میں اور اس قرآن مروج میں کتنا اور کیا فرق تہا اسکا بتانا
تمکو لازم ہی ہمسی کیا پوچہتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ تم تو جلا ڈالو اور ہمسی پوچہو کہ کیا ایر پہیر تہا اگر کہو کہ ایسا اختلاف
تہا جیسا اختلاف قراءت میں قراء سبعہ یا عشرہ کی ہے تو یہ نہیں ہو سکتا اسواسطی کہ ایسا اختلاف تو
اب بہی موجود ہی پہر اسکو کیون نہ جلایا اور اوسکو جلایا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اختلاف بہت تہا
اور بڑا ایر پہیر تہا پہر بتاؤ کہ وہ قرآن کہان گئی اور دنیا میں کوئی اونکا نقل ہی یا نہیں اور کوئی نقل
اونکی کسی جگہ میں موجود ہی یا نہیں اگر موجود ہی تو فرمائیے کہان ہے اور اگر موجود نہیں ہی تو

آیہ انا لہ لحافظون اسطرح صادق ہوگا و لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید بھی
بزعم اہلسنت کیونکر صحیح ہوگا قال الناصب الغوی الملیح جب حقیقت حال قرآن کی کھل گئی اور تنہا
سقط الفاظ کی کھل گئی تو سنئے کہ ساری سوال پہ آتی ہی اور آپکے ساری جواب جاتی رہی بیان اسکا یہ ہے
کہ مصاحف محرفہ اگرچہ منزل من اللہ تھی لیکن بسبب بے ترتیبی اور انتشار و خلط قراءت شاذہ اور آیات منسوخہ اور
بعض الفاظ تفاسیر کے علی الخصوص بجہت دخل ہونے و ما غنت او خارج ہونے سے ذوقین کی امتزاج کا سینہ
انکار نہیں کرتی تمام و کمال واجب العمل نہیں اسیسطے اجلائی گئی کہ یہود و نصاری کی طرح اختلاف نہ پڑی اور جتنی
آیات متفق علیہا تہی وہی ہیں جتنی اب ہیں اور نہ کوئی نہیں ہی تہا جو اسیسطے اور مصاحف محرفہ اور ہر وجہ
سوا ہی ان باتوں کی جنکا بالاتفاق فریقین ذکر ہوچکا کچہہ بہی نہیں اختلاف بہت کم تہا اور نہ پہر کان لم یکن
وہ نامرتب تہا یہ مرتب ہی بموجب کریمہ انا لہ لحافظون کی دنیا میں ہزاروں اسکی حافظ موجود اور سوا اسکی
لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ الخ کی ہر لکن کہا ہر قرن میں نقلیں اوسکی مشہور تلاوت سی کروروں [illegible]
وجوان شاد لا کہوں بجد خوانکو حیا بچا سی زبانی یاد ہے کہول کر آنکہہ دیکہہ تو صفا + اتنا کنگ کو آری کیا ہے
قرآن مجید صحیفہ علی یا مصحف فاطمہ نہیں کہ خلاف لطف و مصلح غار سر من رای میں مستور ہی اور نہ تہذیب
طوسی یا کافی کلینی ہے کہ بر عکس آیت و احشاء و صندوق تقیہ میں مہجور کہا اور کوئی تھوڑی دیکہہ کر دو ایک اجزا
جزئی بہارہ سے بہیجا جوڑا مشکل بڑی خاصہ قرآن پاک کا ہی کہ کسی منافق ناپاک کو یاد نہیں ہوتا اسی باعث
نقصانکو بسبب اپنی عیب بینی کی ٹہراتی ہیں سے جمال شاہد قرآن نقاب انگاہ بکشاید + کہ دار الملک ایمانرا
بیابد خالی از غوغا + **اقول بفضل اللہ العلیم قولہ** جب حقیقت قرآن کی کھل گئی **اقول** یہ تو ہی سرود
ساہی ہے کہ بار بار یہی شیخی اوسپر فخر و مباہات کر رہا ہی حالانکہ ابطال اسکے تحریر کذب تحریر کا کئی مرتبہ ہوچکا
مگر اسکو بر طور تازہ ذکر کرتا ہوں کہ فقط بسبب انتشار و خلط قراءت و آیات منسوخہ کا ہونا باعث اخراج
قرآن مجید نہیں کیونکہ تعظیم آیات منسوخہ کی بہی واجب اور فرض عین ہے [illegible] معاذ یہی کلام [illegible]
[illegible] انجیل یا زبور کا [illegible]
اوسکو [illegible] انتہی بحصہ سبحان اللہ تعظیم
تورات اور انجیل وغیرہ کی واجب ہی اور درود [illegible] آئین اگر قرآن سے منسوخ ہو جائیں تو اوس قرآن کے
تعظیم واجب نہ ہو بلکہ [illegible] استغفر [illegible] ان شاء اللہ [illegible] لتشفو [illegible]

دینداری اور ایمان کا خوب کیا کہ مصاحف مقدسہ مشتملہ کلام اللہ کو آگ میں جلایا اور اوسکی خاکستر کو خاک میں ملوادیا
سچ ہے اگر ارشاد ہو تو آئیدہ مروان خبیث کے ہاتھ سے اور یہی مصحف حفصہ کہ وہ منسوخ نہ تہا حالانکہ وہ بہی جلادیا گیا اور یہ جو کہا کہ
اختلاف بہت کم تہا اور بہیر کان لم یکن وہ اختلاف تہا یہ مرتب نہ فرمانی کہ نامرتب کیا مراد ہی اگر یہ کہی کہ اوسمین مطلقا
ترتیب ہی نہ تہی تو یہ منافی ہے اون روایات اہل سنت کی کہ سابق میں مذکور ہوچکیں اور پہر مذکور ہونگی اور اگر مراد یہ ہے
کہ تمہاری ترتیب مرضی کی ساتہ مرتب نہ تہا تو اس ترتیب کے نامرضی ہونی پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قایم کرو محض اپنا
زبانی کہہ دینا تہا اگر وہ نامرتب تہا یا مرتب ہی کسیطرح کفایت نہیں کرتا اور یہی کہنی کہ مصحف ابن مسعود مرتب تہا
یا نہیں شق ثانی باطل ہی اسلئی کہ سیوطی نی اتقان میں لکہا ہی واما ترتیب السور فہل ہو توقیفی ایضا او
باجتہاد من الصحابۃ فیہ خلاف فجمہور العلماء علی الثانی منہم مالک والقاضی ابو بکر فی آخر قولیہ وسائر ما استدل
بہ لذلک اختلاف مصاحف السلف فی ترتیب السور فمنہم من رتبہا علی النزول وہو مصحف علی کان اولہ
اقرأ ثم المدثر ثم ن ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر ثم الکوثر وہکذا الی آخر المکی والمدنی وکان اول مصحف
ابن مسعود البقرۃ ثم النساء ثم آل عمران علی اختلاف شدید وکذا مصحف ابی وغیرہ اس سی صاف معلوم
ہوتا ہی کہ مصحف ابن مسعود وغیرہ میں ترتیب تہی مگر موافق نزول کے نہی جیسا کہ اس قرآن مروج میں بہی ترتیب
مطابق تنزیل کے نہیں اب اس سی صاف بطلان کلام اس غبی کا ثابت ہوا اور شق اول بہی باطل ہے اسلئی کہ خود
اس غبی نے کہا کہ وہ نامرتب تہا پس یا اسکو اپنی قول سی مناقضت ہوتی ہے یا سیوطی کے قول سے اور یہ دونو
باطل یقین بڑی تعجب کی بات ہی کہ یہ غبی لکہتا ہی کہ اختلاف بہت کم تہا اسلئی کہ روایات کثیرہ مخالفین سی ظاہر ہوتا ہے
کہ قرآن مروج الآن کل قرآن نہیں ہی بلکہ قرآن کثیر جلا ڈالی گئی جیسا کہ تفسیر منثور میں جلال الدین سیوطی
نی روایت کی ہے اخرج ابو عبید وابن الانباری فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت
القرآن کلہ ما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت ما ظہر منہ انتہی
اب علمای اہل سنت کی خدمت میں معروض ہے کہ اس حدیث کو بخوبی ملاحظہ فرمائیں کہ کسقدر صاف تصریح ہے
کہ قرآن کثیر مفقود ہوگئی اور یہ ظاہر ہی کہ مفقود نہیں ہوا مگر بسبب احراق عثمان کی قولہ تلاوت سی کہ روز و
پیر و جوان شاد لاکہوں اسید خوانوں نکو با سچا سی یانی یاد اقول ابہی مشہور ہی ہوا ہوگا کہ بہت سی آیات
قرآنی کہ مصحف عبد اللہ بن مسعود وغیرہ میں تہیں اور اس قرآن مروج میں نہیں بسبب احراق
کی جاتی رہیں جو ایسا ہو کہ وہ آیات قرآنیہ کسی یاد ہیں اور کسکا دل اون آیات کی تلاوت میں شاد ہی

ہی ہان البتہ ہزارون سنی اندہی کانی جولاہی واسطی روٹی کی اس قران مجید کو یاد کیا کرتی ہین مگر شل توتی کی کچہہ اوسکو
سمجہی سی واقفیت نہین رکہتی کو یا پچہ تونکی تلاوت ہی اور مکتب خانو نمین اوسکی قرآت ابیات لفظ قرانکے
ہین فقط لاقط + کوہی اندہی ہین کوئی کانی ہین + کوئی دہنی کوئی جولاہی ہین + اکثرون کو اسی پہ ہی بس
ناز + کلہ تراویح کی پڑہینگی نماز + اور مریدون کو ہم پڑہائینگی + ابہی تو فیر کو پڑہائینگی + ہونگی مشہور حافظ قران + ہونگی
سب ہمسی خرم وشادان + سب جولاہون مین ہونگی مشہور + اوٹہہ کے تعظیم سب کرینگی ضرور + سب کہینگے
کہ آو حافظ جی + یہان پہ تشریف لاو حافظ جی + جب کہ نیت مین اسطرح ہو فساد + کیا ہوا اگر کیا جو قران یاد
اور آیہ انا لہ لحافظون کی یہہ معنی نہین ہین کہ ان جولاہی جاہلون کے یاد کرنی سے محافظت قران کی ہوگی بلکہ اسکے
مراد یہ ہی کہ حکیم علی الاطلاق نی قران صامت کی محافظت قران ناطق کی مقارنت سی کی ہی کہ ہر زمانہ مین ایک
معصوم مفترض الطاعۃ کو علم اوسکی الفاظ ومعانی کا مطابق واقع کی ایسا عطا فرمایا ہی کہ ثقلین کے وجود کی برکت
سی عالم قایم ہی جیسا او عیہ ماثورہ مین وارد ہی بوجودہ ثبتت الارض والسماء وبیمنہ رزق الوری وبہ یملؤ
اللہ الارض قسطا وعدلا بعد ما ملئت ظلما وجورا دیکہو عظمت قران کے ہماری اعتقاد مین ہے یا تمہاری
عقیدہ مین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون قولہ قران مجید صحیفہ علی یا مصحف فاطمہ نہین الخ اقول
پوشیدہ رہنا مصحف علی بن ابیطالب علیہ السلام کا حقیقت مین لطف واصلح ہی کیونکہ خلیفہ ثالث نے
بہت سی مصحفونکو خلاف دین اور شریعت جناب سید المرسلین کے آتش مین جلوا یا اور کوئی وثیقہ خلاف اغراض ا
قرانکا باقی نہ رکہا یہانتک کہ عبد اللہ بن مسعود کہ صحابہ کبار سی تہی بسبب دینی قران کی اونکی ہتک حرمت کی پس
اگر جناب امیر اوس قران کو مخفی نہ رکہتی تو لا محالہ وہ بہی جلا یا جاتا یا مقاتلہ کرتے اور مقاتلہ کی واسطی مامور نہ تہے
اسلئی اصلح اخفا تہا اور لطف الہی وجود ہی امام ہی اگر چندی مثل پیغمبر کے ارشاد حق سی سکوت اختیار کری
اور بعد اسکی اعلان دعوت شروع کری تو یہ کچہہ منافی لطف کے نہین جو تم پیغمبر کے سکوت کا جواب دوگی وہی ہم
امام ثانی عشر کی غیبت کا جواب دینگی اور حقیقت مین یہ طعن تمہارا سو جہ ہی طرف جناب ختمی مآب کی کہ بعثت کے
ایام دراز تک دعوت سی ساکت رہی او یہانتک نوبت پہونچی کہ غار مین مختفی ہوئی اور اگر کہوگی کہ اوس اختفا کو
ہم موجب طعن نہین سمجہتی تو ما بہ الفرق بیان کرو خداوند عالم کی نسبت سی کرو ہر ایک طرفۃ العین یکسان ہے
جب وہ اختفا غار کا خداوند تعالی نی واسطی زمانہ قلیل کے روا رکہا تو یہ اختفا مدت دراز کی واسطی ہوا تو کیا قباحت
ہی ہان تمہارا اتفاق باطنی چہپا نہین تم دونو کو مذموم جانتی ہو ہماری اعتقاد مین سر من رای کا غار اور مکہ معظمہ

بہار کا غار ایک تھا ہی دوسری میں تا نہی اول لے ہی تو کیا عیب ہے ان میں کہ مصحف علی اور مصحف فاطمہ مختفی ہیں جیسا کہ
رسالت مآب کی قبل نازل ہوئی فاصدع بما تؤمر کی نازل ہونا سبکی پہلی اونی آیا تھا قرار ہوا مختفی کہ [illegible]
پہلی نازل ہوئی [illegible] نہیں ویسا ہی نکالا ہا نہیں قرآن کا قریش کلام ربانی ہے کہ حفاظت [illegible] حمایت سے [illegible]
اخفا میں کرتا ہی طعن کی کوئی وجہ جز نفاق باطنی کے ظاہر نہیں ہوتی [illegible] تو ترمذی میں ایسا ہی موجود ہی
کہ عبد اللہ بن مسعود کو خوش نہ آیا کہ زید ابن ثابت قرآن کو جمع کری بلکہ اکثر فرمایا کرتی تہی کہ ای اہل عراق قرآن کو مخفی
کرو اور اوسی مغلول یعنی چھپ رکھو اور ظاہر نہ کرو [illegible] کہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی ومن یغلل یأت بما غل یوم القیامة
پس جو [illegible] تصنیع قرآن سمجہتی ہی موضع الحاجة اتقیت میں اخفا کرنا قرآن مجید کا بسبب ظلم جو اشقیا [illegible]
یا اور کسی وجہ سے کہ ہم نہیں جانتے موافق لطف [illegible] کی ہی قولہ خاصہ قرآن بالکلیہ ہی کہ کسی منافق نا پاک کو یاد
نہیں ہوتا [illegible] کہ کسی منافق تہی کہ بارہ برس ایک سورہ بقر کی حفظ میں [illegible] کرتی رہے
یاد نہ ہوا [illegible] اطفال [illegible] جانتی ہیں ایسا جس سے بھی واقف تہی وہ کران سے منافق تہے یا [illegible]
تہی انکو [illegible] بہت [illegible] اگرچہ ایسی باتیں لکھنا ادب مناظرہ سے بعید ہی مگر جب [illegible]
بجائے عبارت محلہ دشنام میں ہوگی تو اوس کی بہی خامہ جوانمرد مانند نوک نیزہ کی تیزی روانگی بہی کب رکیگا
[illegible] انکار کردم + از خون [illegible] کردم + اخامہ نیز خود برغبت + در صفحہ تو [illegible] کردم + دشنام تو
دادہ مرا گر + در طلب [illegible] کردم + اور بفضلہ تعالی اس زمانے میں حفاظ قرآن مروج کی اکثر بلاد ہندوستان میں موجود
ہیں کہ بے طمع تحصیل اجر [illegible] امامت تراویح کی قرآن کو یاد کیا ہی [illegible] من الشیعة [illegible] حفظ کر لیا ہی جس [illegible] شبہ ہو تو
اور پہر اگر تشیع میں شبہ ہو تو اسکو بہی کچھ [illegible] شیعی کی ہو [illegible] قال المجتهد المجری بالتكرم اور
اگر کہو کہ مصاحف [illegible] منزل من اللہ ہی اور یہی قرآن مروج منزل من اللہ ہی تو [illegible] شیعین میں [illegible]
عہد عثمان کو ایسا قرآن تہا اور کس پر عمل کیا جاتا تہا اور تراویح میں کیا پڑہا جاتا تہا اور تالیف کرنیوالی اوس
مصاحف کی اعتقاد حضرت [illegible] مؤمن تہے یا منافق اگر مؤمن تہے تو مؤمن کا کام یہ نہیں کہ کوئی [illegible]
اور کہی کہ یہ منزل من اللہ ہی اور اگر وہ اصحاب جنہوں نی پہلی قرآن جمع کیا تہا وہ منافق تہے اور اونکا جمع کیا
ہوا غلط تہا تو معلوم [illegible] کہ شیخین نے اپنے وقت میں اوس منافقوں [illegible] اور اسکو معتبر [illegible] کہا اور
احکام شرع کی اس سے نکالی اور نمازوں میں وہی پڑہا اور وہ لوگ بہی جو اصحاب تہے [illegible]
[illegible] ہوگئی قال الناصب الغوي اللئيم [illegible]

شیخین اور اوایل جناب عثمان مین اوس قرآن محرق کی پڑہنی کے کیا حاجت تہی ہزارون کو قران اسی ترتیب سے یاد تہی
جواب ہی اور حضرت نی جبرئیل سی دورہ کیا تہا اور اسی یاد پر عمل کیا جاتا تہا اور تراویح مین پڑہا جاتا تہا اور جمع
کرنیوالی اون مصحفونکی بیشک مؤمن تہی اگر کسیکو کچہہ شبہہ قراءۃ شاذہ وغیرہ مین پڑا تو عند الاجماع وہ ہرگز
اپنی شبہہ پر نہ رہا کیونکہ مؤمن کا یہ کام نہین کہ نیا قران بناوی اور شیخین نے جو اپنی عہد مین جمع کر دیا بسبب بات
نکہار اور رفع خصوم اور مشاغل بسیار کی فرصت ترتیب کے نملی اس باعث نا مرتب جمع رہا اور احکام شرع کی
نکالنی اور نمازونمین پڑہنی کچہہ اوسپر توقف نہ تہی بلکہ ہزارونکو یاد تہا اس سبب جب تلاوۃ نمین پڑہی جاتی ہی اور
احکام شرعی نکالتی تہی ہمکو بیشک حدیث اصحابی کالنجوم یاد ہی جیسا اونہون نی کیا اور کہا ہم اونکی اقتدا کرتی ہین
تمکو البتہ یہ حدیث فراموش ہی کہ انکی اقتدا سی دور رہو اور سوا دو چار صحابیون کے سب سے نفرت ہی انہار تو آیہ
جنین ہا تو کنی ٭ اقول بفضل اللہ العلیم حق تو یہ ہی کہ جس قران کے پڑہنی کے احتیاج ہی وہی جلا دی گئے
اسلئی کہ مصحف عبد اللہ بن مسعود سی تمسک کرنا بارشاد نبوی تجبیر فی علم التفسیر مین وارد ہی جیسا کہ سابق مین
گذرا حالانکہ وہ قران جلا دیا گیا پس اگر احتیاج اوس قران محرق کی نہ تہی تو کیون جناب سرور کائنات نی فرمایا
کہ قرآن کو تم لوگ عبد اللہ بن مسعود سی سیکہو اور اگر احتیاج تہی تو پہر کسلئی جلا دیا گیا اب یہ کہنا کہ عہد شیخین اور
اوائل جناب عثمان مین اوس قران محرق کی پڑہنی کے کیا حاجت تہی سراسر باطل اور بیکار ہی علاوہ یہہ ہی کہ روایات
کثیرہ اہل سنت سی ثابت ہوتا ہی کہ جبتک مصحف عثمان مرتب نہین ہوا تہا اور احراق مصاحف کا وقوع مین
نہ آیا تہا تب تک ہی قران محرق کی تلاوت ہوتی تہی اور وہی مصاحف مقدسہ محرقہ نمازونمین پڑہی جاتی
تہی چنانچہ شاہ عبد الحق دہلوی نی شرح مشکوۃ مین لکہا ہی پس امر آمد کہ ہرکس بلغت خویش بخواند وہمچنین میخواندند
تا زمان امیر المومنین عثمان الخ اس سے بہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ جبتک عثمان نی مصاحف متبرکہ کو نہین جلایا
تہا تب تک ہی لغات کہ محو نہین ہوئی تہین پڑہی جاتی تہین پہر قول تمہارا کہ عہد شیخین اور اوائل عثمان
مین اون قران محرق کی پڑہنی کے کیا حاجت تہی کیونکر صحیح ہوگا اور یہ جو تمنی کہا کہ ہزارونکو اسی ترتیب سے
یاد تہی جواب ہی اور حضرت نی جبرئیل سی دورہ کیا تہا اور اسی یاد پر عمل کیا جاتا تہا تو یہ کئی وجہ سی باطل ہے
اول یہ ہی کہ صاحب اتقان عایشہ سی روایت کرتا ہی کہ کانت سورۃ الاحزاب تقرء فی زمن النبی
مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم نقدر منہا الا ما ہو الآن اس سی صاف معلوم ہوتا ہے کہ عہد حضرت رسالتمآب
مین سورۂ احزاب دو سو آیتین تہین اور وہ سب نمازونمین پڑہی جاتی تہین اور مخفی نہین کہ لفظ کانت سے

ثبوت دوام و استمرار ہوتا ہی جیسا کہ عبد الحق دہلوی وغیرہ نی تصریح کی ہے اور سبعت شعر مین انشاء اللہ تعالی
بجوبی ثابت ہوگا پس یہ بہی تھم اوٹہ گیا یہ تہا حضرت مین اسکی تلاوت ہوتی تہی پہر منسوخ ہوگئی بلا بلا
کتب تواریخ سی معلوم ہوتا ہی کہ جبتک عثمان نی قرآنکو مرتب نہین کیا تہا اور باقی مصاحف متفرقہ کو نہین جلایا تہا
تبتک وہ سب آیتین کہ جو اس قرآن بیچ سورہ احزاب کے نہین ہین پڑہی جاتی تہین دوسرے یہ کہ تم بتاؤ کہ عبد اللہ بن
مسعود وغیرہ کہ جنہون نی مصاحف کو جمع کیا تہا کس پر عمل کرتی تہے اگر یہ کہو کہ اسی پر مسلسل کرتی تہی تو یہ نہین
ہو سکتا کہ اگر ترتیب یہ وہ لوگ عمل کرتی تو جمع کرنا اونکا مصاحف کو بیکار ہوجاتا اور قرآن مروج مین اور اونکی مصاحف
مین کیا فرق رہتا اب معلوم ہوا کہ اونکا عمل اس قرآن مروج پر نہ تہا پس قول تمہارا کہ اسی ترتیب پر عمل کیا جاتا تہا بلا
دلیل ہی تیسری یہ کہ بہت سی آیات قرآنی ہین کہ قریب بانہ وفات اونکا نزول ہوا ہی اس سے کیونکر ہزارون نے
یاد کیا تہا نیاد کرنا قرآن کا علی سبیل التوزیع البتہ مسلم ہی مگر یہ کچہہ مفید خصم نہین چوتہی یہ کہ روایات کثیرہ مخالفین سے
ثابت ہوتا ہی کہ قرآن کئی باری مجتمع ہوا پس اس قرآن مروج کی ترتیب کو معتبر قرار دینا اور کہنا کہ حضرت نی جبرئیل
سی موافق اسی ترتیب کے دورہ کیا اور باقی مصاحف کے ترتیب کو نا معتبر کہنا بغیر کسی دلیل عقلی یا نقلی کے کب مسلم
ہی کوئی دلیل تمہاری پاس نہین ہے کہ حضرت نی موافق اسی ترتیب کے دورہ کیا تہا ہو تو پیش لاؤ قولہ اور شیخین نے
جو اپنی عہد مین جمع کروایا بسبب بابت کفار اور دفع خصوم اور مشاغل بسیار کی فرصت ترتیب کے نہ ملی اقول
مخفی نہ رہی کہ محاربت میدان جنگ مین وہی ہوگا کہ جو بعثت جناب رسالتمآب مین جہاد قائم و مستمر کہ جہاد مین ثابت
قدم ہوا اور شیخین تو ہمیشہ ایسی معرکہ سی منہزم ہی ہوا کہتی کہ فخر الدین رازی نی تفسیر کبیر مین لکہا ہی و من المنہزمین
عمر الا انہ لم یکن من اوائل المنہزمین و لم یبعد بل ثبت علی الجبل الی ان صعد النبی صلعم و منہم
عثمان مع رجلین من الانصار یقال لہما سعد و عقبہ انہزموا حتی بلغوا موضعا بعیدا ثم رجعوا بعد
ثلثۃ ایام فقال لہم النبی صلعم لقد ذہبتم فیہا عریضۃ پس جو شخص کہ جہاد سی فرار کرتا ہوگا کیونکر معرکہ جنگ مین
حاضر ہوکر فتح کریگا اب اگر یہ کہو کہ جنگ مین فراسی فرصت نہین ملتی تہی تو یہ البتہ ہو سکتا ہی مگر یہ توجیہ
بکار آمد اہل سنت نہین ہو سکتی اور حروب و مجاہدات جو عہد خلافت شیخین مین واقع ہوئی در حقیقت تجویز
اوسکی اور تجہیز افواج کی بموجب اشارہ جناب امیر علیہ السلام کی ہوا کرتی تہی حضرت کے وجود ذی جود کی برکت سی
یہ سب فیوض ظاہر ہوئی یہانسی واضح ہوا کہ وجود امام کا لطف الٰہی ہے قال المجتہد العصری بالتکرم
اور فرمائی کہ جناب رسالتمآب نی جو اپنی امت کو وصیت کی تہی کہ مین تم مین چہوڑتا ہون کتاب اللہ

اور اہلبیت کو یہ دونو جدا نہ ہونگی تا وقتی کہ وارد ہوں میری پاس حوض کوثر پر مراد اوس سے کونسا قران ہی کہ اگر
یہ قران مروج ہی تو یہ عہد عثمان میں مروج ہوا اوسوقت کہاں تہا اور وہ قران جو جلائینگی وہ تو منزل من اللہ
نہ تہی تو پہر اہلبیت اور قرآنمیں عہد عثمان تک جدائی لازم آتی ہے شاید اس حدیث وصیت میں اتنا فقرہ رہگیا کہ عہد
عثمان سے اسمیں آپسمیں جدائی ہوگی تا ورود حوض کوثر مگر توجیہ فقرہ شریفہ کی کہ میں چہوڑتا ہوں تم میں کتاب اللہ اور اہلبیت کو
کسطرح کروگی قال الناصب الغوی اللئیم سبحان اللہ حدیث وصیت کو خوب سمجہی اگر اسکی یہی معنی ہیں
تو نسبت بہ مذہب شیعہ انقلاب عظیم پیدا ہوگا کیونکہ باعتراف ملازمین اور بنابر تصریح صاحب حق الیقین کے
ثابت ہی کہ قران کامل کہ جسکو جناب امیر علیہ السلام نی جمع کیا تہا امام غائب کی پاس غائب ہی جب وہ
ظہور فرمائینگی تو یہ بہی نکلیگا اسصورت میں جبتک جناب امیر نی جمع کیا تہا اور جبکہ جمع کرکی غائب کردیا تو اوس
زمانہ میں اور بعد کردینی کے گیارہویں امام تک بہی جدائی لازم آئی کیونکہ ائمہ ہدیٰ تو اسی قرآن کو پڑہتی پڑہاتی
لکہتی لکہاتی آئی ہرگز قرآن مفقود کا انکی پاس اثر بہی موجود نہ تہا تا بحدیکہ بنابر زعم شیعہ حضرت امام حسن عسکری
کی تفسیر اسی قران موجود پر ہی اب کسنی اپنی پاؤں پر تیشہ مارا اور کسنی ثقلین میں تفرقہ ڈالا شاید اسمیں یہ فقرہ
رہگیا ہوگا کہ عہد امام غائب سے اسمیں جدائی ہوگی تا ورود حوض کوثر مگر توجیہ عبارت شریفہ کی کہ میں چہوڑتا ہوں
تم میں کتاب اللہ اور اہلبیت کسطرح ممکن ہوگی اسواسطی کہ کتاب اللہ کا ظہور اوسوقت اگر مسلم ہو تو پہیچ کے
اہلبیت اوسوقت کہاں ہونگی فاعتبروا یا اولی الالباب ان ہذا الشیء عجاب اس جگہہ خاطر دریا مقاطر موج زن
ہی کہ اہلبیت میں دو چار باتیں متعلق حدیث ثقلین کے لکہوں اور معنی لن یفترقا کی بخوبی بیان کروں
مگر طوالت کلام و غرائب مقام رخصت نہیں دیتی اسلئی اتنی ہے پر کفایت کی سمجہہ والیکو ایک سطر کافی ہے اور
ناسمجہہ کو دفتر بہی نہیں وافی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اقول بفضل اللہ العلیم سچ ہے
کہ در بہی بحر تہی دکرا اس حبری دکرست ما ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہی کہ مضمون کلام صداقت انجام جناب
مجتہد علام خاطر خطیر مجیب میں منتقش نہ ہوا کیونکہ یہہ کلام جناب سلطان العلماء کا باعتبار شق ثانی یعنی درصورت
یہہ کہ مصاحف محرقہ کی منزل من اللہ ہی یعنی جسوقتیکہ مصاحف محرقہ منزل من اللہ نہ ٹہری اور یہ قران مروج
بہ سطر حکی ترتیب صحبت سی عہد نبوی میں نہ تہا تو پہر عہد عثمان تک عدم الثقلین میں جدائی لازم آتی دیکہو
یہ کلام کیسا آپسمیں مربوط اور مقدمات اسکی کیسی مدلل اور مبرہن ہیں مگر اس غبی کی سمجہہ میں کچہہ نہ آیا اس سبب
اسنی عبث ناظرین کو درد سر دیا لاجرم ضرور ہوا کہ اسکی اوہام کو مفصل رد کرکی اسکو بتہادیں کہ کیسا نا معقول تہا

کلام لکہا ہی **قولہ** سبحان اللہ الی آخرہ قال امام غائب کے پاس غائب ہی **اقول** یہ کلام محض مہمل اور نامربوط ہی
جس قرآن کو جناب امیر علیہ السلام نے جمع کیا تہا وہ امام غائب کے پاس غائب نہیں ہی حاضر ہے تمہارے پاس سے البتہ غائب
ہی **قولہ** اس صورت میں جبکہ جناب امیر علیہ السلام نی جمع نہ کیا تہا **اقول** مخفی نہیں کہ یہاں جمع کرنی سے مراد اوراق
میں لکہنا ہی اور یہ معنی حدیث وصیت کے مراد نہیں ہوسکتی کیونکہ وہاں افتراق سلب باعتبار علم کی ہے نہ باعتبار مکتوب
کی اور روایات اہل سنت سی جو ثابت ہی کہ جمیع آیات قرآنی بفور نزول جناب امیر حفظ کرکی معانی اوسکی پیغمبر سی
دریافت کرکی یاد کرلیتی تہے اور مراد الہی مدینۃ العلم سی باب العلم تک پہونچ جایا کرتی تہی وہ سب از روز نزول تا آخر عمر
حضرت کی سینہ مبارک میں اور خزینہ حافظہ میں مجتمع تہا کبہی اوس سے افتراق نہیں ہوا تو کوئی ایسا زمانہ نہیں ہوا
کہ قرآن حضرت کے ساتھ متفرق جمع نہ رہا ہو علاوہ اسکی کہتا ہوں کہ اگر جمع کرنیسے کتابت مراد ہو تو خود جناب
رسالتماب کا افتراق قرآن سی لازم آتا ہی کہ تمہاری اعتقاد میں پیغمبر کی زمانہ میں قرآن اس ترتیب سے ہیئت مجموعی
سی نہیں لکہا گیا تہا یہ فضیلت عثمان کو حاصل ہوئی تو چاہیے کہ پیغمبر خود متفرق ہوں اہلبیت کے افتراق میں کیا
کلام رہا ہو کہ تا ری **قولہ** اور جبکہ جمع کرکی غائب کردیا **اقول** حضرت نے غائب نہیں کیا بلکہ علی روس الاشہاد مجمع
میں حاضر کیا تو گروہ نے بسبب شوم نفس کے قبول نہ کیا تب حضرت نی فرمایا کہ پہر تم اسکو نہ دیکہوگی تا ظہور قائم آل
محمد اسکے معنی یہ ہیں کہ تم سی تمہارے شامت اعمال نے مشاہدہ اوس مصحف کا مفقود کردیا نہ کہ اون حضرت کے
پاس یا اونکی اوصیا کی پاس سے غائب ہے ہو **قولہ** تو اس حال میں اور بعد غائب کردینی کے گیارہویں امام تک جدائی لازم
آئی **اقول** مطلقا جدائی لازم نہیں آئی جیسا ہم بیان کرچکی ہاں ایسی کلام واہی سے تمہاری جدائی فہم وادراک
سی البتہ لازم آئی ہے ۵ نہ فروعت محکم آمد نہ اصول ٭ شرم بادت از خدا و از رسول ٭ **قولہ** کیونکہ ائمہ ہدی تو
اسی قرآن کو پڑہتی لکہتی لکہاتی آئی **اقول** اس قرآن کے پڑہنی پڑہانی لکہنی لکہانی سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن صحیح
مطابق تنزیل کا علم اونکو نہ رہا ہو یا جو مصحف بخط جناب امیر صحیح و درست لکہا گیا ہی وہ اونکی پاس حاضر نہ ہو
ورنہ ادعی فغایۃ البیان **قولہ** ہرگز انکی قرآن کا اثر بہی موجود نہ تہا **اقول** اس دعوی باطل پر کیا دلیل ہی اور بلا
بینہ دعوی کرنا کس قدر مدعی کے واسطے موجب تذلیل ہے اب بہی کچھ دلیل ہو تو لاؤ نہیں تو اس بیہودہ گوئی سے
باز آؤ **قولہ** تا بحدیکہ بنا بر زعم شیعہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام الخ **اقول** غیر مرۃ ظاہر ہوچکا ہی کہ امامیہ
کی عقیدہ میں تا ظہور قائم آل محمد علیہم السلام اسی قرآن پر عمل اور اسی سے استدلال واجب ہی لیکن اسکے
قرأت کی نماز باطل ہے پہر اس عقیدہ سی اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر اسی قرآن کی موافق

موافق ہونی سی کیونکہ لازم آیا کہ جناب ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا کی پاس مصحف مرتضوی اور علم اوسکی بطونکا تہا
جس سے افتراق ثقلین کا لازم آئی **قولہ** اب کسی اپنی پاؤن پر تیشہ مارا **اقول** نہنی **قولہ** اور کسی ثقلین
مین تفرقہ ڈالا **اقول** شیطان نی تمہاری گمان مین **قولہ** شاید اسمین یہ فقرہ رہگیا ہوگا کہ عہد امام غائب
سی اسمین جدائی لازم نہ آئیگی تا ورود حوض کوثر **اقول** یہان آپنے اپنی دانست مین بڑا کام کیا ہی کہ گویا تقلیب
الزام کیا مگر ہمنی تو پہلی سے آپکا کام تمام کیا آپنی عبث ایسی امور پر اقدام کیا ؎ گیرم کہ مار چوبہ کند تن بشکل مار +
کو زہر بہر دشمن و کو مہرہ بہر دوست + **قولہ** مگر توجیہ عبارت کی کہ مین چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت
کسطرح ممکن ہوگی **اقول** تمہاری مسلمات پر توجیہ حدیث شریف کی عبارت کی صاف ہی کہ کتاب اللہ نام
ہی کلام نفسی قدیم کا کہ وہ قائم نہین ہوتا مگر ذات کی ساتھ اور ہماری طریق پر کلام ربانی اصوات وحروف حادثہ
دالہ مراد الہی ہین کہ قدرت کبریائی نے لوح محفوظ سی جبرئیل پر القا کیا اور جبرئیل کی تبلیغ سی خاتم النبیین کے
ضمیر انور مین منتقش ہوا اور حضرت نی اپنی وصی کو تعلیم فرمایا اور اسیطرح اوصیا نی ایک دیگر کو تعلیم کیا کسی وصی
کی ذہن سے متفرق نہین ہوا اور نہ ہوگا اس بیان سے پیغمبر کا اہلبیت کو اور قرآن کو یکدیگر کے معیت کے
ساتھ چھوڑنا اور دونوکا آپسمین دایما مقترن غیر متفرق رہنا ایسا واضح ہوا کہ جیسا نصف النہار مین آفتاب
درخشانکو آنکھ والی دیکھتی ہین جو آنکھ نہین رکھتی وہ تم سے کور مادر زاد ہین اونکو نور خورشید سی بجز
بیحاصلی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا **ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور** عمی تام ہی عدم البصر عما من شانہ ان یکون
بصیرا کا اور بصیر تمہاری شان سی نہین تم احجار و اشجار مین داخل ہو تمہاری شان مین ہم یہہ نہین لکھتے
فاعتبروا یا اولی الالباب تمہاری حق مین ہی آیہ صادق ہی صم بکم عمی فہم لا یرجعون **قولہ** اس جگہہ خاطر
دریا مقاطر موج زن ہی **اقول** اب اس کلام بیمعنی اور دعوی لایعنی کا محل نہین رہا اب یہہ گنگا الٹی بہانے
نہ ہی گی منبع اسکا خشک ہوا آپکی مقال کا تر و خشک بطلان کے سمندر مین بہگیا بیڑا آپکا پار نہ لگا ہمنی آپ کا
کن کاٹ دیا دیکھی آپکے ناؤ مجہدار مین ڈوب گئے اسپر بہی اگر آپ قعر ضلالت سی نہ نکلی ہون تو دوسری
تقریر سنئے اگرچہ مین خوب جانتا ہون کہ یہ لالی آبدار آپ کی گوش حق ناشنو کا گوشوارہ نہین ہو سکتا اور
آپ کا چاہ ضلالت سی باہر آنا اور گرداب عناد سی بچنا بمقتضای آیۂ والی ہدایۂ ختم اللہ الخ ممکن نہین مگر اتمام
حجت کیواسطی دوسری عبارت سی حق آشکارا کرتا ہون کہ اس حدیث شریف سی کئی باتین ظاہر ہوتی ہین
اول یہ کہ تمسک کرنا اہلبیت اطہار سی واجب ہے اور جو شخص کہ دامن ان حضرات سی کہ بیشک بادبان کشتی

نجات بھی متمسک ہوگا سفینۂ دین و ایمان کا اور راہ صراط کا سالک ہوگا پس علماء اہلسنت کہ پیروان نعمان و حنبل
اور شافعی و امثالہم ہین سفینۂ نجات سی متخلف ہو کی محیط ضلالت مین غوطہ زنان اور باد مخالف مین مانند بگولہ
کی پریشان ہین دوسری یہ کہ اس حدیث سی ثابت ہوتا ہی کہ قرآن روای بحر و بر امام ثانی عشر ہماری زمانہ کی امام
بحق ہین و قایم بامر اللہ ہین کیونکہ اگر وجود ذی جود ان معصوم کا متعطشان زلال زندگانی کو اپنی فیض کی آب
حیات سی سیراب نہ فرماتا تو خالی ہونا زمین کا حجۃ اللہ سی اور اہلبیت و قرآن مین افتراق لازم آجاتا اور کلام مخبر
صادق کی صدق مین کلام ہوتا و انہ محال بدلالۃ ہذا الحدیث قطعہ آنکس آستانہ اینکہ مکہ و بطحا + زمزم و بو قبیس و خیف
و منی + حرم حل و بیت و رکن حطیم + ناودان مقام ابرہیم + مروہ سعی صفا حجر عرفات + طیبہ و کوفہ کربلا
و فرات + ہر ایک آمد بقدر او عارف + بر علو مقام او واقف + قولہ اسی لیبیت مین دو چار باتین متعلق
حدیث ثقلین کے لکھون اقول سنتی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد کیا حدیث ثقلین کی لیبیت مین خلفاء
کی خلافت ثابت کیا چاہتی ہو یہ نہو سکیگا این الثریا من الثری قولہ اور معانی لن یتفرقا کی بخوبی بیان کرون
اقول ازل سے تمہارا تفرق عقل سے ہو چکا ہی تم لن یتفرقا کی معنی کیا بیان کروگی قولہ مگر طوالت کلام
رخصت نہین دیتی اقول البتہ کلام نامربوط کی طوالت ہر مقام مین غریب ہے ورنہ اس مقام سی حدیث ثقلین
کو کچھہ غرابت نہین قولہ اسلئی اتنی ہی پر کفایت کی اقول اتبک تو تمنی کچھہ کہا نہین کفایت کس پر کی
قولہ سمجھہ والی کو ایک سطر کافی ہے اقول اگر تم کچھہ بھی سمجھتی تو ایسا بیہودہ نہ بکتی اور البتہ جناب مجتہد العصر کا
کلام سمجھہ کر تحسین کرتے اور یہ کہتی کہ سمجھہ والی کی ایک سطر کافی اور ناسمجھہ کو دفتر بھی نہین وافی قال
المجتہد المحری بالتکریم اور ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد ابن سیرین سی روایت کی ہی کہ جب
لوگون نی ابو بکر سی بیعت کی تو جناب امیر نی بیعت مین تاخیر کی اور اپنی گھر مین بیٹھہ رہی ابو بکر نی کہلا بھیجا
کہ کیون دیر کی تمنی میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنی میری امارت اور خلافت سی پس فرمایا حضرت نی کہ
کراہت تو نہین کی مینی لیکن قسم کہائی ہے مینی کہ نہ اوڑھونگا اپنی ردا کو سوای وقت نماز کی جبتک جمع کرون
قرآن کو کہا ابن سیرین نے کہ روایت پہونچی مجھہ کو کہ اونحضرت نی جمع کیا قرآن کو موافق اوسکی کہ نازل ہوا
تہا اور اگر پاتا ہوتا وہ مصحف تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا اور اوسکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق
کی اسناد سی اوسی کتاب مین مذکور ہی قال الناصب الغوی اللئیم ملا علی قاری نے مرقات مین
لکہا ہی کہ یہ خبر ضعیف ہے اسواسطیکہ بسند حسن ثابت ہی کہ جناب حضرت امیر فرماتی تہی اعظم الناس فی المصاحف

اخرج ابو بکر رحمہ اللہ علی ابی بکر ھو اول من جمع کتاب اللہ اب اسمین خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد ابن سیرین سے
معارض ہوگی معارضہ مین تردد ہی کہ تعارض ان ضعفا در قوت مین برابر ہون پہر او سی کتاب مین ہی کہ بر تقدیر
صحت مراد جمع سی حفظ بر اسمہ ہی یا جمع بانفراد و لیکن جمع ابو بکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان مفقود
کا نہین رکھتا اور اسی جہت سی جناب امیر نی حضرت ابو بکر کی جمع کو پسند اور کلمہ دعا سی حسن کیا +

اقول بفضل اللہ العلیم ملا علی قاری کا کہنا ہم پر عجب ہی یا تمیر جہالات انکی تسنن ہی ابن سیرین سے
ہرگز نہین ہی مگر کلمۂ الحق جو خدا نی اوسکی زبان پر جاری کیا تو ملا علی قاری کے ضعیف کہنے سے ضعیف
نہین ہو سکتا خصوصا ایسی حالت مین کہ روایات کثیرہ اہل سنت سی ثابت ہوتا ہی کہ جناب ولایت مآب نے قرآن کو
موافق نزول کے جمع کیا اول یہہ کہ فتح الباری مین علی علیہ السلام سی روایت ہی انہ جمعہ علی ترتیب النزول
بحیث یعلم منہ الناسخ والمنسوخ ولو کان موجودا لاستبان منہ علم کثیر دوسری یہ کہ اتقان مین ہے
قلت قد ورد من طریق اخری فاخرج ابن الضریس فی فضائلہ حدثنا بشر بن موسی ثنا ھوذۃ بن
خلیفۃ ثنا عون عن محمد بن سیرین عن عکرمۃ قال لما کان بعد بیعۃ ابی بکر قعد علی بن ابی طالب
فی بیتہ فقیل لابی بکر قد کرہ بیعتک فارسل الیہ فقال اکرھت بیعتی قال لا واللہ
قال ما اقعدک عنی قال رایت کتاب اللہ یزاد فیہ فحدثت نفسی ان لا البس ردائی
الا للصلوۃ حتی اجمعہ قال لہ ابو بکر فانک نعم ما رایت انتہی اب معلوم ہوا کہ جمع کرنا قرآن کا
منسوب جناب ولایت مآب کی کچھہ طریق ابن سیرین پر موقوف نہین بلکہ دوسری طریق سے بھی منقول ہے
پس ضعیف کہنا اس حدیث کو سراسر جہالت سی ہے تیسری یہ کہ جلال الدین سیوطی نی مقام اختلاف ترتیب
سور مین کہ آیا وہ توقیفی ہے یا اجتہاد صحابہ سی ہے قول اجتہاد کو تقویت دی ہے اور اسطرحسی اتقان مین
لکھا ہی ومما استدل بہ لذلک اختلاف مصاحف السلف فی ترتیب السور فمنہم من رتبہا علی
النزول وھو مصحف علی کان اولہ اقرأ ثم المدثر ثم ن ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر ثم
التکویر وھکذا الی آخر المکی والمدنی وکان اول مصحف ابن مسعود البقرۃ ثم النساء ثم
آل عمران علی اختلاف شدید وکذا مصحف ابی وغیرہ الخ اسطرحسی سیوطی نے تحبیر فی علم التفسیر
مین بھی لکھا ہی غرض کہ جناب امیر علیہ السلام کا قرآن کو جمع کرنا موافق نزول کے ایسا ثابت ہی کہ اسمین انکار
کی گنجایش نہین پس حقیقت مین ملا قاری کی جو مرقات مین اس حدیث کو ضعیف قرار دیا انکا ہی تضعیف

واقع ہی نہین اب مین کہتا ہون کہ جس روایت کو بسند حسن لکہا ہی وہی ضعیف ہی اصلی اوس روایت مین
یہی ہی اول من جمع کتاب اللہ حالانکہ اہلی معلوم ہو چکا کہ عہد کرامت عہد نبوی مین چار شخصون نے قران
کو جمع کیا اور اون چار مین صدیق کا کہین ذکر نہین تہی پہر وہ اول جمع کرنیوالی قران کے کیونکر ٹہری اگر پہلے
کہ بعد وفات جناب سرور کائنات کی پہلی جس شخص نے کہ قران کو جمع کیا وہ ابو بکر صدیق ہی تو یون کہونگا کہ
ابہی روایات متعددہ سی ثابت ہو چکا کہ جناب ولایتمآب نی قران مجید کو بسفارش جلت جناب رسالتمآب کی جمع
کیا کہ اس سے اولیت بہ نسبت جناب امیر علیہ السلام کی ثابت ہوتی ہی اب قوت ہوئی روایت ابن سیرین کو
اور ضعف ثابت ہوا قول قاریکا **قولہ** لیکن جمع کرنا ابو بکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی او نقصان معتمدین کا
نہین کہتا **اقول** مخفی نرہی کہ احتمال بلکہ یقین نقصان کا ابو بکر کی قران جمع کرنی مین ہی اول یہ کہ صاحب
جامع الاصول نی صحیح بخاری اور ترمذی سی نقل کیا ہی کہ محصل اوسکا یہ ہی کہ جب زید ابن ثابت نی باصرار
ابی بکر و عمر کی مبادرت کی کہ قرانکو جمع کری تو وہ کہتا ہی کہ ہم تفحص و تجسس قرانکا کرتی تہی رقعون مین پاتا تہا
خرما مین پاتا تہا سنگہای سفید مین یا سینہ ہای مردم مین جس جگہ کہ باقی تہے لکہی تہے یہانتک کہ پایا مینی آخر سورہ
توبہ کو ابو خزیمہ انصاری کی پاس اور سوا اوسکی کسی دوسیرکی پاس مینی اوسکو نہین پایا اور آخر اوسکا یہ ہی لقد
جاءکم رسول من انفسکم زید ابن ثابت کہتا ہی کہ وہ قران رہا پاس ابی بکر کی اور بعد اوسکی رہا وہ قران پاس
عمر فاروق کی اور بعد اوسکی رہا حفصہ اونکی دختر کی پاس انتہی ملخصا اب مین کہتا ہون کہ خبر آحاد مفید یقین ہو سکتی
اور روایت مذکورہ سی مفہوم ہوا کہ فقط زید ابن ثابت کی کہنی سی ابو بکر اور عمر نی یقین کیا کہ یہ قران ہی اور دونو
شیخین نی ایسی امر اہم کو ایک شخص کی سپرد کیا اور یہی زید بن ثابت نی فقط ابی خزیمہ انصاری کی کہنی سے
آخر سورہ توبہ کو قرآن مین داخل کیا علاوہ اسکے کہتا ہون کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نی قران جمع کردہ
زید ابن ثابت کو پسند اور بہتر نہین جانا تو ثبوت اجماع کا اس باب مین اہل سنت کی نزدیک کیونکر ہو سکتا ہی
پس جبکہ معلوم ہوا کہ اثبات قرائین اہلسنت کے نزدیک تواتر سی ہی اور جمع کرنی عثمان کی مشکل ہے تو احتمال زیادتی
و نقصان کا بہی جمع ابو بکر مین متطرق ہے دوسری یہہ کہ اتقان مین ہے واخرج ابن ابی داؤد من طریق
یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب قال قدم عمر فقال من تلقی من رسول اللہ شیئا من القرآن فلیأت به
وکانوا یکتبون ذلک فی الصحف والالواح والعسب وکان لا یقبل من احد شیئا حتی یشهد
شهیدان الخ اور یہی اوسی کتاب مین ہی اخرج ابن ابی داؤد ایضا من طریق هشام بن عروة عن ابیه

ابیه ان ابابکر ؓ العمر و لن یدا فقد اعلی باب المسجد فمن جاء کما بشاهدین علی شئ من کتاب اللہ
فاکتبا ذ رجاله ثقات مع انقطاعه انتہی پس جبکہ قران کی جمع کرنی اور اوسکی یقین ہونی مین یہ حال ہوا کہ
فقط دو گواہ جسکو کہدین وہ قران ہوجائی تو پہر اثبات تواتر کا کیونکر ہوسکتا ہی دیکہی باب مدینہ علم کو کہ موافق
اپنی علم کی بغیر کسی گواہ و استشارہ کی قران کو موافق نزول کے جمع کیا مگر تم لوگون نی اپنی شامت اعمال سے
اوس قرانکو قبول نکیا اگر قبول کرتی تو کاہی کو ورطہ جہل مین پڑتی ⟨یہ بہی ہے⟩ کہ نزول قران کا سات احرف پر
یعنی سات لغت پر روایات کثیرہ سابقہ اور آیہ سی ثابت ہی اور نہ ہونا چہ لغات کا مصحف ابی بکر مین روشن ہے
جیسا کہ عبد الحق دہلوی نی شرح مشکوۃ مین لکہا ہی کہ عثمان نے انہین لغات کو قرار دیا کہ زید بن ثابت نے
سات لغات ... جمع کیا تہا اور باقی لغات کو محو کردیا انتہی محصلہ اس سے ظاہر ہوا کہ چہ لغتین مصحف
ابی بکر سی نکال دی گئین اب معلوم نہین کہ احتمال نقصان اور کسی کہتی ہین **قال المجتہد الجری بالتکریم**
اب ہم پوچہتی ہین کہ وہ قران کہان گیا اور کس جگہہ غائب ہوا اور کوئی اوسکا حافظ اور اوسکی علم کثیر کا
عالم ہی یا نہین اور اگر ہی تو کہان ہی اور کس ملک مین اور کس شہر مین ہی اور جتنی سوال کہ تمنی سنی کہی ہین
تمسی ہی کئی جاتی ہین اوسکا جواب تمپر لازم ہی **قال الناصب الغوی اللئیم** یہ سوال فرع ہی صحت
روایت ابن سیرین کا حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹہری تو اب سوال کے گنجایش نہ رہی بلکہ بنابر زعم
علازبان والا کی مستفتی کا سوال اور جلایا گیا کہ وہ پوچہیگا کہ یہ قران حاضر اوس قران غائب کا عین ہے
یا غیر اگر عین ہی تو پہر ناقص ہونیکی کیا وجہہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نی کیون سکو زمین پر پہینک مارا اور بعد ائمہ
اسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی اور اگر غیر ہی تو کیون نمازوں مین پڑہتی ہو اور اسپر عمل کرتی ہو اور حق قرانکو
کیون نہین ڈہونڈتی اور ائمہ علیہم السلام نی کیون اوسکو ظاہر نہ کیا اور بی نشان رکہا قران پڑہنی پڑہانیکو آیا
تہا یا رکہنی اور چہپانیکو اسصورت مین چہپانا اور جلانا دونو برابر ہی پہر جو سوال وارد تہی لفظ بلفظ دفع کئی آپ
پر جو عاید ہی مع سوالات مستفتی کی حرف بحرف دفع کیجئی نری تقیہ کی نلیجئی پر شقونکی جواب سمجہہ کی لکہئی بات
ٹہکانی کے کہئی دیر کا مضایقہ نہین ہے کہ عقلانی کہا ہی ؎ مزن بے تامل بگفتار دم ✤ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم
اسکی بعد کا شعر کسی درسی پڑہوا لیجئی گا **اقول بفضل اللہ العلیم** جبکہ روایت ابن سیرین کی تائید روایات
مذکورہ بالا صحیح ہوچکی تو پہر اس سوال کی مخدوش ہونیکی کیا وجہ ہی اور یہ جو تمنی کہا کہ مستفتی کا سوال
جلایا گیا کہ وہ پوچہیگا الخ تو ہم اختیار کرتے ہین کہ غیر ہے اور نمازوں مین اس قران کے پڑہنی کی یہ وجہ ہی کہ وہ

قرآن چونکہ قایم آل عبا کی پاس بسبب تمہاری شامت اعمال اور سوء عقیدت اور نہ قبول کرنی تمہاری مرشدکی اور
واسطی حفاظت افتراق کی یا بنا بر اور کسی مصلحت کے مکتوم ہی اور ہمکو بحکم ائمہ علیہم السلام کی تا ظہور امام غائب اسکا پڑہنا
اور اسپر عمل کرنا واجب ہے اسلئی ہم اسکو پڑہتی ہین اور اسپر عمل کرتی ہین اور یہ جو ارشاد ہوا کہ چہپانا قرآن کا اور
جلانا دونو برابر ہی تو یہ عجائب اقوال مزخرفہ سی ہے بلکہ یہ حرف تو کسی عامی اور جاہل سے بہی سرزد نہوگا اس غبی کو
مطمح نظر یہی کہ نسبت احراق کی کسی صورت سی جانب عثمان کی باقی رہی ع ولن یصلح العطار ما افسد الدہر ٭ دیکہو
کہ خود جناب رسالتمآب واسطی ہدایت خلق کی مبعوث ہوئی تہی مگر مدت دراز تک اپنی دین کو اخفا کرتی رہی غار مین
چہپنی سے عار نہ کیا پس اگر موافق تقریر مجیب کے کوئی بیدین تقریر بالا اسطور سی کری کہ اوسوقت تک حضرت
واسطی اظہار دین کی مبعوث ہوئی تہی یا واسطی چہپنی اور احکام خدا چہپانی کے تو یہ غبی جو کچہہ جواب دیگا
وہی جواب ہمارا ہی ؎ پیغمبر برین خود را کرد خفا ٭ زحکم پاک دنیا و عقبی ٭ اگر مخفی شدہ قرآن اطہر ٭ بہ دیگران
ہم حکم داد و شد مقرر ٭ کمال ظلم و جور اشقیا شد ٭ کہ مخفی مصحف مشکل کشا شد ٭ قولہ امام جعفر صادق علیہ السلام
کیون اسکو زمین پر دی مارا اقول جہوٹہی کے موہنہ مین گہہ قال المجتہد المحری بالتکریم اور تحقیق یہ ہی کہ یہ قرآن
مروج اور جتنی قرآن کہ محرق ہوئی ہم سبکو منزل من اللہ اور واجب التعظیم اور قابل التکریم جانتی ہین اور اہانت
اور استخفاف اونکا گناہ کبیرہ ہی اور احراق اونکا باعث احراق نار جہیم ہی قال الناصب الغوی اللئیم نام خدا
اتنی عرصہ کی بعد اتنا فقرہ جو زبان مبارک سی نکلا تو وہ بہی بنا بر شیعیت کی بہم کر رہا ہی قرآنکو پاخانہ مین پہینکنا
اور جنب و حایض کو حکم تلاوت کا دینا کیا خوب تعظیم ہی ع برعکس نہند نام زنگی کافور ٭ ابہی گذرچکا کہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام نی اسی قرآن مرتب صحیح کو اہانت کی راہ سی زمین پر پہینک مارا اور خواجہ طوسی نی
سنیونکا مدرسہ جلوایا کہ جسمین قرآن متعدد تہا اور اودہ کی معرکہ مین خدام والا نے جو عظمت قرآن کی کی اور وہ باعث
بربادی ریاست مغصوبہ کے ہوئی کالشمس علی رابعۃ النہار ہی اگر یہ باتین موجب اہانت و استخفاف کی ہین تو
اب کون مرتکب گناہ کبیرہ ہی اور نار جہیم کسکا خطیرہ اور اگر یہ باتین باعث اہانت و استخفاف کی نہین تو قرآن غیر مرتب
اور مشکوک بنظر رفع فساد کی جلانا اور یہود و نصاری کا سا اختلاف مٹانا باوجودیکہ اہانت اور استخفاف کا
نام نہو کیا مقام الزام ہی ؎ اینکہ ہوئی منفر سخن ہے آگاہ ٭ لا حول و لا قوۃ الا باللہ ٭ اقول بفضل اللہ
العلیم جواب اس سخن بیہودہ کا سابق مین ذکر ہوچکا ہے اعادہ کی احتیاج نہین اہلسنت کی نزدیک
نہ پاخانہ مین پڑہنا قرآن کا جایز ہی اور طرفہ یہ ہی کہ بول سے قرآن مجید کا لکہنا مذہب اہلسنت کا

مین جا ٹر ہی ہمیشہ کہ سابق مین ابو المکارم کی کتاب سے ثابت ہو چکا ہی اور قتادہ ای سراجیہ مین بہی موجود ہی پہر اسطرحکی
لاف زنی اور چرب زبانی سے کہ خلاف آداب مناظرہ ہی کیا فایدہ **قولہ** حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نی اسی قران
مرتب اور صحیح کو اہانت کے راہ سے زمین پر پہینک دیا **اقول** لعنۃ اللہ علی القوم الکاذبین اس بہتانکا وزر و
وبال اون افعال کے گردن پر ہی جسنے حدیث مین اہانۃ کا لفظ اپنی دلسے بڑہایا امید خداوند کریم سے ہے کہ وہ احکم الحاکمین
بیوم الدین اس مفتری سے عوض لیگا اور جتنی تابعین اوسکے پیروی کی ایسی بیہودہ گوئی قران ناطق کی حق مین کرتی
ہین انکا وبال بہی اوسیکی گردن پر ہی بلکہ خون شہدا تمام بر گردن اوست اور خواجہ طوسی کا مدرسہ جلوانا عود
زبانی ہے کسی کتب معتبرہ شیعہ سے سند لائی صرف زبانی ارشاد فرمائی اور باقی سخن واہی کہ سراسر کذب و
بہتان ہی اوسکا زبان پر لانا اپنی فضیحت ہے تا ہی جو کچھہ کیا تمہاری مفتیون اور واعظون نی کیا تم نہ جانتی ہو تو
کسی جاننی والی سی پوچہو بیہودہ سرائی سی عبث ناظرین کا دماغ پریشان نہ کرو **قولہ** بنظر فساد کی جلانا اور
یہود و نصاری کا سا اختلاف مٹانا الخ **اقول** جبکہ پیغمبر خدا ص نی اختلافات لغت کو جائز کہا تو پہر اون لغات کا مٹانا
پیشتر خود بصفت قاضی و مفتی بنا ہی اور قران کی جلانی سے تو اختلاف نہین مٹا کیونکہ اصل اختلاف کا منشاء
اختلاف تمہارا ہی تمسک قران ناطق مین اگر اوسکو چہوڑتی اور ہر رطب و یابس مین مختلف الملائکہ کیطرف رجوع
کرتی تو ہر طرح کی احکام الہی قران صامت سی بوسیلہ حجت حق ایسی طور پر حاصل ہوتی کہ ہرگز اختلاف نہ رہتا
کیا افسوس کا مقام ہی کہ قران بہی جلا اور اختلاف بہی نہ مٹا بلکہ تفرق ہر فرقہ کا اسی پر متفرع ہوا مثل مشہور ہے
کیا اور کر نہ جانا اور بہی تمکو معلوم ہی کہ یہ اختلافات مذاہب اربعہ کو مٹا کی ایک قایم رکھو کہ یہود و نصاری کیطرح
اختلاف نہ بڑہی مخمس ہے سنی نا ہم کو ابلیس سے راہ + ظلم و ستم و مکر کی ہین شاہنشاہ + رہتی ہین ہمیشہ ہمارے بد خواہ + ابتک نہ ہوی مغز سخن سے آگاہ + لاحول و لا قوۃ الا باللہ + **قال المجتہد البحرینی بالتکریم**
اور بنا بر روایات سبعہ حرف کی جو اختلافات اونمین تہی وہ ازجملہ ساتون حرفونکی تہی کہ قران مجید اوپر نازل
ہوا تہا چنانچہ مشکوۃ شریف مین لکہا ہی کہ خلیفہ ثانی نے خود فرمایا ہی کہ سنا مینی ہشام بن حکیم بن حزام سے کہ پڑہتا
تہا سورہ فرقان کو برخلاف اوسکے کہ جو مین پڑہتا تہا اور جناب رسولخدا ص نی مجکو پڑہایا تہا پس قریب تہا کہ جلدی
کرون اوسپر اوسیوقت پہر ٹہر جاؤن لیکن مینی اوسکو چہوڑ دیا یہانتک کہ قراءت کو تمام کیا پہر تو مینی ردا اوسکی
گلی مین ڈالکے کہینچتا ہوا جناب رسالت پناہ ص کی پاس لیگیا اور کہا کہ سنا مینی اس سے کہ پڑہتا ہی
سورہ فرقان کو برخلاف اوسکی کہ مجکو آپنے تعلیم کیا ہی فرمایا اون حضرت ص نی مجہسی کہ چہوڑ دی اسکو بعد ازان

ہشام سے فرمایا کہ پڑھ تو کس طرح سے پڑھتا ہے اوسنے پڑھا اوسی طور سے کہ پہلے مین نے اوس سے سنا تھا اون حضرت
نے فرمایا کہ اسی طور سے یہ سورہ نازل کیا گیا ہے پھر مجھسے فرمایا کہ تو بھی پڑھ مین نے بھی پڑھا فرمایا کہ اسی طرحسے نازل کیا
گیا ہے مین اوسوقت حیران ہوا کہ دونو کو فرمایا کہ اسی طرحسے نازل ہوا پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ قران نازل کیا گیا ہے
سات حرفون پر پس پڑھو جسطرحسے کہ میسر ہو قال الناصب الغوی اللئیم سبعہ احرف کے تفسیر مین علما کا اختلاف
ہے بعضے کہتے ہین کہ سات لغت مراد ہے کہ وہ قریش و طے اور ہوازن اور ہذیل اور یمن اور ثقیف اور بنی تمیم
ہے لیکن قریش نسبت اور زبانون کی بہت فصیح ہے اسیواسطے اول قران اسی زبان پر نازل ہوا پھر توسع کے لئے
چند دن تک اور زبانونمین بھی اجازت رہی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اوس سے سات قرات مشہورہ ہے کہ سب سے
متواتر ہین اور اون سبھو نپر حکم قران کا ثابت ہے کہ اونپر صحت نماز اور حرمت مس جنب اور حایض وغیرہ مترتب ہے
اور بعضے کچھہ اور بھی مراد لیتے ہین لیکن انحصار صحت کا انہین دونو مین ہے اور یہ اختلاف لغات سبعہ کا انہین
قرات سبعہ کیطرف رجوع کرتا ہے جسکی تفصیل مشکوۃ مین بروایت ابن شہاب کے موجود ہے کہ اوسنے کہا
بلغنی ان تلک السبعة الاحرف انما هی فی الامر تکون واحدة لا یختلف فی حلال ولا حرام ملا علی
قاری اور شیخ عبد الحق اسکی تحت مین افادہ فرماتے ہین کہ یعنی مرجع ہر ایک کا طرف ایک معنی کی ہے اگرچہ اختلاف لفظ
ہوا سواسطے کہ لغات سبعہ اور اسیطرح قرات سبعہ مین اختلاف نہین ہوتا اور اگر اختلاف ہو اسطرح پر کہ مثبت
منفی ہو جاوے اور حلال حرام یا بالعکس تو پھر قرانمین درست نہین کہ یہ موجب اختلاف کثیر کو ہے حالانکہ خداوند پاک
فرماتا ہے ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا اور ہرگاہ یہ قران من عند الله ہے تو
اختلاف کثیر کو اسمین راہ نہین اب تقریب بلا زبان والا کی ناتمام رہے اور دامن جناب عثمان کا بہتان نقصان سے
پاک ہوا ع تو پاک باش برادر مدار از کس باک ÷ زنند جامہ ناپاک گاذران بر سنگ ÷ من بعد اگر کچھہ شبہ رہے
تو مجمع البیان کی عبارت ملاحظہ فرمائی کہ وہ کسکی تائید کر رہی ہے اقول الفضل لله لعلیهم عارفین پر مخفی
نہ رہے کہ مجیب نے اس مقام پر کیسی پہلو تہی کی ہے اور اصل مطلب کو چھوڑ کی گفتگوے لاطایل سے صفحات قرطاس
کو سیاہ کیا ہے اسلیے کہ کئی مقام اس جگہہ پر محل نظر ہین اول یہ کہ مجیب نے کہا کہ پھر توسع کی لئی چند دن تک
اور زبانونمین بھی اجازت رہی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد چند روز کی وہ اجازت منسوخ ہوئی مگر یہ
نہین بیان کرتے کہ کس زمانہ مین کس ناسخ نے اوسکو منسوخ کیا جب اجازت کو تسلیم کر چکے تو جبتک ناسخ کا اثبات
نہ کرین البتہ نسخ کا دعوی منسوخ و مردود ہے ہان اسمین شک نہین کہ بلا نزول وحی صاحب حیا و ایمان

وایان نفی ہی اجازت کو اپنی اجتہاد سی منسوخ کردیا جیسا کہ شاہ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ مین لکہا ہی کہ آنحضرت
از حضرت عزت التماس کرد کہ در این امر توسعہ شود پس امر آمد کہ ہر کس بلغت خویش بخواند و ہمچنین بخواندند تا زمان امیر المومنین
عثمان و چون وی مصاحف متعددہ بنویسانید و ببلاد اسلام فرستاد قرار بہمان لغت داد کہ زید ابن ثابت بامر ابی بکر
صدیق و بعد از عمر فاروق جمع کردہ بود و امر کرد بمحو باقی لغات انتہی اس عبارت کو چشم انصاف سی دیکہو کہ
صاف صاف دلالت کرتی ہے کہ زمانہ عثمان تک قبل احراق مصاحف کے وہ سب لغات پڑہی جاتی تہین اور محو
کیا اونکو عثمان صاحب نے یا ایان نفی اور بڑی حیرت کی بات ہی کہ جناب سید المرسلین واسطی آسانی امت کی خدا سے
دعا کرین اور وہ دعا مستجاب ہو کہ قرآن سات حرف پر نازل ہوا اور پہر بی وجود ناسخ کی ایسا منسوخ ہو کہ اوسکا
پتا بہی نہ لگی یہانتک کہ اوسکے بیان کرنیمین اختلافات ہوان ہذا الشی عجاب اور باوجود اسکی کسی کتب معتمدہ اہل سنت
می یہ ثابت نہین ہوتا کہ چند دن تک اور زبانو مین بہی اجازت رہی بعد اسکی پہر نہین حضرت کی عہد کرامت
مین معدوم ہو گئی ہو بلکہ انکی اکابر کی بیانون سی محو کرنا عثمان کا ثابت ہوتا ہی جیسا آنفا مذکور ہوا دوسری یہ کہ تمنی
جو یہ کہا کہ بعض لکہتی ہین کہ مراد اوس سے سات قرآت مشہورہ ہے کہ سب متواتر ہین تو یہہ غلط معلوم ہوتا ہے
اسلئی کہ سیوطی نے اتقان مین ابو شامہ سی روایت کی ہی کہ بعض جہال کہتی ہین کہ قرآت سبعہ موجودہ وہی ہے
کہ جو حدیث نبوی مین انزل القرآن علی سبعۃ احرف کی ہے حالانکہ یہ خلاف اجماع اہل علم کی ہے انتہی ملخصا اور زرقانی
کتاب شرح مین عبارت طولانی لکہی ہے مگر ماحصل اوسکا یہ ہی کہ سبعۃ احرف جو حدیث نبوی مین وارد ہی غیر قرآت
سبعہ کا ہی و بسبب اشتراک لفظ کی کہ دونو جگہ پر ہی بعض جہال نے قرآت سبعہ مراد لیا ہی انتہی اور اسیطرح
مکی نے اور ابن اثیر نی نہایہ مین لکہا ہی اب روایات کثیرہ اہلسنت سی ثابت ہوا کہ قرآت سبعہ احرف سبعہ سے
مراد لینا محض جہالت ہی پس تمہارا اوسکا استنام پر اس قول کو لانا اگر استشہاد کی لئی ہے تو باطل ہے اور اگر تضییع مداد
و قرطاس یا عظمت عند عوام الناس منظور تہا طور یا مقاطرتہی تو یہہ کچہ مفید تمہاری نہین علاوہ ان سب کی کہتا ہون
کہ اگر سبعہ احرف سی مراد قرآت سبعہ ہو تو سعی خلیفہ ثالث کی درباب احراق قرآن کے بیکار اور لاحاصل ہو جاتی
اسلئی کہ قرآت سبعہ کا اختلاف تو اب بہی موجود ہی پہر باوجود جلا دینی اون مصاحف کے جو قراء تون کا
کیونکر رواج ہوا تیسری یہ کہ ارشاد تمہارا کہ اختلاف لغات سبعہ کا نہین قرآت سبعہ کیطرف رجوع
کرتا ہی اس سے کیا مراد ہی اگر یہ مراد ہی کہ یہہ دونو عین ہے تو اب ہی ثابت ہوا کہ قرآت سبعہ اور احرف سبعہ
اوہی اور اگر اوس سے یہ مراد ہی کہ جسطرحسی قرآت سبعہ مین اختلاف اثبات و نفی کا نہین ہوتا ویسا ہی

لغات سبعہ مین اختلاف اثبات ونفی کا نہین ہوتا تو یہہ کچھہ مفید تمہاری نہین اسلئی کہ اون لغات مین اختلاف باعتبار
زبان کی تہا کوئی زبان ہذیل مین کوئی ہوازن مین اسیطرحسی سات زبانونمین قران مجید کا نزول ہوا تہا اور وہ
باعتبار الفاظ کی مختلف نہین کہ اونکی جلا دینی سی قران مین فی الجملہ نقصان ہوگیا او مقصود ہمارا فقط اثبات نقصان
فی الجملہ سی ہے سو وہ الحمد للہ بخوبی ثابت وآشکار ہی اور طرفہ ماجرا ہی کہ بہ سبب تطویل تم کیون کرتی ہو جناب سلطان العلماء
نی جو مطالب کہ مشکوۃ سی نقل کیا تہا یا اوسکو تسلیم کرو یا منع وجرح کرو وہ تو نہین کرتی قابلیت جتانی کو ایک دوسرا مطلب
بیان کرنا شروع کیا یہ دانشمند طرہ سی کیا نسبت رکہتا ہی پوچ ونامربوط اسکی کہتی ہین قولہ اب تقریباً زبان والا کے
ناتمام ہی اور وہ امر جناب عثمان رضی اللہ عنہ کا بہتان نقصان سی پاک ہوا اقول دامن عثمان کا کیونکہ نقصان قران سی پاک
ہو سکتا ہی ہمہی تمہاری تقریر کو لیا اوٹہا دیا کہ اسطرح تم الٹی نہین سکتی اور جو دہبا دامن پاک مین صاحب
حیا کی اسواحراق نے لگا یا ہی کسی کا ذرکی دہونی سے دور نہین ہو سکتا اب ہزار طرحسی اپنا سر سنگ تعصب کے
ٹپکتی رہی اونکا جامہ کبہی پاک نہوگا ایسی شعر گلستان کے پڑہنی سی آپکے قابلیت ثابت نہین ہوتی بلکہ ثابت ہوا
کہ آپ طفل دبستان ہین قولہ بعد اگر شبہ ہی تو بیجسع بیان الخ اقول ہم وہ عبارت دیکہہ چکی اور حقیقت
اوسکی بیان کر چکی تمہاری دلسی اگر زنگ ہی دور زنگ کے دور ہونی مین دیر لگتی ہے تو در منثور کی عبارت اور
اتقان کی روایت اور اپنی اکابر کی حکایت جو بار بار مذکور ہو چکی ہی غور سے دیکہی کہ اوس سے نقصان ظاہر ہوتا
ہی یا نہین قال مولانا المجتہد البحری بالتکریم اور مخفی نہ رہی کہ سات حروف غیر قراءتون قرا سبعہ کے
تہی کہ وہ باقی نہ رہی اور نہ باقی ہین مانند قراءت ابی بن کعب کے اور ابن عباس کے کہ آیہ متعہ کو اسطرح پڑہتی فما استمتعتم
بہ منہن الی اجل مسمی فاتوہن اجورہن فریضۃ چنانچہ تفسیر کبیر مین مذکور ہے اور ابن اثیر جزری نی بہی
اقرار کیا ہی کہ سبعہ حرف سوا قراءت سبعہ کے ہین قال الناصب الغوی اللئیم جو لوگ قائل ہین کہ
احرف غیر قراءت سبعہ ہین مراد اونکی غیر لغات سبعہ نہین ورنہ لغات متناقضہ کیونکہ تقدیر اول پہ عدم اتمام
کلمۃ اللہ لازم آتا ہی اور یہہ باطل کہ بموجب وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا جائز نہین اور بر تقدیر ثانی تبدیل مثبت بمنفی
اور منفی بمثبت یا استحالہ حلال بحرام اور حرام بحلال ناگزیر ہی اور یہہ موجب اختلاف کثیر ہی کہ قطع نظر اہلسنت شیعہ
بہی اسکو روا نہین رکہتی چنانچہ صاحب خلاصۃ المنہج تحت کریمہ لا مبدل لکلماتہ وہو السمیع العلیم کی لکہتا ہی یعنی کسی
نیست کہ تبدیل دہندہ باشد در اخبار واحکام او وآنچہ تبدیل یافتہ اند توریت را زیرا کہ حقتعالی حفاظت قران
فرمودہ است پس معلوم ہوا کہ سبعہ حرف سے وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا مذکور ہو چکا انکا باقی نہ رہنا ممنوع

ممنوع ہی کیونکہ مرجع کل لغات کا واحد ہی جیسی مرجع ہر قرآت کا واحد بلکہ یہ لغات سبعہ ضمن ہین انہین قرات
سبعہ کے ہین چنانچہ بعضی شراح مشکوۃ نی بجا بجا تصریح کی ہے اب لغات اور قرآت متواترہ یہی ہین جو
اس قرآن مین موجود ہین اور جو انکی سوا ہے وہ شاذ ہی یا منسوخ خصوصًا وہ قرآت کہ جنمین اختلاف کثیر اور بلکہ [illegible]
کا تفاوت ہو وہ تو مردود ہی ہی جیسی قرآت الی اجل مسمّی بعد فما استمتعتم بہ منہن کی کہ شیعہ اس سے اباحت متعہ کے [illegible]
ہین حالانکہ قیود ثلاثہ کذب اس قرآت کی ہین پہر متعہ کو کیا کوئی بیان اوسکا یہ ہی کہ حق تعالی نی پہلی اون عورتونکا
مذکور فرمایا جنسی نکاح حرام ہی اسطرح پر کہ حرمت علیکم امہاتکم [illegible] والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم
کتاب اللہ علیکم بعد اسکی اون عورتونکا ذکر جنسی نکاح حلال ہے اسطرح پر کہ واحل لکم الآیہ مگر کئی قیدونسے
ایک ان تبتغوا باموالکم یعنی مال دنیا قبول کرو مہر اور نفقہ مین دوسری محصنین غیر مسافحین یعنی قید مین
لانیکی طرح جو مستی نکالنی کو نہو یہانتک کہ ہمیشہ وہ عورت اسی کی ہو جاوی اسکی چہوڑی بغیر ہونکی یعنی [illegible]
طلاق کر نہ دی کہ وہی ملک ایک برس تک اور تیسری قید سورہ مائدہ مین ہی اور یہان بہی لونڈیونکی نکاح مین کہ [illegible]
نہو لوگ شاہد ہوں کسی کم دو مرد یا ایک مرد دو عورت اور مجموع ان شرطونکا غیر متعہ ہے اور غیر ایک [illegible]
ہین مفقود ہی کیونکہ تحصیل الفروج اور اباحۃ الفروج تو مقصود اسکی ہی صفت مین یا طول ہے دو دو اور متعہ [illegible]
نہین مقصود کا ہی [illegible] یا باری اور [illegible] بلکہ اگر اسکی سیاق [illegible]
کیا جاوی تو صاف متعہ حرام ٹہرایا اسواسطی کہ اگر وہ مباح ہوتا تو لونڈیونکی نکاح کے بعد نکاح حرہ کی بلفظ
ومن لم یستطع منکم طولا الآیہ [illegible] اور تقیید اور التزام [illegible] کیونکر ارشاد فرماتی اور بعد اسکی یہ الا علی
ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون
کہ صاف دو قسم کی مباشرت حلال ہے ایک بی بی سے ایک لونڈی سے اور جو سوا ان دو قسمونکی ہے
اوسکو موجب [illegible] فرمایا متعہ [illegible] دلیل ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ متعہ ان دونو قسمونسی باہر ہے
[illegible] ہو سکتی ہی [illegible] زوجیت کی مثل طلاق اور ایلا وغیرہ متعہ مین [illegible] نہین
جیسا کہ مفصل آئیگا حالانکہ یہ مقرر ہے فن میں کہ الشیء اذا ثبت ثبت بلوازمہ اسی واسطی امام رازی نی
فی بطریق تنزل کی فرمایا کہ وھذہ القراءۃ علی تقدیر ثبوتہا لا تدل الا علی ان المتعۃ کانت
مشروعۃ ونحن لا ننازعہ فیہ انما الذی نقولہ ان النسخ طرء علیہ اور اسکو لازمان والا فی اپنی
سیاق کی واسطی مطلقا ہی قید تفسیر کبیر حوالہ کیا اور غلط اس فقرہ کو قرآن مین پڑہا سے گو تو قرآن

بہین نمط خوانی مبلہ بہ بریں رونق مسلمانی ✦ پس معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہی اور یہ قرأت الی اجل مسمّی کی غلط
ہرگز ابن عباس وغیرہ سی ثابت نہین شہوت پرستون نی اپنی لذات نفسانی کے واسطی بنائی ہے اور خلاف
سباق او سیاق قرانی کے اوسکو دلیل متعہ کی ٹہرائی ہی **اقول بفضل اللہ العلیم** جبکہ باعتراف مجیب
کی سبعۃ احرف غیر لغات سبعہ نہین یعنی مراد سبعۃ احرف سی لغات سبعہ ہی اور وہ الفاظ کہ زبان ہذیل
وغیرہ مین تہین باقی نہین ہین تو نقصان قران مین فی الجملہ ثابت ہوا اور تالیف خلیفہ ثالث سکے
اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ خلاف خدا و رسول ؐ اون الفاظ کو مٹا ڈالا اب یہہ جو تمنی کہا کہ پس معلوم ہوا کہ
سبعہ احرف سے وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا مذکور ہو چکا اب انکا باقی نہ رہنا ممنوع ہی الخ تو فرمائی کہ زبان
ہوازن اور ہذیل اور یمن اور طی وغیرہ کی لفظین اس قران مروج مین کہان ہین اور خلیفہ ثالث نی کیون
اون لغات پر قلم نسخ کا پہیر دیا اور مخفی نہ رہی کہ مرجعیت ہر لغات کے واحد ہونی سے یہ لازم نہین آتا کہ جو
احکام او معانی کہ سوا لغت قریش سے سمجھی جاتی تہے وہی لغت قریش سے بہی سمجھی جاتی ہون ہو سکتا ہی
کہ اون لغات متروکہ مین وہ معانے رہی ہون کہ لغت قریش سے نہین سمجھی جاتے نظیر اسمدعا کی یہ ہے
کہ حنفیہ وابن حاجب وغیرہ نی صیام کفارہ یمین مین بسبب قرأت ابن مسعود کی فصیام ثلثۃ ایام متتابعات
تتابع صیام کو واجب جانا ہی حالانکہ قران موجود مین لفظ متتابعات کا نہین جیسا کہ نیشاپوری اپنی تفسیر مین
لکہتا ہی ثم صیام الایام الثلثۃ مشروطۃ عند ابی حنیفۃ بالتتابع تمسکا بقرأۃ ابن مسعود
فصیام ثلثۃ ایام متتابعات فان قرأتہما لا تتخلف عن روایتہما انتہی ثابت ہوا کہ ابو حنیفہ کا
مذہب بہی نقص قران مین مطابق اون امامیہ کی ہے جو نقصان کے قایل ہین اب دیکہو تم حنفی ہو کیا تمہارا
سو نہہ توڑ نیکے واسطے قول ابی حنیفہ کا جس سے متتابعات کا نکل جانا قران موجود سی ثابت ہی کفایت نہین
کرتا اگر کچہہ بہی حیا ہو تو پہر نقص ہونیکا نام نہ لینا اور اپنی امام سی مخالفت نہ کرنا حیف ہے کہ عثمان نی اختلاف
یہود و نصارا کا سا رفع کرنیکو مصاحف جلائی اور نعمان نی اونکی سعی کو لا ینفع بنا دیا جب امامیہ کے
لفظ مین مثل ائمہ   وانکی اختلاف بیان کرتے ہین تو آپکے خاطر دریا مقاطر جس مین ایک گہٹا کی برابر بہی
تیحرّکا پانی نہین ہی کسقدر جوش مین آتی ہے اور جب تمہاری امام نی متتابعات کی اسقاط تسلیم کیا تب
نہین فرمائی کہ مثل یہود و نصارا کے کیون اختلاف ڈالتی ہو اب بہلا مقولہ اپنا یاد کرو کہ کسکا دا نو
بہلا بعض امامیہ کی علما جو نقص کے قایل ہین اونکی کلام سی متمسک کرکے تمنی جمہور اہل تشیع کو منکر قرآن کا

قرآن کا فرا دیدیا تھا اور ایسی تمسخر سی باتیں کرتے ہیں کہ گویا یہ قرآن آپکے حصہ میں آیا ہے شیعہ اسکو انکل
نہیں مانتے اسواسطے انکی تکفیر کے فکر میں ہیں اگر یہی امر موجب تکفیر کا ہے تو کہدو کہ مولوی ایک فصل تمہاری
امام کی کفریات کی سبب قائم کریں کہ اوسنے نقصان کو قبول کیا اب تحنیف چھوڑ دیا اپنی عقیدہ سے تو
کرو اور تشنیع قرآن کا دیا تھا اور یہ پاک بین عثمان باحیا کی لگا کر اپنا منہ کالا کرو اور یہی تم سمجھو کہ مثل لفظ
متتابعات کی بہت سی زیادتی قرآنیں تہی کہ وہ بسبب احراق قرآن اور اشاعت فرقان کی جاتی رہے
اور یہی حدیث مرجعیت سے کیا ضرور تہا کہ خلیفہ ثالث نے تمامی رسول خدا کی چھوڑ کی الفاظ غیر لغات
قریش کو محو کر دیا اکثر جگہہ پر قرآت مروج الان میں الفاظ اور معنے واحد ہیں کہ وہ مختلف ساتھ حلال و
حرام کی نہیں ہو سکتی بعضے مرجع اونکا بہی احد ہی پھر اوسی کیوں نہ محو کر دیا اور جو لفظ انکو محو کر دیا اور یہ
جو تمنے کہا کہ بلکہ یہ لغات سبعہ ضمن مین نہیں قرآات سبعہ کی ہیں الخ تو ماحصل اسکا سوائے اسکی کہ جس
طرحسے کہ قرآات سبعہ میں اختلاف حلال و حرام کا نہیں ہو سکتا ویسا ہی ان لغات میں ہے اونکا اختلاف
نہیں دوسرا مطلب مفہوم نہیں ہوتا اور یہ معنی کچھہ مفید مجیب نہیں اسلئے کہ ابہی روایات کثیرہ اہلسنت
سے ثابت ہو چکا کہ سبعہ احرف سے مراد قرآات سبعہ نہیں بلکہ لغات سبعہ مراد ہیں اور وہ غیر قرآات
سبعہ ہے بس وہ الفاظ جو غیر لغت قریش سے تہیں وہ محو ہو گئیں پھر بہت لاف نے اور چرب زبانی سے
کیا حصول **قولہ** جیسے قرآات الی اجل مسمی بعد فما استمتعتم بہ منہن الخ **اقول** اس قرآات کو متروک اور
منسوخ کہنا اور اپنی امام کی قول و فعل کو نہ دیکہنا کہ او نہوں نے متتابعات کی قرآت تسلیم کی ہی کتب اہلسنت
کو منسوخ کرتا ہی اسلئے کہ نیشا پوری اس آیہ کی ذیل میں یوں تفسیر کرتا ہی جا اتفقوا علی انہا کانت مباحۃ
فی صدر الاسلام ثم السواد الاعظم من الامۃ علی انہا صارت منسوخۃ وذہب الباقون منہم
الی انہا ثابتۃ کما کانت و یروی ہذا عن ابن عباس و عمران بن حصین انتہی پس جبکہ ابن عباس کہ سردار
مفسرین کی تہے اور عمران بن حصین کہ اجلہ صحابہ سے تہے اونکی نزدیک آیہ فما استمتعتم منسوخ نہیں ہوا تو قرآات
الی اجل مسمی کی کہ یہہ بہی ابن عباس وغیرہ سے مروی ہے کیونکر ثابت نہوگی اور حاکم نے اپنی مستدرک
میں باسناد سے روایت کی ہے قال سمعت ابا نضرۃ یقول قرات علی ابن عباس فما استمتعتم بہ منہن الی
اجل مسمی قال ابو نضرۃ فقلت ما نقرءہا کذلک قال ابن عباس واللہ لانزلہا کذلک اور بعد اسکے
حاکم لکھتا ہے ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم پس جبکہ روایت الی اجل مسمی کے بروایت جمع کثیر اور جمہور اہلسنت

کی ثابت ہے اور ابن عباس کے نزدیک متعہ الی یوم القیامۃ باقی ہے تو اس قرآت کو منسوخ کہنا سراسر جہل یا
تجاہل سے ہی اور اگر یہ قرآت مصحف عثمان مین نہین تو اس سے اوسپر عمل نہ کرنا غیر مسلم ہی کیونکہ مذکور ہو چکا
کہ لفظ متتابعات کا بعد فصیام ثلثۃ ایام کی کہ اس قرآن موجود مین موجود نہین حالانکہ بسبب قرآت ابن مسعود کے
علماء اہلسنت اوسپر عمل کرتی ہین اگرچہ وہ قرآت اونکی نزدیک شاذہ سی ہے پس بعد تسلیم اسکے
کہ یہ قرآت شاذہ ہو علماء اہلسنت کو لازم ہی کہ اثبات اس امر کا کہ قرآت شاذہ متروک اور مردود ہی کتابون
سی لائین ودونہ خرط القتاد **قولہ** حالانکہ قیود ثلثہ مکذب اس قرآت کی ہین **اقول** یہ شبہ بارہا ابوبکر رازی
ہی کہ علماء فرقہ حقہ امامیہ زاد اللہ لہم رفعۃ وجلالا بلکہ امام المشککین یعنی فخر رازی مقدوح کر چکی ہین اسمقام پر الزام
اہلسنت کی لئی فقط امام رازی کا قول کافی ہی ہوش سے سنئی کہ ابوبکر رازی نے آیہ فما استمتعتم سی احتجاج کیا
ہی کہ متعہ حرام ہی اور اس حرمت پر تین دلیلین قایم کی ہین اور اون سبکو فخر الدین رازی نی مجروح کر دیا ہے
اول دلیل اوسکی یہہ ہی کہ خداوند عالم نی پہلی محرمات کو بیان کیا اور کہا حرمت علیکم امہاتکم اور بعد اسکی آخر
آیہ مین کہا واحل لکم ما وراء ذلکم پس مراد تحلیل سے وہی ہی کہ جو وہان پر
مراد تحریم سی ہے اور وہان پر مراد تحریم سے تحریم نکاح ہی پس یہان پر بھی واجب ہے کہ مراد تحلیل
سی تحلیل نکاح ہو انتہی ملخصاً دلیلہ اس دلیل کو فخر رازی نی ضعیف لکھا ہی اور سطور سی لکھتا ہی اما الذی
ذکرہ فی الوجہ الاول فلا نسلم انہ ذکر اصناف من یحرم علی الانسان وطیہن ثم قال واحل لکم ما وراء ذلکم
ای احل لکم وطی ما وراء هذه الاصناف فای فساد فی هذا الکلام انتہی بعد اسکی پہر ابوبکر رازی لکہتا
ہی دوسری یہہ کہ خداوند عالم محصنین ارشاد فرماتا ہی اور احصان نہین ہوتا مگر نکاح صحیح مین انتہی محصل دلیلہ
اور اس دلیل کو بھی امام رازی نی ضعیف لکہا و قال واما قولہ ثانیاً ان الاحصان لا یکون الا فی نکاح
صحیح فلم یذکر علیہ دلیلا انتہی بعد اسکی پہر ابوبکر رازی نے لکہا ہی تیسری یہہ کہ جناب باری فرماتا ہی غیر مسافحین
اور زنا سفاح ہی اور متعہ مین مقصود نہین ہوتا مگر سفح الماء اور نہ متعہ مین مطلوب ولد ہی اور نہ سائر مصالح
نکاح اوس سے مطلوب ہین پس متعہ ہی سفاح ہوا انتہی محصل دلیلہ اور اس دلیل کو بھی فخر رازی نی ضعیف لکہا
اور سطر سی قدح لکہا واما قولہ ثالثاً الزنا انما سمی سفاحاً لانہ لا یراد منہ الا سفح الماء والمتعۃ کذلک
فنقول الزنا انما سمی سفاحاً لانہ لا مقصود فیہ الا سفح الماء والمتعۃ لیست کذلک فان المقصود
فیہ سفح الماء بطریق شرعی ماذون فیہ من قبل اللہ اور بعد تضعیف دلایل ابوبکر رازی کی یہہ

پھر فخر رازی نے کچھ تعرض نہ کیا پس معلوم ہوا کہ حرمت متعہ پر یہ دلیل کہ جو مجیب نے بتقلید ابو بکر رازی کی لکھی ہے
فخر رازی نہیں ہے بلکہ یہہ دلیل اوسکی نزدیک مردود ہی باقی یہ کہ ہن غبی نے جو بتقلید شاہ صاحب کے قید
ان تبتغوا باموالکم سے تحلیل فروج کو خارج کیا ہی جیسا کہ خود شاہ صاحب اپنی تحفہ مترجمہ کتاب صواقع
مین یون ارشاد فرماتی ہین پس تحلیل فروج و اعارہ آن ازین شرط باطل شدہ زیرا کہ آن سوای منفعت است انتہی
تو اسکا جواب یہہ ہی کہ ہن کلام ربانی سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہی کہ ابتغا مال سے جائز ہی اور یہہ ثابت نہین ہوتا
کہ بغیر خرچ مال کی وطی جائز نہو کس واسطی کہ شافعی کے نزدیک اگر مہر مین منفعت مقرر کرین تو ہو سکتا ہی چنانچہ
تفسیر نیشاپوری مین ہی قال الشافعی الایۃ تدل علی ان الابتغاء بالمال جائز و لیس فیہ ان الابتغاء
بغیرہ جائز ام لا ایضا قد خرج الخطاب مخرج الاغلب الاعم فلا تدل علی نفی ما سواہ انتہی اب
حقیقت مین تحلیل کے تحریم کرنا اپنی امام کی تکریم کو بھول جانا اور اوسکو الزام دینا ہی خلاصہ کلام یہہ ہے
کہ جسطرح علماء اہلسنت کہتی ہین کہ قول سبحانہ و تعالی الا ما ملکت ایمانہم مین ملک مین اعم ہی کہ اوسکو
خرید کرین یا یہہ کہ کوئی ہبہ کری یا میراث آئی ہو اوسی طور سی ہم بھی کہتی ہین کہ ملک مین کی دو صورتین
ہین خواہ ملک منفعت ہو یا ملک عین پس تحلیل مین دوسری قسم کا صادق آنا اول کے عدم صدق کو مستلزم
نہین اگر کوئی متوہم یہ توہم کری کہ لونڈی کی ہبہ کرنے مین سوای منفعت صادق نہین آتا اسلئی کہ نفقہ
اور کسوت جاریہ موہوبہ موہوب لہ پر واجب ہی بخلاف محللہ کی کہ اوسکا نفقہ وغیرہ محلل پر واجب نہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ انفاق اور کسوت جاریہ موہوبہ توابع ملک مین سے ہی شروط اباحت وطی اور تملک
سے نہین پس اگر کوئی شخص جاریہ موہوبہ کو نفقہ وغیرہ سی باز رکھی تو وطی اوسسے حرام ہوگی بلکہ وہ شخص تارک
فعل واجب کا ہوگا انتہی خلاصۃ ما فی الکتاب الالاھیہ **قولہ** دوسری محصنین غیر مسافحین یعنی قید مین لانیکی طرح
ہو سکتی نکالنی کو نہو یہانتک کہ ہمیشہ وہ عورت اسمرد کی ہو جاوے اسکی چھوٹنی بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا
ذکر نہ آوی کہ مہینی تک یا برس تک **اقول** احصانکی جو معنی اسشخص نی لکھی ہین اختراعی محض ہین
نہ یہہ معنی لغوی ہین اور نہ مصطلح فقہی کیونکہ اگر احصان متعہ مین نہوتا تو فخر الدین رازی کہ امام مخالفین
تہا حجت ابوبکر رازی کو مجروح نکرتا حالانکہ ابہی ثابت ہو چکا ہی کہ اوسنی دلیل ابوبکر رازی کو کہ مشتمل بر
احصان تہی پسند نہین کیا بلکہ ضعیف معلوم کیا اور بہی کسے مفسرین معتبرین نے احصان کی یہہ معنی کہ
مدت کا ذکر نہ آئی نہین کیا لغت مین احصان کی معنی نگاہداشتن از حرام کی ہین اور یہہ امر متعہ مین بہی

مشہور ہوتا ہی کہ جبتک حبالہ عقد متعہ مین زن متمتع بہا رہتی ہے تب تک دوسری سی عقد نہین کرسکتے
اور تفسیر البیت مین بہی احصان کی معنی عفاف و پارسائی کی لکہی ہین قال الرازی فی التفسیر
الکبیر قوله محصنین ای متعففین عن الزنا قوله غیر مسافحین ای غیر زانین وهو تکریر للتاکید
انتہی اور تفسیر ہی مین بہی پایا جاتا ہے شیعہ زنا کنندگان انتہی غرض کہ سب تفسیر احصان کی [illegible] تفاسیر اہلسنت
لکہی گئے متعہ مین از روی لغت اہل لغت کی جو تین مین ان احصان کی یہ معنی کہ [illegible] کا ذکر نہ آوی جیسا کہ
[illegible] لکہا ہی متعہ مین [illegible]
قوله تیسرے قید سورہ نساء مین قول یہ جناب تخبطات عجیب ہی کہ ابوبکر رازی وغیرہ کو بہی ایسا تخبط
حاصل ہوا [illegible] کی ابطال [illegible] یہ ہی کہ اگر شرط شاہدین کی نکاح مین معتبر ہوتی تو مالک و داود [illegible]
[illegible] واجب ہوتی حالانکہ مالک و داود کی نزدیک بہی نکاح مین شاہدین کی شرط اسی طرح سے نہین ہی
امامیہ کی نزدیک نہین ہی کہ بغیر اوسکی نکاح درست نہ ہو اور فرمائی کہ وہ کونسی آیہ قرانی ہے جس سے
شرط شاہدین [illegible] سمجہی جاتی ہی بہت [illegible] زنا کو [illegible] بمقتضای حدیث من فسر القران
برأیه فلیتبوأ مقعده من النار [illegible]
[illegible] اقول سچ ہی کہ [illegible]
نہین شاہ عبد العزیز صاحب [illegible]
لکہہ چکی ہین [illegible] اول یہ کہ طول کی معنی اصطلاح فقہ مین کئی وجوہ سے
بیان ہوئی ہین اول [illegible] دوسری وجود [illegible]
لکہی ہیکہ [illegible] بیان ہوگی اور [illegible] شیخ مقداد علیہ الرحمہ نے کنز العرفان مین باین عبارت
تحریر فرمایا ہی فالطول [illegible] من الحرة ونفقتها ووجودها وامکان وطیها [illegible]
جائز ہے کہ طول سی مراد [illegible] مذکورہ مین وجود [illegible] ہو یعنی جس شخص کی [illegible] اوسکے نکاح دائمی یا
منقطع عمل مین لائی تو اوسکو نکاح تمہاری جواری ہی جائز ہی دوسری یہ کہ بتسلیم اس بات کی کہ مراد طول کی
سی مہر اور نفقہ ہی ہیں کہتا ہون [illegible] کی استطاعت [illegible] عقد نکاح دائمی [illegible] تدبیر منزل وغیرہ
[illegible] اب معنی آیہ کریمہ [illegible] یہ ہوئی کہ جو شخص استطاعت نہ رکہتا ہو اسکے کہ نکاح مین لائی زن حرہ
[illegible] تدبیر منزل اور مسکن وغیرہ کی بہی رکہتا ہی کہ وہ نکاح جواری سی اپنی عمل مین لائی کہ اوس سی [illegible]

تدبیر منزل وغیرہ بخوبی منصور ہوتی ہے اور وضع متعہ کی فقط اسلیئے ہے کہ کوئی شخص بسبب میلان اور خواہش
نفس کے زنا مین مبتلا نہ ہونی پائی پس تخصیص نکاح جواری کی اسمین منافی نکاح متعہ کی نہین ہوسکتی کہ احتمال
معنی مذکور کا اس آیہ مین متطرق ہی فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تیسری یہ کہ اہتمام
بر نکاح جواری مفید حصر نہین ہوسکتی کہ قران مجید مین اکثر جگہہ سکوت فی معرض البیان ہی کہ وہ مفید حصر کی نہین
ہوسکتا چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہی او جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء اہتمام بر نواقض
احداث مثل جاء من البول او الریح او الاحتلام مذکور نہین پس بنا بر تمہاری قول کے چاہئی کہ سوائے
غائط اور مس نساء کی باقی احداث اس حکم مین شامل نہ ہون وانہ باطل بالاتفاق اور یہی جناب قدس الہی بعد
چند محرمات کی فرماتا ہی واحل لکم ما وراء ذلکم حالانکہ جمع درمیان زن حرہ اور اوسکی بھتیجی کے اور جمع
درمیان خالہ اور اوسکی بھانجی کے اور اسیطرحسی جمع بین الاختین بسبب حرام ہین اگر اسی ہی اصل حکم
مین داخل کیجیئی تو چاہئی کہ یہہ بھی حلال ہوجائے حالانکہ بتصریح زاہدی وغیرہ کی یہ حرام ہین اور اگر خارج کیجیئی تو
بتائیے کہ اس آیہ مین دلیل اوسکی اخراج کی کیا ہی سوائے احادیث کی کہ وہ متعہ کی واسطی بھی موجود ہین
پس ہوسکتا ہی کہ مانحن فیہ مین بھی ایسا ہی ہو یعنی معرض بیان مین سکوت کا ہونا مفید حصر کا نہو چوتھی
یہ کہ صاحب کشاف نی اس آیہ کی اس طور سے تفسیر کی ہی کہ مضمون اوسکا یہ ہی کہ جس شخص کے حبالہ مین زن آزاد
نہو تو نکاح اوسکو کنیز سے جائز ہے اور مراد نکاح سی اس آیہ مین وطی ہے انتہی ملخصہ پس جبکہ بتصریح
صاحب کشاف کے معنی آیہ مذکورہ کی ہوئی تو اسصورت مین آیہ کریمہ شامل منکوحہ اور ممتوعہ دونوکو ہوگی
اسلیئے کہ شیعونکی نزدیک بھی نکاح منقطع اور دائم جواری سی اوسوقت ہین کہ زن حرہ تحت مین ہو حرام
ہی ہان اگر وہ اجازت دیدی تو البتہ ہوسکتا ہی اب معلوم ہوا کہ معنی طول کے اس تقدیر پر کون الحرۃ
تحت الرجل ہی پانچوین یہ کہ امام فخر الدین رازی نے اس آیہ کی تفسیر مین تین قول لکھی ہین تیسری قول
مین اسطرحسی لکھتا ہی کہ حاصل اوسکا یہہ ہی کہ جو کسی کنیز پر فریفتہ اور عاشق ہو اور زن حرہ سی بسبب
اوس تعشق کی نکاح ممکن نہو سکتا ہو تو اوسکو جائز ہی کہ اوس کنیز سی نکاح کری انتہی ملخصہ پس جبکہ
یہ احتمالات معنی اس آیہ مین متطرق ہوئی تو معلوم نہین کیوں لاف فی او شعلہ افگنی اسقدر غضب کی کس
جہت سی ہی هذا غایة التوضیح للمقال واستوفیته بفضل الله ذی الاکرام والجلال قوله
اور سہدا کریمہ الا علی ازواجہم اقول من فسر القران برأیہ فقد کفر اس آیہ سی حرمت متعہ کے

نکالنا اپنی رای سی سراسر جہل اور تخلف ہی حدیث نبوی سی اسلیئی کہ ممتوعہ ازواج مین داخل ہے اور کسی
حدیث مین یہ وارد نہین ہوا کہ ازواج سوا منکوحات کی ممتوعات پر نہین صادق آتی پہر ممتوعہ کو ان دونو
قسمون سی باہر جاننا اور یہ کہنا کہ نہ زوجہ ہو سکتی نہ ملک یمین اسواسطی کہ لازم زوجیت مثل طلاق اور ایلا وغیرہ
یک قلم نہین ہین بجز اسکی کہ یہ شخص قران کی معنی اپنی دلسی کہتا ہی کیا تصور کیا جائی اور ایلا وغیرہ اسکو ہم لوازم
زوجیت سی نہین کہتی اسطرح پر کہ اگر یہہ نہون تو زوجہ صادق نہ آئی بلکہ یہ زوجہ کی صفات زایدہ ہین
سی ہین مانند اسکی کہ زن اپنی شوہر کو ایذا نہ دی اور اوسکی دین کی مخالفت نہ کری اور ہمیشہ اوسکی اطاعت
کری دیکہیئی کہ زوجہ مرتدہ بائن ہو جاتی ہی بغیر طلاق کی اور زوجہ ناشزہ مستحق کسوت کی نہین اور احصان قبل
دخول کی ثابت نہین ہوتا حالانکہ زوجہ ہونا اوسپر صادق آتا ہی علاوہ اسکی کہتا ہون کہ اطلاق زوجہ
کا متمتع بہا پر کلام اہل سنت سی بہی ثابت ہوتا ہی جیسا کہ ربیع بن سبرہ کی روایت مین مذکور ہی قال شکونا
العزبۃ الی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فقال استمتعوا من ہذہ النسا فابین الا ان نجعل
بیننا و بینہن اجلا فتزوجت امراۃ فمکثت عندہا ثلث لیلۃ اور جواب تفصیلی اسکا انشاء اللہ
سبب متعہ مین بیان ہوگا قولہ اسیواسطی امام رازی نے بطریق تنزل کی فرمایا و ہذہ القراءۃ علی تقدیر
ثبوتہا لا تدل الا علی ان المتعۃ کانت مباحۃ الخ اقول مخفی نہ رہی کہ مقصود جناب سلطان العلما نقل
قراءت الی اجل مسمی سی بجواب تفسیر کبیر یہہ نہین ہی کہ صاحب تفسیر کبیر ہی اوسکا اعتقاد رکہتا ہو بلکہ غرض
یہہ ہی کہ صحابہ بہتیرے مانند ابن عباس و ابی بن کعب و عمران بن حصین و عبد اللہ بن مسعود وغیرہ اجلہ صحابہ آیہ
متعہ کو اسطور سے پڑہتی تہی اور پڑہنا اس آیہ کا اس قراءت سی روایات کثیرہ اہلسنت سی ثابت ہی چنانچہ
کہ خود فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکہہ رہا ہے روی ان ابی بن کعب کان یقرأ فما استمتعتم بہ منہن
الی اجل مسمی و ہذا ایضا قراءۃ ابن عباس و الامۃ ما انکروا علیہما فی ہذہ القراءۃ
فکان ذلک اجماعا من الامۃ علی صحۃ ہذہ القراءۃ و تقریرہ ما ذکرتموہ فان عمر لما منع الصحابۃ ما
انکروا علیہ فکان ذلک اجماعا علی صحۃ ما ذکر فکذا ہہنا فاذا ثبت بالاجماع صحۃ ہذہ القراءۃ
ثبت المطلوب انتہی و طبرانی و بیہقی نے اپنی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کی ہی قال کانت المتعۃ
فی اول الاسلام و کانوا یقرؤن ہذہ الآیۃ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی الآیہ
اور بہی ابی نضرہ سی مروی ہی قال سئلت ابن عباس عن المتعۃ قال اقرء سورۃ النساء قلت بلی

بلی قال فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی فآتوهن اجورهن قلت لا اقرءها هکذا قال ابن عباس

والله هکذا انزلها ثلث مرات تو اب اس غبی کا یہ کہنا کہ اور یہ قرآءت الی اجل مسمی غلط ہرگز ابن عباس

غیرہ سے ثابت نہیں شہوت پرستوں نے اپنی لذات نفسانی کی واسطے بنائی ہے انتہی محض جہالت سے ہے

او حقیقت میں اگر انصاف سے دیکھیے تو قول رازیکا وہذہ القرآءۃ علی تقدیر ثبوتہا تائل تسلیم ہی اسلئے کہ فخر رازی

نے اولا اس قرآءۃ کو ذکر کیا اور بعد اوسکے پھر لکھا کہ کسی نے اس قرآءت کا انکار نہیں کیا اور یہ قرآءت اجماعی

ہی بعد اسکے پھر لکھا کہ اگر یہ قرآءت ثابت ہو تو دلالت نہیں کرتی مگر اس بات پر کہ متعہ مشروع تھا اور ہمکو اسمیں

نزاع نہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ بعد مشروعیت کی اوسپر نسخ طاری ہوا اب عارفین ملاحظہ فرمائیں کہ رازی

نے منع صحت قرآءت مذکورہ پر نہیں کیا بلکہ فی المعنی تسلیم کرکے کہا کہ نسخ اوسپر طاری ہوا اور کیونکر یقین حاصل

ہوسکتا ہی کہ بعد اقامت برہان قاطع کہ امام فخر رازی ثبوت اس قرآءت پر لایا اور سوا نسخ کی دوسرے

جواب سے متشبث نہوا نسخ بی سروپا کہ عامی و جاہل ہے ایسی منع نہیں کرتے ذکرنا الآن شرع

فی رد جواب امام المشککین متوکلا علی الله المعین انہ قول النسخ فی المتعۃ بعید عن الانصاف

ولا یلیق به الا المعاند المتعصب فان اقوال النسخ فی المتعۃ عند اهل السنۃ مضطربۃ لا یعتمد

علیها اهل الانصاف وقد ذکر الرازی والنیشاپوری والبخاری ان عمران بن حصین قال نزلت آیۃ

المتعۃ فی کتاب الله تعالی وتمتعنا معه ولم ینه عنه حتی مات ثم قال رجل برایه ما شاء وهذه روایته

تدل علی ان الناسخ هو عمر وایضا قال السیوطی الذی تعینها فی تفسیرهم ان امیر المؤمنین

علی بن ابیطالب یقول لولا نهی عمر بن الخطاب عن المتعۃ ما زنی الا شقی فهذه الروایات تدل علی

ان الناسخ هو عمر لا الشارع فالحق ان قول النسخ بعد علم هذه الروایۃ الصحیحۃ مستغرب

جدا لا یلیق به الا المتعصب المعاند وتفصیل هذه الروایۃ مع النقض والجرح یاتی فی مبحث

المتعۃ انشاء الله تعالی ۵ بود عثمان چو در بدنامی ✤ بغلط خواند لفظ قرآنی ✤ آمد از غیب حکم ربانی ✤

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ✤ ببری رونق مسلمانی ✤ قال مولانا المجتهد الحری بالتکریم اگر تم کہو

کہ یہہ قرآءت شاذہ ہی اسکا اعتبار نہیں تو ہم کہینگے کہ یہہ قرارت شاذہ نہیں ہے بلکہ تمنے اسکو شاذہ

بنایا اسلئے کہ بہت قرآنکو جلا ڈالا اور ایک سے باقی رکھا پھر جو قرآءت اوسکی سوا ہوگی وہ تو شاذہ کہے

جاویگی اگر وہ سب قرآن موجود ہوتے تو کہاں انکو شاذہ ہوتی اور یہہ قرآءت تو نا سپر اہل سنت سے ظاہر

اور ثابت ہی اور موافق حدیث ثقلین کے جدائی قرآن کی اوس سے محال ہے **قال الناصب الغوی اللئیم**
صد حیف کہ ارباب کوسل کو نظر اپنی کتب پر اور خیال اپنی بات کا بھی نہیں رہتا اتنا نہیں سمجھتی کہ اگر یہ قرآءت
شاذہ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی لازم آتی ہے اور یہ بنا برزعم ملازمان والا کی محال ہے شاید اسی واسطے
ملا فتح اللہ نے تفسیر منہج الصادقین مین بحث کریمہ فما استمتعتم بہ کی شاذ ہونیکا انکار نہ کیا بلکہ یون لمعہ سی نقل
کرتا ہی کہ گفتہ است در قرآءت شاذہ نقل از عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن مسعود و ابی ابن کعب و غیرہ ایشان
چنین وارد است کہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی اور معہذا اتصریح صاحب مجمع البیان و ملا صادق شارح کلینی کے
ٹہر چکا ہی کہ یہ قرآن موجود بی شبہہ وہی قرآن ہی جو حضرت کے وقت مین تہا اور امام مہدی کے عہد مین ہوگا پہر اوس مین
کہان یہ فقرہ الی اجل مسمی کا تہا کہ جلانیکے سبب سے شاذ ہو گیا اسکو شاذ نہ کہیئے کیا کہیئے باتفاق شیعہ واجب
العمل تو یہی قرآن موجود ہی اور جو خبر اسکی ظاہر کی مخالف ہے شاذ اور متروک ہی صاحب تہذیب باب من احل اللہ
نکاحہ مین بعد ذکر حدیث جمیل ابن دراج اور حماد ابن عثمان او منصور ابن حازم کی جو ابی عبد اللہ علیہ السلام سے
مروی ہی بکاری کہتا ہی **هذا الخبر قد ورد شاذا مخالفا لظاهر کتاب الله عز و جل و کل ما**
ورد هذا المورد فانه لا یجوز العمل علیه چنانچہ بنا بر اسی تحقیق کے والد ماجد اپنی کتاب صوارم مین شاید
وغیرہ کی طرف سی بنا ہی جو آپ کے رکہی ہے اوٹہا ئی کہ یہ قرآءت شاذ او متروک العمل ٹہری یا نہین اگر نہین تو
ملا فتح اللہ اور صاحب مجمع البیان اور ملا صادق کو جواب دیجیئے اور اگر ہی تو کتاب صوارم کی سیر کیجیئے کہ حکم
شاذ کا معلوم ہو مخالفت باپ کی بی شرمی ہی اور انکار اوسکا ہٹ دہرمی سے کچہہ بہی تو جی مین سوچیے
انصاف کیجیے + زنگ کجی سے شیشۂ دل صاف کیجیے ++ اور حق تو یہ ہی کہ اسکو حضرت امیر ہی نے شاذ بنا
کہ چہپا رکہا اگر ظاہر کرتی تو کہانیکو یہ شاذہ کہلاتی یہ کشتی خضر ہی کی دوبائی ہی **اقول بفضل اللہ العلیم**
قولہ صد حیف کہ ارباب کوسل کو نظر اپنی کتب پر اور خیال اپنی بات کا نہیں رہتا **اقول** کوسل نام شوری کا ہی
اب تمہین کہو کہ شوری والی کون ہین اور تم اگر بالفرض سمسن نہو تو سر دست اونکی طرف دار اور شیر تو ہو
قولہ اگر یہ قرآءت شاذہ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی لازم آتی ہے **اقول** وجہ استلزام کی کچہہ نہین بیان
کی تو ایسا دعوی بی دلیل لائق التفات نہین اور تم معنی جدائی کے نہین سمجہتی جو ابہی بیان کیا ہی سمجہو اور یاد
کرو تو خود بخود یہ کلام تمہارا رد ہو جائیگا **قولہ** شاذ ہونیکا انکار نہ کیا **اقول** اگر لفظ شاذہ سی مراد متروک
القرآءۃ ہی تو اسکا انکار ہم بہی نہین کرتے مگر تمہاری خلیفہ نے مصاحف کے احراق سی متروک و مہجور

وہ بہجور کر دیا یہانتک کہ ہمنی اونکی اقتدا سی اوسکو مخالف لوح محفوظ کی بہر اکر چہوڑا اور ہمنی باطاعت حکم ائمہ ع
کی باوجودیکہ تفسیر اہلبیت عصمت و طہارت مین یہ قرآرت موجود ہی تا ظہور قائم آل محمد علیہم السلام اسکا پڑہنا ترک
کیا اور نہ واقع مین یہ شاذ و متروک ہونیکی قابل تہی اور اگر لفظ شاذہ سی یہ مراد ہو کہ یہ قرآرت مضادت رکہتی ہے
آیات قرانی سی یہ ہرگز مسلم نہین کیونکہ قرارت شاذہ کو مخالف قران مروج ہونا لازم نہین بلکہ ممکن ہے کہ شاذ ہو اور
مخالفت کسی آیات قرانی سی نرکہتی ہو جیسا یہ قرآرت ہی اور ممکن ہے کہ شاذ ہو اور مخالف قران بہی ہو الیسی حالت
مین ملا فتح اللہ کی عبارت منافی کلام جناب مجتہد العصر کی نہین ہی ولو تنزلنا عن کل ما ذکر پہر بہی مقصود مجیب کا ہرگز
ثابت نہین ہو سکتا اسلیئی کہ قرآرت شاذہ پر علمآء اہلسنت عمل کرتی ہین اسلیئی کہ ملا محب اللہ بہاری نی مسلم الثبوت
کہ فی زمانا بہت مروج ہی اسطرحسی لکہا ہی ان قراءۃ الشاذۃ قد تطلق علی ما نقل باخبار احد عن
واحد حجتیہ ظنیۃ عندنا واجب العمل ہین جبکہ قرآرت شاذہ پر علمآء اہلسنت کی نزدیک عمل جائز ہوا
تو پہر ہمکو اسپر طعن کی کہان گنجایش ہی اور فتح الباری شرح صحیح البخاری مین ہی اختلف ائمۃ الاصول
فیما نقل احادا ومنہ القراۃ الشاذۃ کمصحف ابن مسعود وغیرہ ہل ہو حجۃ ام لا فنفاہ الشافع
واثبتہ ابو حنیفہ وبنی علیہ وجوب التتابع فی صوم کفارۃ الیمین بما نقل من مصحف ابن
مسعود من قولہ ثلثۃ ایام متتابعات انتہی پس جبکہ مختار ابو حنیفہ کوفی یہ ہوا کہ قرارت شاذہ حجت ہے
تو پہر قرآرت شاذہ الی اجل مسمی پر عمل نہ کرنا اپنی امام کو جہوٹہا بنانا ہی **قولہ** اور یہ تصریح صاحب مجمع البیان و
ملا صادق شارح کلینی کے ٹہرچکا **اقول** عدم نقصان بالمرہ جناب طبرسی کی قول سے کہ منقول سید علم الہدی
سی ہے ثابت کرنا مشکل ہے اسلیئی کہ قران مروج الآن موافق قرآرت ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود کی
سید مرتضی کی نزدیک بہی ثابت نہین کما سبق منا عبارۃ کتاب الشافی پس یہ کہنا کہ سید کے نزدیک ا
قرآن مین کسیطرح کا نقصان نہین خالی نقصان عقل سے نہین باقی رہا کلام ملا صادق تو سابق مین بتفصیل
معلوم ہوا کہ اس غبی نی تقلید اپنی مرشد کی ہذا الترتیب سے مراد ترتیب ان مروج الآن لیا ہی حالانکہ ما بعد کے
عبارت سی جو اسنی نہین لکہا ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مراد ہذا الترتیب سی ترتیب علوی ہی اسلیئی کہ سیاق
اوس عبارت سی یہ مفہوم ہوتا ہی کہ تا ظہور امام ثانی عشر یہی قران واجب العمل ہی اب اس سی معلوم ہوا کہ
جب وہ ظہور فرمائینگے تو دوسری ترتیب ظاہر ہوگی چنانچہ کلینی وغیرہ سی یہ حدیث متواتر ثابت ہوتی ہے کہ قرء
رجل علی ابی عبد اللہ علیہ السلام حرفا من القران لیس علی ما یقرء الناس فقال ابو عبد اللہ ع

کف من هذه القراءة واقرء کما یقرء الناس حتی یقوم القائم فاذا قام القائم قرء کتاب الله عز وجل
علی حده او جیسا سنتی ہین اکسی نی نشہ سے لا تقربوا الصلوة کو وانتم سکاری سی جدا کر کی دلیل ترک صلوة کی قرار دے
تہی ویسا ہی اسنے بھی نی ملا صادق کی عبارت شوکت عمریہ مین دیکہکر اوسمین سی اخیر کا فقرہ جسمین شاید اوس کتاب
کی مصنف کے مطلب کا تہا اور بنا قضت اسکی مقصود سی رکہتا تہا نکال ڈالا صرف پہلا فقرہ جسمین ہذا کا
مشار الیہ مذکور نہین ہی نقل کر کی ترتیب عثمانیکو اوسکا مشار الیہ قرار دیا ہی اور یہ سمجہا کہ مابعد کا فقرہ اسکی
مرشد رشید الدین خان نقل کر گئی ہین اسکی چہاپنی سے نہ چہپیگا جب وہ دیکہا جائیگا تب صاف اسکی چوری
پکڑی جائیگی اور سب جانینگی کہ اس ہذا الترتیب سے ترتیب عثمانی ہرگز مراد نہین ہو سکتی **قوله** باتفاق شیعہ جو واجب العمل
تو یہی قرآن ہے **اقول** بیشک بسبب اضطرار کی ہمارے نزدیک واجب العمل یہی قرآن ہے بلکہ حقیقت مین واجب العمل
قول امام ہی کہ اون حضرات معصومین نی اسکے کی عمل کرنی پر حکم فرمایا ہی نہ یہ کہ حقیقت اور واقع مین یہ قرآن
موافق نزول کی ہو اور اسمین شائبہ نقصان کا نہو ہان اہلسنت البتہ جو یہ دعوی کیا کرتی ہین کہ ہم اسی قرآن پر
عمل کرتی ہین تو یہ دعوی لسانی ہی کسواسطی کہ علماء اہل سنت موافق قرأت ابن مسعود کے فصیام ثلثة ایام متتابعات
کی تتابع صیام کفارہ یمین مین واجب جانتی ہین اور یہ قرأت کہین قرآن مروج الآن مین باقی نہین جا
قوله صاحب تہذیب باب من احل الله تعالی مین بعد ذکر حدیث جمیل ابن دراج الخ **اقول** ماشاء الله علاوہ فضل و
کمال کی علم حدیث مین بہی تمکو بہت مہارت ہے مین کب اسکا انکار کرتا ہون وہ کتاب الله کی مخالف ہین مگر
یہ قرأت الی اجل مسمی کی تو مخالفت اور مضادت قرآن سے نہین رکہتی اسلئی کہ اس قرأت کو موافق قرأت
ابن عباس کے حاکم نی مستدرک مین صحیح لکہا ہی قال وہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم جیسا کہ سابق مین بہی مذکور
اسکا ہو چکا اور بہی عظماء مفسرین اہلسنت مثل فخر رازی وغیرہ شاذ نہین لکہتی بلکہ نسخ کی قایل ہوئی اور
باتفاق لکہہ ہی ہین کہ ابن عباس بعد فما استمتعتم کی الی اجل مسمی پڑہتی تہے بخلاف ہماری علماء کی کہ اون
دو نو خبرونکو قبول نہین کرتی اور مخالف ظاہر کتاب جانتی ہین اور مخفی نہ رہی کہ اس مقام پر بہی جو اسنے
نی کلمات بی ادبانہ حضرت مجتہد العصر کے شان مین لکہی ہین جواب اسکا بہگڑ بازون کی نزدیک کفش کاری ہے
۵ راہ نجات سی کہین بہٹکے نہ جائی + گر گی سنگ جہل سے منہ کے نہ کہائی + کیون دلکو غرق کرتی ہین
دریای جہل مین + گر شوق ہو تو کشتی ایمان مین آئی + **قوله** یہ کشتی خضر ہی کی ڈبائی ہی **اقول** حق
تو یہ ہی کہ جو تعصب اور عناد کہ لعین اس دشمن خاندان نبوت کی مکنون تہا وہ ظاہر ہو گیا اور جہی

[illegible]

ہی [illegible] ہی [illegible] جمع [illegible] آسمان [illegible] سبحان اللہ [illegible] محمد صلعم [illegible]
مثل اہلبیتی کسفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق وہوی ارشاد فرمائیں اونکی شان مین یہ سنو فرق
سحر عماد کہی کہ یہ کشتی حضر ہی کی ڈوبائی ہے اشعار قصیدہ علی تو ناخدای کشتی آل پیغمبر ہی + دردریای
قدرت ہی جہاز دین کا لنگر ہی + علی کے دوستی تو کشتی نوح پیغمبر ہے + اوسی ہے خوف طوفان اس سفینہ
سی جو باہر ہی + جو منکر ہی ولایت کا علی کے وہ مرتد ہی + وہ کاذب ہی وہ غادر ہی وہ خاین ہی وہ
اکفر ہی + علی کے ہین فضائل مندرج قران اطہر مین + نبی کا جانشین ساقی آب کوثر ہے + قال
مولانا المجتہد العصر الحری بالتکریم خلاصہ مطلب ہی کہ یہ قران مروج بلاشبہہ منزل من اللہ اور واجب العمل
ہی قال الناصب الغبی اللئیم بے شبہہ یہ بات حق ہے اور انکار اسکا کفر اور ضلال مگر بلا زبان والا سے
سہوًا یا عمدًا بر طور تقیہ یا اجتہاد جدید کی یہہ کلام یہان سرزد ہوا اور نہ رسالہ بارقہ ضیغمیہ مین کہ تصنیف حضور سے
اسکی خلاف ارشاد ہوا ہے کہ چون این نظم قرانی نظم عثمانیست بر شیعیان احتجاج بآن نشاید ظاہر تو یہ بات اختلاط
سی خالی نہین اقول بفضل اللہ العلیم یہان پر جو سلطان العلما نی ارشاد فرمایا ہی کہ یہ قران بلاشبہہ منزل
من اللہ اور واجب العمل ہی مراد اوس سے یہہ ہی کہ بسبب ارشاد ائمہ ہدی علیہم السلام کی اسپر عمل ہمکو جایز ہی نہ کہ
یہ قران فی نفسہ مطابق نزول کی ہو اور اسمین کسیطرح کا شائبہ نقصان کا نہو اور رسالہ بارقہ ضیغمیہ مین جو
ارشاد ہوا ہے تو مراد اوس سے یہ ہی کہ ترتیب عثمانی بحیثیت انتساب سی طرف عثمان کی اور بحیثیت مخالفت سے
ترتیب نزولی واقعی کے شیعو پر اوس سے احتجاج کرنا سنیونکو نہین پہونچتا اور یہان پر جو کچھہ فرمایا وہ اصلا
منافی اس ارشاد کی نہین کیونکہ منظوم اسکا کہ مراد آیات ہی ہے سب منزل من اللہ ہی گو نظم و ترتیب خلاف
واقع ہو اور عمل اسپر زمانہ غیبت امام العصر مین بطریق رخصت مثل اکل میتۃ کی حالت اضطرار مین ہمپر واجب
ہی اب تدافع بین القولین کا وہم ہے باقی نہ رہا اور جو اس معاند نی کہا کہ ظاہر تو یہ بات اختلاط سی خالی نہین تو
حقیقت مین یہ کلمہ ماخوذ کلمہ بیہودہ ہی ہے کہ خلیفہ ثانی نے نسبت ہذیان کی طرف پیغمبر خدا کی کے ہی آپکا
قصور نہین بلکہ قبلہ گاہ نی ہے آپ کی اسمین عبارت کے تہی قال مولانا المجتہد العصر الحری بالتکریم اگر یہ جو
پوچھتی ہو کہ کچھہ کم و کاست اسمین ہوا یا نہین سو روایات اور احادیث شیعہ اوس سی قران کا
نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہی لیکن نہ ایسا نقصان کہ مانع اور منافی عمل کا اس قران موجود پر ہو
ہمی لیکی حضرات اہلبیت علیہم السلام کا ہی عمل سی ہی قران مروج پر تہا اور حکم عمل کرنیکا اسپر ہمکو بھی ہی

ہان بعض قدمای علمای امامیہ نی بالمرہ انکار نقصان قرآن کا ہی کیا ہی مگر یقین اس امر پر کہ نقصان کچھہ اسمین
نہین ہوا ہے مشکل ہی لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوی ہے **قال الناصب الغوی اللئیم**
حال روایات معتبرہ اور احادیث صحیحۂ اہلسنت کا معلوم ہو چکا کہ شایبہ نقصان قرآن کا انکی کتب سے ثابت نہین
نہ صراحۃً نہ اشارۃً آپ اسکو بزور انکی سر باندہنا گویا اس پردے مین اپنا عیب چھپانا ہی کیا یہ ہی اجتہاد مین دخل
ہی کہ جو چیز ثابت نہو خواہی نخواہی اوسکو ناحق ثابت کیجیے غیر کے مذہب مین اجتہاد جنابکا کب معتبر ہے
آپ ہی نقصان پر رہی محققین امامیہ کو کہ یون فرماتی ہین اونکو جو چاہی سو کہی شیخ ابو جعفر کتاب الاعتقادات
مین لکھتی ہین ومن ینسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فہو کاذب اور مصائب النواصب مین ہی وما
نسبہ الی الشیعۃ من قولہم بوقوع التغیر فی القرآن لیس مما قال بہ جمہور الامامیۃ وانما قال بہ
شرذمۃ قلیلۃ لا اعتداد بہم فیما بینہم فرمائیے کہ ان دونو شاہدین عادلین کی شہادت سے کون جہوٹہا اور کس
اعتبار اور بموجب تصریح صاحب مجمع البیان کی جسکا ذکر ہو چکا کون حشویہ نابکار ٹہرا ہی شاید اسی قدر
خواجہ طوسی نی الزام نقصان قرآن سے اپنی تجرید کو مجرد کیا طرفہ یہ ہی کہ اس قرآن کو ناقص ہے بتاتی ہاتی لیکن
ہرگز دریافت نہین ہوتا کہ قرآن کو ناقص بتانا کس واسطے ہے اگر یہ سبب ہے کہ فضایل امیر المومنین اور مناقب اہلبیت
طاہرین اسمین نہین تو سورہ ہل اتی اور آیہ تطہیر کسکی حق مین نازل ہوا تھا اگر خلافت خلفای راشدین اور فضایل
ازواج مطہرات سید المرسلین خصوصاً فضیلت جناب صدیقہ اور تائیدات مذہب اہلسنت کی بھی اسمین مذکور
ہین اور ذکر فدک اور تقیہ کا اور ماجرای غصب کلثوم اور قصہ آزردگی جناب زہرا اور رسن گلو ہونا شیر خدا اور
بیکسی اہلبیت کی اور مضامین حق الیقین کی کہ حضرت پیغمبر نی جناب زہرا اور حضرت علی مرتضی کو فرمایا
کہ بیت خدای تو باد و بران بعثت قربان تو باد اور منبرشیں مرثیہ ضمیر اور دوسری کی اوسمین نہین یہ اسباب نقصان کے
البتہ ہو سکتی ہین خدا بہاتا ہی کہ بعضی شیعہ مذہب جو انصاف سے کچھہ بہرہ رکہتی ہین حقیقت نقصان کے سنکر
ٹالتی ہین کہ واحد الثقلین یعنی عترت نبی البحرین اکثر تو انتقال فرما چکی اور ایک آدہ جو زندہ ہین وہ غیبت کے
سبب نظر نہین آتی ہرچند یہ شیعے لکھتی ہین پر جواب کا پتہ نہین لگتا آنسو پونچھنی کو یہ قرآن کہ احدہما اعظم من الآخر
اسکی شان ہے باقی رہگیا تہا اب اوسکو بھی جناب قبلہ و کعبہ نی ناقص ٹہرایا شعلہ کینہ دشمنان محمدی کو
بھڑکایا بڑی سند اونکی ہاتھہ لگی چشم خوابیدہ فتنہ کی جگی شان خدا ہی جنکی تقریب در تالیف کے لیے ملازمان والا نے
یہ خاک چھانی اون لوگون نے بھی ایک مانی سے تحسین ہے نہ کی شیرین نے اس تیشہ زنی پر پتھر پڑی

بڑی فریاد تیری کوہ کنی پر ۰ کہیں بصحت ثابت نہیں ہوتا کہ جناب امیر المومنین یا بقیہ ائمہ طاہرین نے اس قرآن کو
ناقص بتایا ہو یا اپنی اولاد امجاد کو پڑھایا ہو سب اسکو لکھتی پڑھتی آئی اور ہر زمانہ کہتی آئی اگر یہ قرآن ناقص ہوتا تو جناب
امیر نے قرآن کامل کیوں نہ پھیلایا یہان بات بنانی گویا غیرت سنانی ہے فی الحقیقت اعتقاد نقصان قرآن کا
اصل اعتقاد اون لوگوں کی ہے کہ خدا و رسول سی لاچار ہو کر بعضی قائل الوہیت حضرت امیر کی ہوئی اور بعضون
نی ادعای نبوت آنحضرت کا کیا چنانچہ اسکا بیان سچا ہی ہو چکا ہی اقول بفضل اللہ العلیم روایات کثیرہ
اہل سنت سی ثابت ہو چکا کہ اس قرآن مروج میں شائبہ نقصان کا ہی بلکہ بہت حروف جو منزل تھی انمین فقط یہی کر کے
عثمان سے صحیح ہو گئی اور یہہ بھی اہلسنت کی کتابوں سی کالشمس فی رابعۃ النہار ظاہر ہوا کہ جناب امیر نی مصحف کو
موافق نزول کے جمع کیا تھا اگر وہ مصحف اور اس مصحف عثمانی میں کچھ فرق نہوتا تو صاحب فتح الباری یہہ کیون
کہتا ولو کان موجودا لکان فیہ علم کثیر اس سے معلوم ہوا کہ اوسمین کچھہ زیادتی تھی کہ اسمین وہ نہین اور یہہ
امر بہت سی روایت سی صاف ثابت ہو چکا کہ اگر مصحف جناب امیر آپ موجود ہوتا تو اوس سے علم کثیر حاصل
ہوتا حق تو یہہ ہی کہ نقصان قرآن اہلسنت کی روایات سی بہت ثابت ہوتا ہی کہ انکار اوسکا خالی جہل
یا تجاہل سے نہیں اور یہہ جو کہا کہ شیخ ابو جعفر کتاب الاعتقادات میں لکھتی ہیں الخ تو یہہ کچھ مفید مدعا تمہاری
کی نہیں اسلیے کہ جب خود جناب سلطان العلماء اسطرح سی ارشاد فرما چکی کہ ہان بعض قدمای علمای ہمارے
بالمرہ انکار نقصان قرآن کا ہی کیا ہی پھر یہ کہنا تمہارا کہ شیخ ابو جعفر کتاب الاعتقادات میں لکھتی ہیں ومن
نسب الینا الخ محض زیادہ اور سر پھرانا ہی اور بہی سیوطی نی اتقان میں حمیدہ بنت یونس سی روایت کی
ہی کہا اوسنی قرأ علی ابی وھو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملائکتہ یصلون
علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف
انتہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ قبل اسکی کہ عثمان نے مصاحف میں اصلاح کی ہو زیادتی مصحف
عائشہ میں تھی اور بعد اوسکی پھر محو ہو گئی باقی رہا وہ کلام کہ اس شخص نی واسطے جتانے جہال کے کتاب
مصائب النواصب سے لکھا ہی تو وہ بہی شریک الورود ہی اس جہت سی کہ خود قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ
نی بعد عبارت مرقومہ کی لکھا ہی کہ ولو سلم فلیس ذلک من مختلفات الامامیۃ بل قد ذکرہ السدی من
مفسری اہل السنۃ والجماعۃ فی تفسیرہ وغیرہ فی غیرہ قال السدی فی قولہ تعالی یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ من ولایۃ علی الخ اب عرض ہم

مین ہمائی زانوی تشویر پر سر جھکائی چشم انصاف سی ملاحظہ فرمائی کہ قرآن مین نقصان اہلسنت کے
کتابون سی بخوبی ثابت ہوگیا اور تمہارا قول سراسر لائق اعتبار ٹھہرا **قولہ** شاید اسی ڈر سی خواجہ طوسی نے الزام
الخ **اقول** مین بہی کہتا ہون کہ شاید اسی اندیشہ سی سیدی نے لکہدیا کہ قرآن مین زیادتی تہی مگر عثمان نے
اوس زیادتی کو دور کردیا اور یہی شاید اسی اندیشہ سی سیوطی نے لکہدیا کہ قبل تغیر عثمان کے مصحف عائشہ مین
زیادتی تہے سبحان اللہ تجرید مین نقصان قرآن کے نہونی سے یہہ لازم نہین آتا کہ اس طعن تحریف سی عثمان
بری ہون بہت سی مطاعن خلفاء ثلثہ کی ہین کہ وہ تجرید طوسی علیہ الرحمہ مین نہین ہین اور باقی
کتب مبسوطہ مثل عماد الاسلام وغیرہ مین موجود ہین تجرید مین نہونی سے عدم نقصان نہین ثابت ہوسکتا
بہت سی مسایل فقہیہ ہین کہ وہ شرح وقایہ مین نہین اور ہدایہ وغیرہ مین موجود ہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا
کہ مسئلہ مذکورہ فی الہدایہ وغیرہ صحیح نہو یہہ طرفہ ماجرا ہی کہ شیعون کی کتابون سی نقصان قرآن ثابت ہوتا ہی
اور یہہ عجیب بی شرم و حجاب کشادہ پیشانی کہہ رہا ہی کہ شائبہ نقصان قرآن انکی کتب سی ثابت نہین نعوذ باللہ
نہ اشارۃً ایسا کذب صریح کوئی عاقل ارتکاب نہین کرسکتا کاش اتنا ہی کہتا کہ کتب معتبرہ سی ثابت نہین ہوتا اور شیخ [illegible]
اور [illegible] وغیرہ کو کہدیتا کہ یہہ کتابین ہماری معتبر نہین ہین تب بہی ایک گنجایش تہی اگرچہ بعد ثبوت اعتبار
ان کتب کے کذب ثابت ہوتا مگر تہوڑی سی مہلت تو مل جاتی یہہ کیا کہا کہنا تہا اور کہتا کہ پہر تو ما رو ہرگز درست
نہین ہوتا کہ قرآن مین عدم نقصان ثابت کرنا کس راہ سی ہی اگر یہہ سبب ہے کہ مطاعن خلفاء ثلثہ کی اگر
نقصان سی ثابت ہوجائینگی تو یہہ بعنایات الٰہی باوجود تحریف و احراق کے ابتک قرآن مجید مین جابجا اونکی
اور غاصبین و معاندین پر لعنت موجود ہی اور ہونا خلفاء ثلثہ کا غاصبین سے کالشمس فی نصف النہار ہی اگر
زیادہ شوق ہو تو کتاب نہج البلاغہ کی سیر کیجیے کہ اوسمین ایک خطبہ شقشقیہ ایسا ہی کہ اوس سے صاف لعنت
ان غاصبین پر ظاہر ہوتی ہے اور اگر یہہ باعث ہی کہ اس نقصان سے خلافت جناب [illegible] کی ثابت
ہوجائیگی تو الحمد للہ کہ باعتراف مفسرین اہلسنت کے آیہ انما ولیکم اللہ الخ و انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الخ اور
آیہ صالح المؤمنین حضرت ہی کے شان مین نازل ہوا اور یہہ آیات خلافت اور امامت ائمہ معصومین علیہم السلام
پر اول دلیل ہین اسی طرح سی آیہ انی جاعلک للناس اماما خلافت ائمہ معصومین پر دلیل قویم اور برہان
مستقیم ہی زیادہ شوق ہو تو کتاب عماد الاسلام کی سیر کیجیے اور یہ جو تمنی کہا کہ خلافت خلفاء راشدین اور
تائیدات مذہب اہلسنت کی بہی اس قرآن مین موجود ہین تو یہہ ہرگز نہین ثابت ہوسکتا ہی اصلی کا جا

اجتماع متضادین محال ہی اسلئی کہ جب وہ کاذبین اور غادرین اور خائنین سے موافق اون روایات کی کہ بحث
متعہ مین مذکور ہونگی اور یہی مطابق خطبہ شقشقیہ کی کہ اہلسنت بہی اوس خطبہ کا انکار نہین کرسکتی پہر حکم او
خداوند سبحانہ وتعالی قران مجید مین ان لوگون پر نفرین کرچکا تو پہر اونکی خلافت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے **قولہ**
اور ذکر بدا اور تقیہ کا **اقول** یہ کہنا اس مخنے کا ناواقفیت پر محمول ہے اسلئی کہ جناب باری فرماتا ہی ولکل اجل
کتاب یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب امام فخر الدین رازی نی اسکی تحت مین دو قول لکہی ہین
اور حاصل اون دونونکا یہ ہی کہ قول اول یہ ہے کہ محو اور اثبات شامل ہر چیز کو ہی پس حقتعالی محو کرتا ہی روزی
کو اور زیادہ کرتا ہی اوسکو اور اسی طرحسی سعادت اور شقاوت اور ایمان اور کفر سب مین محو اور اثبات جاری
ہی اور قول دوسرا یہہ ہی کہ یہہ محو اور اثبات مخصوص ہے بعض اشیا کو بعضی کہتی ہین کہ مراد اوس سے نسخ حکم
متقدم ہی اور اثبات حکم آخر اور بعضی کہتی ہین کہ مراد اوس سے یہ ہی کہ اولا جناب باری گناہون کو ثابت کرتا
ہی اور بعد اسکی جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اوسکو زایل کرتا ہی اور بعضی کہتی ہین کہ یہہ محو اور اثبات در باب روزی
وغیرہ کی ہے الخ ما قال فاما دیس عجیب کچہ بلکہ منادیہ اہلسنت کو چاہی کہ بغور و انصاف ملاحظہ فرماوین کہ بدا کی
تو یہی نسخ کی معنی ہین کہ تمہاری امام نی ذیل کریمہ مذکورہ کی ذکر کیا ہی اب بلا دریافت کی بی تکلف یہہ
نکلا کہ قرآنہین بدا نہین اپنی امام کو جہوٹا بناتا ہی باقی رہا تقیہ سو وہ بہی کالشمس فی رابعة النہار آشکار ہی دیکہو
کہ قران مین حق سبحانہ وتعالی فرماتا ہی لا تلقوا بایدیکم الی التہلکة اور پہر فرمایا ہی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم
اور دوسری جگہہ یون فرماتا ہی الا ان تتقوا منہم تقاة اور در منثور مین ذیل کریمہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن
بالایمان کی لکہا ہی واخرج عبد الرزاق وابن سعد وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ وابن
مردویہ والبیہقی فی الدلائل وابن عساکر من طریق ابی عبیدة ابن محمد بن عمار عن ابیہ قال
اخذ المشرکون عمار بن یاسر فلم یترکوہ حتی سب النبی وذکر الہتہم بخیر ثم ترکوہ فلما اتی
رسول اللہ قال ما وراءک قال شر ما ترکت حتی نلت منک وذکرت الہتہم بخیر قال کیف تجد
قلبک قال مطمئنا بالایمان قال ان عادوا فعد فنزلت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان قال
ذلک عمار بن یاسر انتہی معلوم نہین کہ اس مخنے نی ان آیات پر نظر کیا ہی یا نہین اگر ان آیات کو نہ دیکہا
ہو تو اب دیکہو کہ صاف اسنی جواز تقیہ کا ثابت ہوتا ہی اور ماجرا عقد حضرت کلثوم کی روایت صحیح سنی کی
نزدیک ثابت نہین ہی یہ بہتان سازی تمہاری ہی **قولہ** اور قصہ آزردگی جناب امیر اور رسن بگلو ہونا

شیرخدا او سلیلی اہلبیت لنج اقول تصدیق آزردگی جناب زہرا کا انکار کرنا انکار بدیہیات ہی اور قرائن بمقامات
عدیدہ اذیت جناب خاتم النبیین کا مذکور ہی اور بمفاد حدیث متفق علیہ بین الفریقین فاطمۃ بضعۃ منی فمن
اغضبہا فقد اغضبنی آزردہ کرنا جناب سیدہ کا آزردہ کرنا اون حضرت کا اور ان خلفاء ثلثہ نے جو کچھ کہ جناب
سیدہ النساء کو اذیت پہونچائی لکھنا اوسکا بمنزلہ تیرہ شب کے آفتاب کو گرمی پہنچانا ہی مگر مختصر لکھتا ہوں کہ ابوبکر
جوہری وغیرہ نے نقل کیا کہ جناب فاطمہ زہرا مقنع سطہرہ کو لپیٹ کی نزدیک ابوبکر کی تشریف لیگئیں اور کمال
بلاغت سی خطبہ انشا کیا کہ بعض فقرات اوس خطبہ کی یہ ہیں ثم التفتت الی قبر ابیہا باکیۃ فتمثلت بقول ہند بنت
اثاثہ اشعار قد کان بعدک انباء وہنبثۃ + لو کنت شاہدہا لم تکثر الخطب + ابدت رجال
لنا نجوی صدورہم + لما قضیت وحالت دونک الکثب + تجہمتنا رجال واستخف بنا +
اذ غبت عنا فکل الیوم مغتصب + یعنی جناب سیدہ متوجہ ہوئیں طرف قبر منور جناب رسالتمآب کی اور اوس وقت
گریاں تہیں اور مثال دیا اشعار ہند سی کہ وہ دختر اثاثہ کی تہی کہ بعد تمہارے بہت مصائب گذری ہی کہ اگر آپ
ہوتی اور انکو مشاہدہ کرتی تو وہ نہوتی اور جبکہ آپ اس دنیا سے تشریف لیگئی وہ لوگ ظاہر ہوئی کہ
ولمین جنکی کینہ تہا اور سینی وہ عناد کرتی تہی اور حایل ہوا درمیان ہمارے اور تمہارے ایک تودہ گراں اور
بعد تمہارے اون لوگون نے بہت شدت کی اور ہمارے ساتھ اور استخفاف کیا اور انکی روز کہ آپ ہم سے غائب ہوئے
ہیں ہمارا ظلم وستم غصب کیا ہے رفتی و داغ بر دل ہمہ گذاشتی + ما را بروز تیرہ ماتم گذاشتی + فرقت
بیچ خاتون ... چنانکہ + روز سپید بر دوم عالم گذاشتی + رفتی ز بعد ... بر سینہ برکنار + ما را غریب و شکستہ دا
دم گذاشتی + اور ابن اثیر نے نہایہ میں اس خطبہ کی تصدیق کی ہے قال فی لغۃ الہنبثۃ ان فاطمۃ قالت بعد
موت النبی شعر قد کان بعدک انباء وہنبثۃ + لو کنت شاہدہا لم تکثر الخطب + الہنبثۃ واحدۃ
الہنابث وہی الامور الشداید المختلفۃ انتہی و جناب الہی فرماتا ہی الذین یؤذون اللہ ورسولہ
لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ اب تم سمجھو کہ اذیت رسول کا ذکر قرآن مجید میں ہی یا نہیں اور بمفاد حدیث
مذکور ایذا دہی ایذا رسانی جناب سیدہ ہی یا نہیں اگر کچھ بھی فہم رکھتی ہو تو ان مقدمات کی نتیجہ کو سمجھو اور بہت کا
ذکر اوسکی بار آورد جو کچھ کہ ظلم وستم اہلبیت اطہار پر گذری ہیں اور اون سب کو صبر کو اختیار کیا ہے
قرائن اونکا ذکر ہی مگر تمہاری آنکھوں پر تو تعصب کا پردہ ایسا پڑا ہوا ہی کہ بالکل اندہی ہو جیسا کہ ابن عباس
مروی ہی کہ آیۃ قرآنی وتواصوا بالصبر جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوا بلکہ خود جناب سرور کائنات

فی اخبار آتیہ میں اس ظلم و ستم کی خبر دی ہی حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے
الا انہ سیجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی
کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید ان تعذبہم فانہم عبادک قال فیقال لی انہم
لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم انتہی اور یہی سی مضمون کی روایت خطیب خوارزمی نے بھی مناقب میں
لکھا ہے کہ رسولخدا نے علی علیہ السلام سے فرمایا اتق الضغائن التی لک فی صدور من لا یظہرہا الا بعد موتی
اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون دیکھو کہ اس کلام مخبر صادق سے کیسا آئینہ اخبار آتیہ کا صاف ہوا کہ عقب رحلت
جناب رسالتمآب ایسی ایسی ظلم و ستم اہلبیت اطہار پر ہونے لگے کہ ہر صغار و کبار بلکہ اشجار و احجار بھی انکو سنکے بھی
رنجور و شکوہ سنج ہونے لگی خصوصا جو کچھ کہ ظلم و ستم تمہاری مرشدوں کی دست سے جناب سید الشہداء علیہ السلام
اب عزت کربلا پر پہنچی تمام آسمان و زمین اور ملائکہ مقربین اور جملہ بحار و برار و جبال و احجار اسپر شاہد ہیں اگر
تم اسبات کا انکار کرتے ہو کہ اسکے لیے اہلبیت کا ذکر قرآن میں نہیں تو پہلے میں کہتا ہوں کہ کوئی دیندار اسبات کا
انکار نہیں کرسکتا کہ جناب سید الشہداء بھی اہلبیت میں داخل ہیں چنانچہ حدیث النجوم امان لاہل السماء
فاذا ذہبت النجوم واہل بیتی امان لاہل الارض فاذا ذہب اہل بیتی ذہب اہل الارض اس مطلب پر
دلیل قوی ہے اسواسطے کہ جناب رسالتمآب نے جملہ ائمہ معصومین کی شان میں اس حدیث کو ارشاد فرمایا ہے اور زیادہ
مشکوۃ وغیرہ میں ہے کہ جب آیہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے جناب علی مرتضی اور جناب فاطمہ اور حسنین
علیہما السلام کو بلایا اور ارشاد کیا کہ ہولاء اہل بیتی بعد اسکے پھر کہتا ہوں کہ صحیح مسلم میں بیچ تفسیر قول سبحانہ
وتعالی فما بکت علیہم السماء والارض کے یوں لکھا ہے قال لما قتل الحسین بن علی علیہما السلام بکت
السماء وبکاءہا حمرتہا اور جسطرح سے کہ صاحب کشاف اور صاحب مروج الذہب نے لکھا ہے کہ ولید بن یزید
بن عبد الملک مروان کہ گیارہواں خلیفہ تھا جب آیہ شریفہ واستفتحوا وخاب کل جبار عنید کو دیکھا تو قرآن
مجید کو گرا دیا اور چند تیر قرآن مجید پر پھینکے اور اثنا تیر اندازی میں ان اشعار کو کہا اتوعد کل جبار عنید
فہا انا ذاک جبار عنید + اذا ما جئت ربک یوم حشر + فقل یا رب مزقنی الولید + اور اسیطرح سے
بروایات کثیرہ اہلسنت تمہاری مرشدوں نے عیاذا باللہ کلام اللہ ناطق پر روز عاشورا تیر باران کیا من احد
تنی گشت فرسودہ از نوک تیر + کہ دوش نبی بود او را سریر + خدنگ خطا سینہ را در ربود + کہ زان سینہ شد نور

سینا پدید ٭ زیر ستم پیکری شد فگار ٭ کہ بد مخزن سر پروردگار ٭ چو پیکان کین برتنش راہ یافت ٭ جگر گاہ
خیر البشر را شگافت ٭ اس ناصبی کو در پردہ یہہ منظور ہی کہ جاہلونکو اسبات پر آمادہ کری کہ بیکسی جناب
سید الشہدا کا جب ذکر قرآن مین نہین ہی تو گریہ و بکا اونکی مصائب پر اور اشکباران ہونا اون مظلوم کی تشنگی
یاد کر کی محض لا حاصل ہے مگر بعد الحمد و المنہ کسی اس ناصبی کی کچھ کلام نہ آئی ہمنی اہلبیت کی کیسے کتاب الہی اور سنت
جناب رسالت پناہی سے یون ثابت کر دیا کہ جیسے نصف النہار مین آفتاب چشمانکو روشنی ہوتی ہی اور
مضامین حق الیقین جو کچھ اوسمین ہونگی چونکہ مطابق احادیث نبوی کے ہین اسلیئی وہ سب واجب العمل اور
واجب الاعتقاد ہین اور حال بندشین مرثیہ ضمیر و دبیر کا کتاب اثارۃ الاحزان علی القتیل العطشان کہ تالیف جناب
غفران مآب کی ہی اوسکی مقدمیکو دیکہہ کی اگر کچھ کہتی تو اوسکا جواب دیا جاتا شعرا کی کلام سی علما پر اعتراض کرنا
بڑی بی عقلی ہے مگر تمہارا سو تہہ توڑنیکی واسطی کہنا جاہی سمجھو جس مضمون کا بیان نثر مین صحیح ہی اوسکا ذکر
نظم مین بہی جائز ہی و بالعکس جس مرثیہ مین مضامین بالکل خلاف واقع مذکور ہون اوسکی پڑہنی اور سننی
اور اوسکو سنکی رونیکو ہماری علما جائز نہین جانتی ہین اور جو کچھ مصائب جناب سید الشہدا کی نظما یا نثرا
مطابق واقع بیان کی جاین اوسکا بیان کرنیوالا اور سننیوالا اور رونیوالا مثاب اور ماجور ہوگا اس
کلیہ پر اگر کچھ اعتراض ہو تو بیان کرو فی زماننا مرثیہ گویون نے اگر کچھ زیادتی کی ہے تو وہ مقبول علما نہین
مگر جسقدر اونہون نی صحیح اور درست منظوم کیا ہی اونکی مثاب ہونیکی واسطی کافی ہے تمہارا اجلنا صرف
اسبات پر ہی کہ یہہ مراثی تضمنا اور التزاما دلالت فضائح اور قبائح پر تمہاری اکابر او مرشدونکی کرتی ہین
اس جہت سی جو کچھ کہو کہو والا مرثیہ کہنا اور رونا مصائب سید الشہدا علیہ السلام پر ثابت ہے قرآن اور احادیث
کی الحاصل اس ناصبی نی اس مقام پر سوائی سیاہی قرطاس کی کچھ کلام معقول تحریر نہ کیا **قولہ** یہہ اسباب نقصان
کی البتہ ہو سکتی ہین **اقول** نہین سی کوئی اسباب نقصان کی نہین ہو سکتی جیسا ہمنی بیان کیا عثمان
نقصان کا وہی احراق مصاحف ہے کہ صاحب جیاسی ظہور مین آیا **قولہ** کہین بصحت ثابت نہین ہوتا کہ
جناب امیر یا بقیۃ ائمہ طاہرین نی اس قرآن کو ناقص بتایا ہو **اقول** اگر صاحب فتح الباری اور صاحب اتقان
کا قول تمہاری نزدیک صحیح نہو تو ویسا کہو اور اگر صحیح ہی تو اپنی اس عقیدہ سی باز آو **قولہ** جناب امیر نی
قرآن کامل کیون نہ پہیلایا الخ **اقول** ہم کہتی ہین کہ ترمذی مین جو مذکور ہی کہ عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے
تھی کہ [illegible] کیا معنے ہین [illegible] تو یہہ ہی

کہ اوراق قرآن کی جلانی کا اور پہر اوسکو کامل تہا نیکا دریا مین آگ لگانا ہی یہہ تمہین سے ہو سکتا ہی اور یہہ جو لکہا کہ
بعضی قائل الوہیت کی ہوی سو الحمد للہ کہ یہہ بہی باعتراف شافعی کے فضائل او مناقب و معجزات سے ہی
شعر ہمین بس بود فضل بر جہان * کہ گفتند بعضی خدای جہان * عبد القادر بداونی نے لکہا ہی کہ شافعی کا شعر ہے
شعر کفی فی فضل مولانا علی * وقوع الشک فیہ انہ اللہ * اور بعض علماء اہل سنت نی اسکی ترجمہ مین یہہ شعر لکہا ہے
شعر ہمین بس بود حق نمای او * کہ گروہی شک در خدای او * اور اس کلام سے یہہ سمجہو کہ ہم الوہیت کے قائل
ہین اگر ایسا ہو تو پہلی شافعی کو سمجہو قال مولانا المجتہد البحری بالتکریم اور جو تمنی پوچہا کہ جمع کیا ہوا حضرت
امیر کا ہی قرآن ہے تو یہہ سوال تم سے بعید تہا اسواسطے کہ اگر یہہ وہی قرآن ہوتا تو محنت او مشقت حضرت
عثمان کے جمع کروانے قرآن مین زید ابن ثابت وغیرہ سے اور احراق باقی مصاحف مین بالکل برباد ہو جاتی اسکو تم
کیونکر گوارا کر سکتے ہو اور وہ جو قرآن حضرت امیر علیہ السلام نی موافق تنزیل کے جمع کیا تہا وہ اونہین حضرت کی
پاس اور اونکی اولاد طیبین و طاہرین کے پاس موجود او مخزون رہا اور اب حضرت صاحب الامر کی پاس موجود ہے
جس وقت مین کہ اونکا ظہور ہوگا تو وہ بہی ظاہر ہوگا قال الناصب الغوی اللئیم یہ سوال تو ہمارا
بعید نہین معلوم ہوتا کیونکہ جب باعتراف ثقات ساری ائمہ ہدیٰ اور اونکی اولاد امجاد اسی قرآن کو پڑہتے
لکہتی آئی مگر بشہادت طبرسی او شیخ طوسی حضرات حشویہ اور کذاب جب اس نقصان کی قائل ہوئی تو سائل
کو شبہہ پیدا ہوا کہ یہہ وہی قرآن ہی جو حضرت امیر نی جمع کیا تہا یا اور ہی اگر وہی ہے تو فہو المراد او نعم الوفاق
اور اگر وہ نہین تو اپنی قرآن کو کیون چہپا رکہا اور اسکو پڑہا پڑہایا سبحان اللہ پڑہنی پڑہانی کو یہہ قرآن اور
رکہنی چہپانیکو وہ قرآن حق یہہ ہی کہ جس قرآنکو حضرت عثمان نے جمع کیا اوسیکو جناب امیر علیہ السلام نی قبول کیا
اور فرمایا کہ اگر عثمان جمع نہ کرتا تو مین جمع کرتا جیسا اوپر گذرا قرآن کی مقدمی مین سب بڑا احسان ہے جناب عثمان
کا جو اس نکو نہ ماننی احسان فراموشی ہے اور بار ایمان سے سبکدوشی اور یہہ بہی جو پہلی مذکور ہوا کہ جمع کرنا جناب
امیر علیہ السلام کا قرآن کو ثابت نہین سنی کے یہان نہ شیعہ کے یہان بس اونکی اولاد کی پاس ہونا صاحب الامر
کی پاس کیونکر موجود ہی اوپر تو لا صادق کربی شک اس مقدمی مین صادق ہے کاذب نہین کلینی کے شرح مین
بتصریح لکہہ گیا ہی ونظم القرآن بہذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر ویشہر بہ یعنی یہہ قرآن
حضرت امام آخر الزمان کی وقت مین ظہور پکڑیگا اور مروج او مشہور ہی رہیگا بس اس قول مین لا صادق
صادق ہی یا لا زمان والا انصاف سی فرمائی کہین سی کہین نہ جائی اقول بفضل اللہ العلیم سچ ای

سچ ہی کہ ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا اسی قران کو پڑہتی پڑہاتی آئی مگر یہہ بہی فرماتی آئی کہ اسوقت تم
لوگ اسی قران کو پڑہو بہ حکم رخصت اور جسوقت ظہور فرمائینگے جناب صاحب الامر علیہ السلام تو اوسوقت پڑہائینگے
موافق اوسکی کہ نازل ہوا ہے یہہ علم غریب ہی اور قول صاحب مجمع البیان وغیرہ کا اسکا جواب مکرر ہوچکا ہے
اعادہ کی احتیاج نہین اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ سیوطی اور صاحب فتح الباری لکہہ گئی ہین کہ جناب امیر علیہ السلام نے
تو انکو موافق تنزیل کی جمع کیا اور یہی بروایت ابن سیرین وغیرہ کی ثابت ہوا کہ قران جمع کردہ حضرت امیرؑ
اونہین حضرات معصومین کی پاس مخزون رہا اور یہی اب سائل کو کس لیے شبہہ پڑا اگر یہہ قران اور وہ ابکی بنا
یا عثمان کے قرانکو جناب امیر المومنین علیہ السلام پسند کرتی تو اپنی قران کو کس لئی اپنی اور اپنی اولاد طاہرین کے
پاس جمع و مخزون رکہتی اور محنت صاحب جیا کی بہی احراق مصاحف مین برباد ہوجاتی سبحان اللہ قران پڑہنے
اور پڑہانیکو آیا ہی یا آتش مین جلانیکو حقیقت تو یہہ ہی کہ معرکہ احراق قران مین عثمان صاحب جیا مقدمۃ الجیش
ہین کیونکہ اوسی جلانیکے باعث سی شعلہ عناد سنیونکی دلین پڑکتا ہی **قولہ** جمع کرنا جناب امیر علیہ السلام کا قران کو
ثابت نہین نہ سنی کی یہان نہ شیعہ کے یہان **اقول** یہہ چشم پوشی ہے بلحاظ کتب معتمدہ اہل سنت سی
اور یہان سے امامیہ پر روایات تو اسقدر ہین کہ احصا اونکا دشوار ہی سابق مین چند روایتین مذکور
ہوئین وہین کیوسطی جو ہی کافی ہین تم اگر اسفار سے لاونی بجائین تو کچہہ فائدہ نہین مگر روایات شیعہ سی
تمکو کیا مطلب ہے جبکہ اپنی کتابونسی اس غبی کو وقفیت نہین تو دوسرونکی کتابونسی کب واقف ہوگا اب
تمہاری سمجہانی کے لئی پہر کہتا ہون کہ اتقان مین دیکہو کیسا صاف لکہا ہوا ہی ان فی مصحف علیؑ کان اول
السور اقرأ ثم المدثر ثم النون ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر وہکذا الی آخر المکی والمدنی و کان اول
مصحف ابن مسعود البقرۃ ثم النساء ثم آل عمران علی اختلاف شدید و کذا مصحف ابی و غیرہ انتہی اس
سی تو صاف معلوم ہوتا ہا کہ مصحف ابن مسعود اور مصحف جناب ولایتمآب مختلف با ترتیب ہے اور یہہ بہی ثابت ہوتا
ہی کہ یہہ ترتیب موجودہ الان موافق تنزیل کی نہین پس اس غبی کا یہہ کہنا کہ جمع کرنا جناب امیرؑ کا قران کو ثابت
نہین جہل یا تجاہل سے ہی اب موجود رہنا اوس مصحف کا اونکی اولاد طاہرین کی پاس متحتم ہوا کہ اہل سنت بہی
انکار نہین کرسکتی مگر تمسا غبی اگر کہی کہ اتقان سنی کے کتاب نہین تو عاقل کے نزدیک معتبر ہی **قولہ**
اور پیر تو ملا صادق کہ بیشک اس مقدمہ مین صادق ہی الخ **اقول** ملا صادق کی صداقت اور تمہارے
جہالت و حماقت مین کچہہ شبہہ نہین عارفین ملاحظہ فرمائین کہ بغیر اطلاع امر واقعی اور بلا رجوع کتاب ملا

ملا صادق کی اسنی کیسی ہو یہہ کی کہانی ہے کہ اطفال و بستان الی یوم القیام اس شیخ کی حماقت کا چرچا اور اسکے
جہالت پر مضحکہ کرینگے تصریح اسکی غیر مرہ مذکور ہو چکی قال مولانا المجتہد الحری بالتکریم اب حضرات سنیہ کو
بیان اپنی اعتقاد کا اور جواب ہماری سوالونکا ضرور اور متحتم ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم
قال الناصب الغوی اللئیم تمام اہلسنت کی اعتقاد مین یہی قرآن حق ہے کسیطرح کا ہمین شبہہ نہین ذلک
الکتاب لا ریب فیہ جسقدر خاتم النبیین سید المرسلین پر نازل ہوا ہے کم و کاست موجود ہے کیا مجال کہ کوئی ایک حرف
بڑہا سکی قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض
ظہیرا یا کچھہ گہٹا سکی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور تغیر یا تبدیل کو اصلا اسمین راہ نہین
وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وہو السمیع العلیم اور یہہ کلام الٰہی قدیم ہی اور معجزا ایک معجزہ یہی
یہہ ہی کہ منافق کو یاد نہین ہوتا ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لہم نصیرا اور باقی عقیدہ
کی حقیقت کتب عقائد اہلسنت مین مذکور ہی جسکو منظور ہو مطالعہ کری اور یہہ جو فرمایا کہ جواب ہمارے سوالونکا
ضرور ہی سبحان اللہ کیا مشکل سوال کیا ہی کمترین اہلسنت نی ساری سوال کے جواب دی اور مستفتی کے سوال
ساتہہ اپنی سوالون کی ملا زمان والا کی طرف متوجہ کئی خبر لیجیی بقریب آپکے ناتمام رہی حقیقت شبہونکی
پانی سے پتلی ہو کر بہہ اب ہماری سوالون کے جواب دیجیی آیندہ کی تدبیر کیجیی ع مرد آخر بین مبارک
بندہ ایست واللہ یہدی من یشاء الی الصراط المستقیم والآن اشرع فی جواب السوال الثانی بفضلہ
العمیم انتہی اقول بفضل اللہ العلیم تمام اہل التشیع کی نزدیک یہہ قرآن حق ہے اور کسی طرحکی اوسمین
زیادتی نہین ذلک الکتاب لا ریب فیہ باقی یہہ کہ جسقدر خاتم النبیین پر نازل ہوا ہے کم و کاست موجود ہے
محل نظر اور بحث ہی اسلیے کہ مشکوۃ شریف مین ہی عن عائشۃ رض قالت کان فیما انزل من القرآن عشر
رضعات معلومات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات فتوفی رسول اللہ ص وہی فیما یقرء من القرآن یعنی عائشہ سے
مروی ہی کہ نازل ہوا قرآن مین عشر رضعات معلومات یحرمن بعد اوسکی منسوخ ہوا خمس معلومات کی ساتہہ پہر
وفات پایا رسول خدا نے اور وہ پڑہا جاتا تہا قرآن مین سی اور ظاہر ہی کہ یہہ آیۃ کہین قرآن مروج مین
نہین اور اسسے یہہ بہی مفہوم ہوتا ہی کہ زمانہ جناب رسالتمآب مین خمس معلومات منسوخ نہین ہوا تہا
اور درمنثور مین عبد اللہ بن مسعود سی مروی ہی کہ وہ کہتی ہین کہ ہم قرائت کرتے تہی عہد جناب
سرور کائنات مین یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین اور ثعلبی

وغیرہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مصحف ابن مسعود میں یون پڑھا جاتا تھا ان اللہ اصطفی آدم و نوحا
وال ابراہیم وال محمد علی العالمین اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں حضرت عمر بن خلیفہ ثانی
سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے لولا ان یقول الناس ان ابن الخطاب احدث آیة فی کتاب اللہ لکتبتها ولقد
کنا نقرأها الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة انتہی اور اتقان سیوطی میں عبداللہ بن عمر سے روایت
کی ہے قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کله وما یدریه ما کله قد ذهب منه قرآن کثیر ولکن
لیقل قد اخذت منه ما ظهر انتہی اب معلوم ہوا کہ آیہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کے وہ معنے
کہ ہم نے سمجھا ہے نہیں ہیں اگر وہ معنی ہوں تو صاحب روضة الاحباب اور ابن ابی الحدید اور ثعلبی اور سیوطی کے
کے اقوال جو مذکور ہو چکے کیونکر صادق آئینگے اور یہہ بھی معلوم نہیں کہ بخاری نے جو اپنی صحیح میں زید ابن ثابت
سے روایت کی ہے کہ جب ابوبکر نے مجھے بعد قتل اہل یمامہ کے طلب کیا اور کہا ان القتل قد استحر بالقراء
فی المواطن فیذهب کثیر من القرآن سچ ہے یا نہیں اگر سچ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آیہ وانا له لحافظون
خلیفہ جی کو یاد نہ تھا کہ تلف قرآن سے ڈرتے تھے اور تمکو یاد ہے اللہ اللہ علم و فہم تمہارا خلیفہ اول کی فہم سے بڑھ
کر بالا ہے اور اگر سچ نہیں تو اپنی صحیح کو تم کہو کہ یہہ غیر صحیح ہے اسکی صحیح نہیں **قوله** اور یہہ کلام الہی قدیم
ہے **اقول** آفرین ہے عقل اہلسنت پر کہ کلام ربانی کو قدیم کہتے ہیں حنابلہ کہتے ہیں کہ کلام ربانی حروف و
اصوات ہیں کہ ذات جناب باری میں قایم ہیں اور وہ کلام قدیم ہے اور اشاعرہ اہل سنت کہتے ہیں کہ کلام
الہی نفسی قدیم ہے اور وہ جنس حروف اور اصوات سے نہیں اور نہ وہ علم و قدرت سے ہے بلکہ وہ ایک صفت ازلیہ
ہے کہ ذات باریتعالی میں قایم ہے اور غایت توجیہ اس کلام نامعقول کی اسطرح سے کرتے ہیں کہ جسوقت
کوئی شخص ارادہ کرتا ہے تکلم کا تو اپنے نفس میں معانیکو ترتیب دیتا ہے اور قصد کرتا ہے اوسکی تکلم کا بس یہی
کلام نفسی ہے اور امامیہ کی اعتقاد میں دونوں قول باطل ہیں حنابلہ کا قول اس جہت سے باطل ہے کہ
کلام لفظی کو کوئی عاقل قدیم نہیں کہہ سکتا اسلئے کہ کلام لفظی مرکب ہے اور تالیف اوسکی حروف متعاقبہ
مترتبہ اور الفاظ سے ہے اور ہر مرکب کے لئے حدوث ضروری ہے اور طرفہ یہہ ہے کہ تابعان احمد حنبل
جلد اور غلاف وغیرہ انکو بھی قدیم کہتے ہیں چنانچہ صاحب مواقف لکھتا ہے قالت الحنابلة کلامه حرف
وصوت یقومان بذاته وانه قدیم وان قوما بالغوا فیه حتی قال بعضهم جهلا الجلد والغلاف قدیمان
انتہی اب ہمکو اس کلام واہی کے ابطال کی احتیاج نہیں خود تمہارے پیشوا یعنی صاحب مواقف نے اسکی قایل کو

کو جاہل بنادیا اور دوسرے معنی جو اہلسنت نے اختراع کیا اور اسکو قدیم کہا تو وہ کلام نامعقول ہے اسلیے کہ معنی محصل کیطرف
رجوع نہین کرتا اسلیے کہ تصور کرنا معانیکا اور اونکو ترتیب دینا ذہن مین اور اون الفاظکا ادراک کرنا
یہہ نوعین علم ہے جیسا کہ شارح جدید تجرید کا لکھتا ہے حیث قال ولقایل ان یقول ان المعنی النفسی الذی
یدعون انه قائم بنفس المتکلم ومغایر العلم فی صورة الاخبار عما لا یعلمه هو ادراک مدلول الخبر اعنی
حصوله فی الذهن مطلقا یقینا کان او مشکوکا فاذن یکون مغایر العلم اب زعم فاسد تو یہہ بیان منافی مدعای علماء
اہلسنت کا کہ وہ مدلولات اور معانی غیر علم کی ہین اسلیے کہ جملہ کلام سے خبر یہہ ہے اور آدمی کبھی خبر اوس شی کی بیہہ
دیتا ہے کہ اوسکو نہین جانتا بلکہ اوسکی خلاف کو جانتا ہے یا یہہ کہ اوسمین شک کرتا ہے شارح جدید کی قول سے
مندفع ہو گیا کہ مراد تصور سے عام ہے یقینی اور غیر یقینی دونو کو شامل ہے اور انتہا ہے شبہ اہلسنت کا اسباب
مین یہہ ہے کہ متکلم حقیقت مین وہ ہو سکتا ہے کہ صفت تکلم جسکے ساتھہ قایم ہو نہ یہہ کہ خالق کلام کو متکلم کہین
جیسا شیعہ کہتے ہین اور یہہ مزعوم اونکا محض واہی ہے اسلیے کہ اس بنا پر لازم آتا ہے کہ کوئی انسان متکلم نہو
کیونکہ کلام یعنی حروف و اصوات حقیقت مین قایم اوس ہوا مین ہے تو چاہیے کہ اوس ہوا کو متکلم کہین اور بیہہ
یہہ معنی لغوی قادح اون دلایل اور براہین عقلیہ کا کہ ابطال مین قیام حروف و اصوات کی ذات باریتعالے
مین قایم ہین نہین ہو سکتا کہین دلایل عقلیہ سے ثابت نہین ہوا کہ ذات باریتعالی مین کلام قایم ہے اور وہ
قدیم ہے بلکہ فخر رازی نے بہی متکلم کی معنی خالق اور فاعل کے لکھے ہین اگر صاحب بصیرت ہو تو اپنی امام کے
تفسیر کبیر کو دیکہو کہ صاف وہ لکھتا ہے المراد من کون الانسان متکلما بہذہ الحروف مجرد کونہ فاعلا لہذہ الحروف
المخصوصة انتہی اور یہہ تو متواترات سمعیہ سے ہے کہ جب حکیم علی الاطلاق نے چاہا کہ حضرت موسی کلیم سے کلام ہو
تو اوس قادر کی قدرت نے حروف و الفاظ کو درخت زیتون مین ایجاد کیا اور اونحضرت نے ایک درخت سے مین
خطابات الہی کو نہایت شفقت اور تقدس سے پایا کہ یا موسی انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس
طوی و انا اخترتک فاستمع لما یوحی علاوہ ان سبکے کہتا ہون کہ اگر یہ معنی لغوی تکلم کی دلایل عقلیہ کے
مقام مین معتبر ہو تو چاہیے کہ بنا بر مذہب حکما کی قضیہ اللہ موجود صحیح نہو اسلیے کہ اس بنا پر معنی موجود کی یہہ ہوتے
ہین کہ جسمین وجود قایم ہو اور اسکی تو مغایرت ان دونون مفہوم ہوتی ہے حالانکہ بنا بر مذہب حکما کے
وجود عین حقیقت جناب باری کی ہے وجود اوسمین قایم نہین ہذا آخر ما تیسر فی ابطال الجواب الفصل العزیز الدہلوی
وارجو اللہ الموفق ان یوفقنی لابطال الکلام الناصبی الآتی فی مبحث سنة المسنون ایضا بحرمة الرسول وآلہ حجج الرحمن علیہم کالوف التحیة فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعان المومنین والصلوٰۃ علی سیدنا محمد وآلہ اجمعین اما بعد یہ دوسری فصل ہے رشق النبال علی اصحاب الضلال رد طعن المتعتان کی بیان مین مسئلہ متعہ کے **قال المستفتی** ہم سفر اسید مجتہد العصر والزمان اور یہ مسئلہ متعہ کہ شیعہ اسی بحث کئے ہوں مگر اب تک سند بحوالہ کتاب دستیاب نہیں ہوی کہ کونسی پیغمبر یا امام سے یہ مسئلہ جاری ہوا اب یہ تب اسکو روا رکھتے ہیں اور سنت جماعت اسکو روا نہیں رکھتے اسکو دریافت کرنا ہی مسئلہ کو سند کتاب معتبرہ سے تحریر اور سند اسکی ہم حدیث نبوی اور مطابق آیات کلام اللہ چاہتے ہیں اسید کہ اب مجتہد العصر اس بات سے ہمارا رفع ہو **قال مولانا المجتہد القمی بالتکریم** جواب سند حلت متعہ کی بہت ہیں کہ رسائل اور کتب مبسوطہ میں لکھی ہیں مگر سند مختصر بالفعل یہی کافی ہے کہ خود خلیفہ ثانی نے فرمایا ہے متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ وانا احرمہما یعنی دو متعہ زمانہ پیغمبر خدا میں حلال تھی اور میں انکو حرام کرتا ہوں بس جبکہ متعہ نساء و متعۃ الحج زمانہ آنحضرت میں حلال ہوا تو اس سے سند اور کونسی زیادہ ہو سکے گی کہ فرمانا آنحضرت کا بھی وحی سے تھا وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی **قال الناصب الغوی اللئیم** یہ جواب سوال ثانی کا بھی بطور سوال اول کے بیہودہ ہے اور سراسر خلاف ہے مقصود کیونکہ سائل نے حلت متعہ کی کتاب اور سنت رسول سے مانگی تھی نہ کہ اسکی بلکہ وہ حدیث کہ اقرار ہے حرمت متعہ کے اپنی زعم میں نکالی ہے اور اسکو اپنی مدعا کی موافق ٹھہرایا غور کرنا چاہیے کہ اس حدیث میں متعتان محللتان کہاں ہے جسکے ترجمہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ دو متعہ زمانہ پیغمبر خدا میں حلال تھے اور میں انکو حرام کرتا ہوں شاید یہ غلطی لفظ کانتا سے پڑی اور انا احرمہما کو اپنے مدعا پر ٹھہرایا یہ نہ سمجھے کہ کسی کے عہد میں کسی شی کا ہونا اثبات کو لازم ہے اور نہ حلت کو مستلزم خود حضرات شیعہ قائل ہیں کہ عباسیوں کی عہد میں سادات کشی بہت تھی حالانکہ یہہ فعل نہ موصوف بصفت حلت تھا اور نہ تمام اس عہد کو لازم ہوا الا اگر اس کلمہ کو صحیح رکھی اسے تقدیر پر معنی احرمہما کی اخبر عن حرمتہما ہے یعنی حضرت عمر فرماتے ہیں کہ دو متعہ جو عہد کرامت مہد جناب سرور کائنات میں تھا

ہی اور بہت لوگونکو اونکی حرمت کی خبر نہین پہونچی سواب مین خبر کیے دیتا ہون کہ وہ دونو حرام ہین اور دلیل
حرمت متعۃ النسا پر وہی قیود ثلثہ اور آیۂ محکمۂ ما نصیہ الا علی ازواجہم الآیہ اور احادیث ائمہ اور ارشاد جناب عمر کہ واللہ
انّی لا احلّ لہم شیئاً حرّمت علیہم ولا احرّم علیہم شیئاً احلّہ اللہ اور حدیث استبصار و تہذیب
کہ حرّم رسول اللہ صلعم لحوم الحمر الاہلیۃ ونکاح المتعۃ ہی اور متعۃ الحج کہ جسمین سعی بین الصفا و
المروہ کے بعد جو احرام قدیم کی ادا ہو اپہلی طواف زیارت کا کرتے ہین یا وہ کہ اشہر حج مین عمرہ بجا لا کر اوسی سفر مین حج
ادا کرتے ہین یہ دونو ابتک شروع ہین کسیکی انکو حرام نہین کہا لیکن وہ متعۃ الحج کہ طواف کے بعد اگر ہدی
میسر نہوا افعال عمرہ کی بجا لا کر حج کو فسخ کرین البتہ یہ حرام ہی اور دلیل اسکی حرمت کی کریمہ واتمّوا الحج والعمرۃ
للہ اور ارشاد نبوی کما اخرجہ النووی ہی کیونکہ یہ مخصوص حجۃ الوداع مین تہا اور سکی مثال رسم جاہلیت کی کہ کفار
ایام تمتع کو اشہر حج مین افجر فجور جانتے تہے جیسا بخاری مین مذکور ہی پس بہ علت دونو متعون کی مفہوم
مخالف ارشاد فاروق اعظم سے کہان ثابت ہی اور وحی الہی نے کسکی تائید کی پہر باوجود اسکی اگر فرمانی کہ
احرّم بمعنی اخبر کی مجاز ہی حقیقت کی ہوتے ہم مجاز کو نہین مانتے پس اس تقدیر پر اگر یہ معنی لیجیےگا تو ارشاد ائمہ
مین کہ نحن المحللون حلالہ والمحرمون حرامہ ہی کیا کیجیےگا اگر معنی حقیقے پر رکھیگا تو ممنوع ہی والا اس صورت مین
جو جناب فاروق پر وارد ہوتا تہا وہ بعینہ حضرات ائمہ پر وارد ہی اور اگر معنی مجازی پر رکھیے تو مسلم لیکن
ناسخ فیہ مین اس ارادہ کا کون مانع ہی اور سعد اپنی والد بزرگوار کو کیا جواب دیجیے گا کہ وہ اسی قول ائمہ
کی تفسیر اپنی کتاب جسام مین باین عبارت افادہ فرماتے ہین یعنی در عہدۂ جناب ائمہ است کہ با آن اخبار فرمایند
بڑی افسوس کا مقام ہی کہ ملازمان والا اپنی گہر کی بہی خبر نہین رکہتے اور کیا ذکر ہ گہر کی بیخبری حضرت
والا ہوگی ✤ تا بودی پدر سبب و بالا ہوگی اقول بفضل اللہ العلیم ان کلمات سے معلوم ہوتا ہی
کہ عبارت عربی کی سمجہنی مین آپ کو بخوبی دخل ہے اتنا بہی نہین خیال مین لاتی کہ اگر خلیفہ ثانی کے مراد ایسے
ہوتی تو اپنی طرف اسناد تحریم کی ہرگز نہ کرتی بلکہ اسطرح سے کہتی کہ حرّمہما رسول اللہ وانا اخبرکم بذلک
یا عاقب علیہما یعنی ان دو متعہ کو رسولخدا صلعم نے منع فرمایا ہی اور مین خبر کیے دیتا ہون کہ یہ دونو حرام ہین
جو شخص کہ اسکا مرتکب ہوگا مین اوسپر عقاب کرونگا تاکہ یہ دلمین مسلمانون کے اثر کری اور لوگ اسکی کہنی کو قبول
کرین اور جب ایسا نہین کہا تو ثابت ہوا کہ تاویل آپ کی مصداق ہی توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ اور مؤید
میری کلام کا یہ ہی کہ سامعین جو عربیہ مین فائق تہے اس تحریم سے اگر اخبار بالحرمۃ سمجہتے تو اسکی تصدیق

انکار کیوں کرتی چنانچہ بہت لوگوں نی اس قول کو نہ مانا جیسا کہ رافعی شافعی نے اپنی تاریخ میں جہاں یحیی بن اکثم قاضی تمیمی کا ذکر ہے نقل کیے ہی کہ جب حدیث متعتان الخ ماموں عباسی کو پہونچی تو اوسنی انکار کیا و قال قبلا الیہ من انت یا جعل حتی تنہی ما فعلہ رسول اللہ صلعم و ابوبکر الی آخر القصہ اور ترجمہ لفظ جعل اپنی دلیز سمجھ لیجیے اور موافق عقیدہ اہل سنت کی خلفای عباسیہ بنی امیہ برحق اور واجب الاتباع تہی جیسا کہ تاریخ الخلفا میں سیوطی نے بیچ بیان نہ ذکر کرنی عبدین کے لکھا ہی و منہا ان مبایعتہم صدرت والامام العباسیے قائم موجود فلا تصح اذ لا تصح البیعۃ لامامین فی وقت الصحیح المتقدم حاصل مضمون یہ ہی کہ لوگوں نی بیعت عبدین سی کرلی درحالیکہ ماموں عباسی قائم و موجود تہا اسیواسطی بیعت عبدین کے صحیح نہیں اسلیے کہ دو امام کی بیعت ایک وقت میں درست نہیں ہوتی اور صحیح وہی ہے کہ جو پہلی ہو چکی اب فرمائی کہ ماموں نے خلیفہ ثانی کے حق میں جو یہ کلمات کہی سچ ہیں یا نہیں اگر سچ ہیں تو حرمت متعہ کی بخوبی آشکار ہو گئی اور اگر سچ نہیں تو خلافت ماموں عباسی میں تخلل پڑ گیا اور جو یہ آپ نی فرمایا کہ لفظ کان سی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ فعل متعہ کا جمیع عہد آنحضرت میں تہا جیسا کہ حضرات شیعہ قائل ہیں کہ عباسیہ کے وقت میں سادات کشی بہت تہی حالانکہ یہ فعل تمام عہد میں نہ تہا الخ ما قال تو اسکا جواب بگوش ہوش سنیے اور راہ انصاف سی باہر نہ جائیے کہ جب مطلق بولتی ہیں تو مراد اوس سے فرد کامل ہوتی ہی اور فرد کامل اسمقام پر یہ ہی کہ متعہ جمیع عہد آنحضرت میں تہا اور یہ بھی فقط لفظ کان سی ثبوت دوام کا ہوتا ہی اسلیے کہ اس قول سے معلوم ہوتا ہی کہ حکم نبی ص کا منتہی ہو گیا زمانہ عمر تک یعنی وہ معنے کہ جو کلمات سی مفہوم ہوتی ہیں اوسی معنی کو لیجیے بہت بیہودہ نہ بکیے اور یہی لفظ کان دلالت استمرار پر کرتا ہی اسلیے کہ شرح صحیح بخاری میں ضمن شرح حدیث کان اذا اغتسل من الجنابۃ یبدء غسل یدیہ میں جو سطر مذکور ہی قولہ کان علیہ السلام یدل علی المداومۃ والتکرار انتہی اور دوسری جگہہ پر اسطور سی ہے یستنبط من قولہ کان النبی ص مداومتہ علی فعلک لان ہذا اللفظ یدل علی الاستمرار والدوام بلکہ شیخ عبد الحق دہلوی نی اس سی زیادہ تصریح کی ہے اور ترجمہ مشکوۃ میں محدثین سے نقل کیا ہی کہ در لفظ کان محدثان راسخن است مقرر و مشہور میان جمہور آنست کہ افادہ دوام و استمرار میکند انتہی پس جبکہ لفظ کان سی ثبوت دوام کا بخوبی ثابت ہو گیا تو حدیث متعتان کا تمامی جمیع عہد آنحضرت مراد لینا سراسر باطل ہی عاقل خبیر پر ظاہر ہے کہ روایت حلت متعہ کی اون صحابیوں سی منقول ہے کہ قائل کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی البیوت سی بدرجہ اعلم تہی مثل مولانا امیر المؤمنین علی ع و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن مسعود و جابر

[illegible]

بن عبداللہ و عبداللہ بن عمرو و عمران بن الحصین وغیرہم پس کیونکر یقین حاصل ہو سکتا ہی کہ باوجود علم مع اکابر صحابہ
از زمانہ رسولخدا تا زمانہ خلافت ابی بکر و صدر من خلافت عمر ایسا کلی مسئلہ جزئیہ سی واقفیت نہ رکھتی ہوں اور عمر
باوجود قائل کل الناس کی اس مسئلہ سی واقف تھے اور اوسکو خبر نسخ کی پہونچی اور یہ خبر دینی ہیں اور لیاقت سی کھلاتی ایسے
روایت جو کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سی ہے ملاحظہ کیجئے بعد اسکی بہت سی حدیثیں جو کہ اونحضرت سی اور اکابر صحابہ
منقول ہیں آگی ذکر کرونگا مستصفی امام غزالی میں مذکور ہی قال جریر بن کلیب رأیت عمر ینہی عن المتعۃ و
علیا رضی اللہ عنہ یأمر بہا فقلت ان بینکما لشیئا فقال ما بیننا الا خیر لکن خیرنا اتبعنا لہذا الدین انتہی
یعنی کہا جریر بن کلیب نے کہ دیکھا میں نے عمر کو کہ منع کرتا ہی متعہ سی اور علی حکم فرماتی ہیں ساتھ اوسکی پس کہا میں نے کہ درمیان
تم دونو کی شر ہی پس فرمایا اونحضرت نے نہیں ہی درمیان میری مگر خیر اور بہتر ہمارا وہ ہی کہ تابع تر ہیں اس دین کا
ہی انتہی سبحان اللہ آفرین ہی ان خلیفہ ثانی پر کہ باوجود اعتراف لولا علی لہلک عمر کی اونکی ارشاد کو احری بالقبول
جانتی ہیں اور جناب مولانا امیر المومنین یعسوب الدین کہ باقرار صنادید علمای اہلسنت کی اعلم صحابہ تھی اور جناب ابن
عباس کہ سردار مفسرین تھی شاگرد ان اونحضرت سی تھی اونکی ارشاد فیض بنیاد کو نہیں مانتی اور یہی اس خیال باطل کی
لئی یہ روایت جو ذکر کرتا ہوں کافی ہے روی الحمیدی فی الجمع بین الصحیحین فی مسند ابی موسی الاشعری
عن ابراہیم بن ابی موسی ان اباہ کان یفتی بالمتعۃ فقال لہ رجل رویدک ببعض فتیاک فانک لا تدری ما
احدث امیر المومنین فی النسک بعد فلقیہ بعد ذلک فسألہ فقال عمر قد علمت ان النبی قد فعلہ و
اصحابہ ولکن کرہت ان یظلوا معرسین بہن فی الاراک ثم یروحون فی الحج تقطر رؤسہم انتہی حاصل
معنی اس عبارت کا یہ ہی کہ ابو موسی باپ ابراہیم کا فتوی دیتا تھا کہ متعہ حلال ہی پس کہا اوس سی ایک مرد نی کہ تو کہ چھوڑ اپنی بعض فتوی کو کیونکہ تو
نہیں جانتا کہ جو کچھ احداث کیا ہی امیر المومنین یعنی عمر ابن الخطاب نے امور دین اور عبادت میں پس ملا ابو موسی عمر بن
الخطاب سی ملاقات کی اور پوچھا پس کہا عمر نے کہ میں جانتا ہوں کہ پیغمبر خدا اور اونکی اصحاب نے تحقیق متعہ کیا تھا
لیکن میں مکروہ جانتا ہوں کہ مسلمین ہو جائیں جماع کرنیوالی بیچ مقام اراک کی اور بعد اسکی جائیں حج میں اور
حالتیکہ پانی ٹپکاتی ہوں سر اونکی تازہ غسل کرکی تر بونسی پانی ٹپکاتی ہو نہ جائیں انتہی معنا مختصرا پس
کہ اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عمر نی حج تمتع کو حرام کیا اسلئی کہ کراہت سی مراد حرمت ہی اور یہ
ہی خصوصا اس جگہہ پر اس جہت سی کہ اگر تحریم مراد نہ ہو تو تناقض ہوتا ہی اسمیں اور احرمہما میں اور صورت
جمع کی یہی ہی کہ کراہت سی مراد حرمت تھا ہو ویسے خصوصا اس جگہہ پر اس جہت سی کہ اگر تحریم

مراد نہو تو تناقض ہوتا ہی اسمین اور اعتراض بہا ہین اور صورت جمع کی یہہ ہی کہ کراہت سی معنی لغوی لیکر حرمت قصد کرین ورنہ اہتمام خلیفہ صاحب کا ساتہ وعید برجم و ضرب عقاب کے کہ اکثر کتب اہلسنت مین مذکور ہی بالکل بیکار ہوجایگا پس مولوی رشید الدین خان نے جو شوکت عمریہ مین بیچ جواب رسالہ تنبیہ شیعہ کے لکہا ہی کہ درین حدیث متعۃ الحج بمعنی قسم ثالث مراد ہست کہ حضرت عمر انکار با وجود قول مشروعیت آن منقول نیست انتہی مردود ہی اسلئے کہ قسم ثالث متعۃ الحج کی جو مولوی رشید الدین خان نے کتاب مذکور مین بیان کیا ہی وہ یہہ ہے کہ عمرہ کو اشہر حج مین ادا کرین اور اوسی سال مین حج کو بجا لائین پس اوسکی یہہ کہتی ہین کہ اسی لان خلاف افضلیت اور مفضولیت مین اسکی درمیان علماء اہلسنت کی باقی ہے قال الرازی فی التفسیر الکبیر اختلف الناس فی الافضل من هذه الثلثة فقال الشافعی افضلها الافراد ثم التمتع ثم القران و قال فی اختلاف الحدیث التمتع افضل من الافراد و به قال مالک و قال ابو حنیفة القران افضل ثم الافراد و هو قول المزنی و ابی اسحق المروزی من اصحابنا و قال ابو یوسف و محمد القران افضل ثم التمتع ثم الافراد انتهی پس اس اختلاف سی معلوم ہوتا ہی کہ خلیفہ ثانی کا قول باب افضلیت حج تمتع مین علماء اہلسنت کے نزدیک بہی معتبر نہین ہی اور ثانیا یہہ کہ لفظ نہی المتعۃ سے معلوم ہوتا ہی کہ ابو موسی فتوی حلت متعہ کا دیتا تہا پس اسکی مقابل مین جو عمر نی کہا کہ کراہت اسکی ظاہر کر اور نفی اوسکی حلت کی کرے و سیجیئ تفصیل هذا البحث اور مخفی نہی کہ حدیث مذکور مین لفظ انک لا تدری ما احدث امیر المؤمنین فی گریبان خلیفہ ثانی کا پکڑ رہا ہی کہ وہ دین مین احداث اور ابداع کرتی ہین پس یہہ فرمائی کہ یہہ حدیث کس سبب پر مؤید ہی اور کسکی قول کی تائید کرتی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار جناب قدسی القاب حضرت رسالتمآب کہ جسکے شان مین ما ینطق عن الهوی نازل ہوئی جس فعل کو عمل مین لائین اور اصحاب کو اوسکی عمل کرنیکی واسطی حکم فرمائین خلیفہ ثانی اوسکو مکروہ جانین یہہ بات کسقدر عجیب ہے اور بہی احمد بن حنبل نی اپنے مسند مین عمران بن حصین سے روایت کی ہی قال انزلت متعة النساء فی کتاب الله تعالی و عملناها و فعلناها مع النبی و لم ینزل القران بحرمته و لم ینه عنها حتی مات یعنی کہا عمران بن حصین نے کہ نازل ہوا متعہ نساء قرآن شریف مین اور ہمنی اوسکو بجا لائے اور کیا ہمنی ساتہہ نبی ص کی اور قرآن نازل نہین ہوا اوسکی حرمت مین اور نہ پیغمبر نی وقت وفات تک اوس سے نہی فرمائی اب دیدہ انصاف کہولی ہوشکی باتین کیجیئی کعبہ حق سے منحرف نہ ہوجیئی قائل تحریم متعہ پر اعتماد نلائی کچہہ تو خوف خدا کیجیئی روز جزا سی ڈری اور کچہہ ہوا طلاقت ہو تو دکہائی مولیان شاہ دہ انصاف کی ہاتہہ سی اب آپ نکل جانی نہین پاتی اور [illegible] بہی کہ

کہ بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ انا انہی عنہما و اعاقب علیہما اسلئی کہ عقاب کرنا اوسپر خلاف ہے مذہب شافعی کے
کہ اوسنی کہا ہی نکاح متعہ کا حرام ہی لیکن اوسپر حد نہین کما قال الفاضل روزبہان فی ابطال الباطل و ہکذا عبارۃ
مذہب الشافعی ان نکاح المتعۃ حرام لکن لاحد فیہ اور صحیح مسلم مین مطرف سی روایت کی ہی کہ عمران بن
حصین نے کہا کہ آج ایک حدیث مین تجہسی نقل کرتا ہون شاید خداوند عالم تجہکو اوس سے منتفع کری بعد میری پس اگر
مین زندہ رہون تو تو اسکو چہپانا اور اگر اس دار فانی سے چلا جاؤن تو کہہ دینا جس سے چاہنا جان تو کہ رسولخدا
نی حکم کیا عمرہ کا ایک گروہ کی تئین بیچ عشرہ ذی الحجہ کی اور کوئی آیت اسطرحکی نازل نہین ہوئی کہ اس حکم کو نسخ کری
اور رسولخدا نی اوسسی منع نہین فرمایا یہانتک کہ اس دنیا سی تشریف لی گئی بعد اوسکی ایک مرد نی اپنی رای
سی جو کچہہ چاہا کہا قال محی الدین النووی فی شرح مسلم قال رجل برایہ یعنی عمر بن الخطاب اسی
طرحسی اور کتابون مین بہت سی روایتین مذکور ہین اب ہم آپکو قسم دیتی ہین حق فاروق حق و باطل کی کہ انصاف
سی فرمائیے کہ اس حدیث سی کیا مفہوم ہوتا ہی آیا حکم فرمانا رسولخدا کا واسطی حج تمتع کی اور نہ نازل ہونا کسی
آیت کا کہ اس حکم کو نسخ کری دلیل حرمت ہی یا حلت اور بعض فضلای اہل سنت اسکے جواب مین جو یہہ لکہتے
ہین کہ انکار عمران بن حصین کا حضرت عمر پر اس جہت سی ہی کہ خود اوسنی فعل پیغمبر خدا سی جواز حج تمتع کا
مطلقا سمجہا تہا اور ظاہر ہی کہ فہم عمران کا حضرت عمر پر حجت نہین تو ہم یہہ کہتی ہین کہ یہہ قول اوسکا کئی وجہ سے
باطل ہے ایک یہہ کہ مراد عمران کی اس مقام پر حج تمتع ہی فسخ حج الی العمرہ نہین ہے اسلئی کہ متبادر اطلاق سی معنے
اول ہوتی ہین اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالی بیان ہوگی اور دوسری یہہ کہ عمران بن حصین نے جو مطرف سی
کہا کہ اس حدیث کو تو چہپانا اور مادام الحیوۃ کسی سے نہ کہنا تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ عمر سی ڈرتا تہا کیونکہ اوسنی
منبر پر کہا تہا متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلعم و انا احرمہما و اعاقب علیہما اب معلوم ہوا کہ عمران
بن حصین نے تقیہ کیا پس ہم آپ سی پوچہتی ہین کہ اس تقیہ کو کس امر پر محمول کیجئی گا و انی لک ان تبین جوابہ اور
تیسری یہہ کہ اختلاف مجتہدین کا جب ہوتا ہی تو ہر ایک اپنی لئی ایک سند قرار دیتا ہی تو یہہ جایز نہین ہوتا کہ اس
طرحسی کہی لم ینزل فی کتاب اللہ ولا سنۃ قال رجل برایہ ما شاء پس عمران بن حصین کے کہنی سے معلوم
ہوتا ہی کہ خلیفہ صاحب نے اپنی رای سی تشریع اور بدعت کی جسکا سند کچہہ نہین ہی پس آپنی جو کہا کہ معنے
کنا نتمتع علی عہد رسول اللہ کی یہہ ہین کہ دو متعہ بعض عہدین جناب رسالتمآب کی تہے اور اوسکی خبر نسخ کی لوگون کو
نہ پہونچی تہی بالکل باطل اور بیکار ہوگیا اگرچہ اس حدیث سی ثبوت متعۃ الحج کا ہی اور ثبوت متعۃ النساء کا

اس سے نہیں ہوتا مگر صرف ان کہ خلیفہ ثانی تھے دونو شعر انکو اپنی قول میں ذکر کیا ہی پس ایک کی ثبوت سی دوسری
کا ثبوت بھی ہو جائیگا کما لا یخفی علی من لہ ادنی فطانۃ اور مسلم نے مروان بن الحکم سی روایت کی ہے کہ نزاع
واقع ہوئی درمیان علی علیہ السلام او عثمان کی اسلئی کہ عثمان منع کرتا تھا لوگوں کو حج تمتع سی جبکہ
حضرت امیر نے اس امر کو سنا پس آپنے صدا بلند فرمائی ساتھہ تلبیہ عمرہ تمتع کی اور کہا لبیک بعمرہ وحجۃ عثمان
نے کہا ہم آدمیونکو منع کرتے ہیں حج تمتع سی اور تو تصریح کرتا ہی خلاف ہماری قول حضرت نے فرمایا کہ میں
کسی کے کہنی سی اپنی تا ہونکو سنت رسولخدا سی نہ اوٹھاونگا یہہ حدیث نہ اس قدر مشہور ہی کہ کوئی اسکا انکا
ر سکی کما فی الجمع بین الصحیحین ان عثمان و علیا اجتمعا ونہی عثمان عن المتعۃ وفعلہا امیر المؤمنین وام
بعمرۃ التمتع فقال عثمان انہی الناس وانت تفعلہ فقال امیر المؤمنین ما کنت لادع سنۃ رسول اللہ
بقول احد بڑی حیرت کی بات ہی کہ نفس رسول کہ جسکے شان میں انا مدینۃ العلم و علی بابہا رسولخدا ارشاد
فرمائیں اونکی ارشاد فیض بنیاد پر صاد دیا اہل سنت عمل نہ کریں او عثمان محرف القرآن کی اقوال کو قبول
کریں حالانکہ کتب سیر وتواریخ مثل روضۃ الاحباب وغیرہ سی عثمان یعنی واماندگی صاحب ہما کی کلام سی اور
بد حافظہ ہونا اونکا ثابت ہی فی احقاق الحق روی عنہ فی روضۃ الاحباب وغیرہ انہ کان فی سوء الحفظ
والعی الی غایۃ یعجز عن قراۃ خطبۃ ہیاہا لاول یوم صعد علی منبر الخلافۃ حیث قال
بسم اللہ الرحمن الرحیم ایہا الناس سیجعل اللہ بعد عسر یسرا و بعد عی نطقا و فی روایۃ انہ نسی
بسم اللہ الرحمن الرحیم ایضا فقال الحمد للہ واسند علیہ طریق التکلم و فی تفسیر الثعلبی فی
قولہ تعالی ان ہذان لساحران قال عثمان ان فی المصحف لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہم فقیل
الا تغیرہ فقال دعوہ فلا یحلل حراما ولا یحرم حلالا یعنی تفسیر ثعلبی میں لکھا ہی کہ عثمان نے کہا
کہ قول حق سبحانہ تعالی کا ان ہذان لساحران اسمیں غلطی اعراب کی او خطا ہی قول میں اور اسکو عرب اپنی
زبان میں مستقیم معلوم کیا ہی پس کہا اوسکے لوگوں نے کہ کیا تم اوسی بدل نہ دوگی کہا عثمان نے کہ چھوڑ دو اوسے
کیونکہ وہ لحن نہیں حلال کرتا ہی حرام کو اور نہیں حرام کرتا ہی حلال کو انتہی ترجمہ سچ ہی کہ حضرت عثمان نے
قرآن میں خطا نکالی تو باب مدینہ علم سی منازعت کرنا اور انکی خلاف عمل میں لانا بہت سہل ہے اندک غور
کرو تو حجت خدا کی اس کلام سی خود اون پر اور اونکے توابع پر تمام ہوئی ہے کہ خود معترف ہیں کہ لحن
کلام سی حلال کی تحریم اور حرام کی تحلیل ہو اوسی بدلنا چاہیئی اور ساتھہ اسکی دو متعہ حلال سے نہی کی اور اوہ

اوسپر صبر ہی فعلیکم بالانصاف وایاکم والاعتساف کجا امام الانس والجان کجا عثمان ابن عفان کجا قرین قران

کجا ستسطر ان ہذان لساحران ہرچند کہ یہہ مقام مطاعن عثمان کا نہ تہا مگر چونکہ طعن اونہین کی کلام سی مستنبط

ہوا لطفلا لکہا گیا اور اسمقام مین ایک نکتہ باریک ہی کہ لوگون نی جو عثمان سی کہا الا تغیرہ یعنی قران مین

کیون نہین تغیر دی اسسے یہہ امر معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ حضرت عثمان کو مغیر قران اور محرف فرقان جانتے

تہی ف اس جگہہ ایک لطیفہ ہی کہ فاضل روزبہان نی ثعلبی کی عبارت جو نقل کی گئی ہے اوسکی جواب مین

اسطرحسی لکہا ہی کہ وما عد تصحیح لفظ القران لانہ کان یجب علیہ متابعۃ صورۃ الخط وہکذا کان

مکتوبا فی المصاحف لم یکن التغیر لہ جائزا فترکہ لانہ لغۃ بعض العرب یعنی عثمان نی جو لفظ قرانکو

صحیح نہین کیا اسکی وجہہ یہہ ہی کہ اوسپر واجب تہی موافقت صورت خط کی اور اسی طور سی مصحفون مین لکہا تہا

اور تغیر دینا اوسکو جائز نہین تہا پس چہوڑ دیا اوسنی اسواسطیکہ وہ لغۃ بعض عرب کے بہی تہی حاصلہ پس اہل

انصاف دیکہین کہ اس فاضل نے طعن عثمان سی کیسا اعتراض کیا ہی اسلئی کہ عثمان پر جو طعن وارد ہی وہ یہہ ہے

کہ اوسنی ترانکو مشتمل لحن کے کیا کہ یہہ لحن مخل بالفصاحۃ ہی اور یہہ ناصبی اسمین سی اپنی آنکہونکو چہپا کے

متعرض ہوتا ہی کہ عثمان نی ترک کیا تغیر کو اور اصلاح کو اسواسطیکہ اوسپر واجب تہی متابعت خط کی سوال از آسمان

جواب از ریسمان اسیکو کہتی ہین اور یہہ جواب ناصبی کا بہت مشابہ ہی اوس جواب کے کہ جو اہل خراسان نی سوال

مین ماوراء النہر کی لکہا تہا سوال اول اہل ماوراء النہر کیا وجہ ہی کہ جب تیرانداز تیر نشانہ پر لگاتا ہی تو ایک

آنکہہ کو بند رکہتا ہی سوال دویم کیا وجہ ہی کہ طائر لق لق جب کہڑا ہوتا ہی تو ایک پیر کو اپنی اوٹہائی رہتا ہے

پس اہل خراسان نی ان دونو سوالونکا جواب اسطرح پر لکہا کہ اگر تیرانداز دوسری آنکہہ کو چہپالی تو کچہہ نہ دیکہے

اور طائر لق لق اگر دوسری پیر کو بہی اوٹہالی تو زمین پر گر پڑی مصنف طعن لسان سی ہم کہتی ہین کہ

اس حکایت کو ملاحظہ فرماوی اور ملعون اپنی شرمندہ ہووی اور بعض فضلای اہلسنت نی ہمہ حدیث جو

صحیحین سے نقل کی گئی واسطی ثبوت حلت متعۃ الحج کی کہ درمیان جناب علی مرتضی علیہ السلام اور عثمان

کی عسفان مین نزاع واقع ہوئی اوسکا جواب اسطرح پر لکہا کہ نزاع ہونی سے یہہ لازم نہین آتا کہ قول علی کا

حق نہین کیونکہ یہہ محل اختلاف ہے اور ہر شخص موافق اپنی اجتہاد کی عمل کرتا ہی اور مجتہد کو مجتہد پر اعتراض نہین

ہی پس اسکا جواب یہہ ہی کہ اہلیت اجتہاد ثابت نہین اگر فرض ہے ہو تو جب حضرت امیر نی ارشاد فرمایا

کہ سنت رسول خدا کو کسیکی کہنی سی ہم ترک نہین کرینگے تو حضرت عثمان کو لازم تہا کہ نص کے مقابلہ مین

اجتہاد سے باز آتے خواہ اپنے اجتہاد پر کچھہ دلیل لاتے خواہ نص کے صحت مین کلام کرتے وا ویلس قلیلس اور مقام
حیرت ہے کہ سناد یہ علماء اہلسنت ارشاد حضرت امیر المومنین پر عمل نہین فرماتے اور حدیث علی مع الحق والحق مع
علی کے یاد نہین کرتے جب حضرت کے فرمانے سے ثابت ہوا کہ تمتع سنت رسول الثقلین ہے پس ہمین گنجایش
اجتہاد اور اختلاف کے باقی نہ رہی وہل بعد السنۃ الا البدعۃ اور خاطی کھنا العیاذ باللہ جناب ولایت مآب کو جسکی
جنت ہونے پر فریقین گواہی دیتے ہین البتہ کفر ہے پس ثابت ہوا کہ یہہ اختلاف قبیل مجتہدین سے مسایل اجتہادیہ
مین نہین بلکہ قول جناب امیر المومنین سے کہ ماکنت لادع سنۃ رسول اللہ بقول احد معلوم ہوتا ہے کہ عثمان مخالف
سنت نبی کی کہتا تھا کہ تمتع حرام ہے فخر رازی امام اہلسنت نے کتاب اربعین مین لکھا ہے جانب شیعہ سے کہ علی ابن ابیطالب
صلوات اللہ علیہ اعلم صحابہ کے تھے بدلیل اجمالی و تفصیلی اما اجمالا اسواسطے کہ کسی نے نزاع نہین کی کہ اصل خلقت
مین وہ حضرت نہایت ذہن و ذکا اور جودت فکر و استعداد طلب علم مین رکھتے تھے اور رسول اللہ کہ افضل
فاضلون کے تھے اور داناتر عالمون کے تھے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کو کمال رغبت تحصیل علم مین تھی اور
جناب رسالتماب نہایت کوشش تربیت مین اونکی رشید ہونے مین کرتے تھے اور علی نے طفولیت مین ہی
حضرت کی گود مین تربیت پائی تھی اور جوانی مین داماد اونکے ہوئے اور سب وقتون مین نزدیک اونکے حاضر
تھے اور معلوم ہے کہ ایسے شاگرد نے ایسے استاد کی خدمت مین ساتھہ ان خصوصیات کے کسقدر علم حاصل کیا ہوگا
اور کس مراتب کمال کو پہونچے ہونگے اور لیکن ابو بکر سن پیری مین بخدمت آنحضرت کی پہونچا تھا اور اس
وقت مین بھی شبانہ روز مین ایکبار حاضر ہوتا تھا اور خلوت میسر نہوتی تھی بلکہ زمانہ ملاقات کا بہت قلیل
ہوتا تھا اور علم بچپنے مین مانند نقش کے ہے اوپر پتھر کے کہ برطرف نہین ہوتا اور علم بڑہاپے مین مانند نقش
کے ہے اوپر ہتیلی کے کہ ساتھہ تھوڑے سبب کے دور ہوجاتا ہے پس اس مجمل سے ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام
داناتر تھے ابو بکر سے اور دلائل تفصیلے پہلی دلیل یہہ ہے کہ علی کی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی تعیہا اذن
واعیۃ یعنی حفظ کرتے ہین اوسکو وہ کان جو کبھی فراموش نہین کرتے اور ہرگاہ کہ گوش آنحضرت کی ساتھہ
اس صفت کے مخصوص ہوئے پس دانائی آپکی ثابت ہوئی اور دوسری دلیل یہہ ہے کہ حضرت رسول صلعم نے
فرمایا اقضاکم علی اسواسطے کہ قضا محتاج ہے سب علمون کے اور ہرگاہ قضا مین سب سے منصوص ہوئے تو بہتر ہوے
پھر سب عالمون سے بہتر ہوئے اور تیسری دلیل یہہ ہے کہ عمر نے چند مرتبہ احکام مین غلطی کی اور اونکو آنحضرت
نے آگاہ کیا اور اس بات مین اونسے چند قصہ ذکر کئے ہین کہ اونکا ذکر باعث طول ہوگا اور بعد اسکے کہنا

کہتا ہی کہ مانند اس قضا کی اور خطا کی غیر علی سی بہت ہوئی ہین اور آنحضرت کو ایسا اتفاق نہین پڑا کہ کبہی خطا کی
ہوا اور چوتہی دلیل یہہ ہی کہ وہ حضرت فرماتی تہی کہ اگر منصب خلافت واسطی میری مہیا ہوتا اور مسند حکومت
آمادہ ہوتی ہر آئینہ حکم کرتا مین اہل توریت کو توریت سی اور اہل انجیل کو انجیل سی اور اہل زبور کو زبور سی اور اہل فرقان
کو فرقان سی واللہ کوئی آیہ نازل نہین ہوا ہی صحرا مین یا دریا مین یا کوہ مین یا آسمان مین یا زمین مین یا شب
مین یا روز مین مگر یہہ کہ مین جانتا ہون کہ کسکے شان مین نازل ہوا ہے اور کسکی واسطی آیا ہی دلیل پانچوین یہہ
کہ بہترین علوم سی علم اصول دین اور علم معرفت خدا ہی اور خطبہا و مقالات اوس حضرت کی مشتمل ہین اسرار
توحید و عدل و نبوت اور قضا اور قدر و معاد پر اسقدر کہ کلام صحابہ مین شمہ اوسکا پایا نہین جاتا اور یہی سبب فرقہ
متکلمین کے علم کلام مین منسوب اونکی طرف ہین جیسا کہ معتزلہ اپنی تئین خود نسبت دیتی ہین حضرت کی طرف
اور اشعریہ سب منسوب ہین اشعری کے طرف اور وہ شاگرد ابی علی جبائی معتزلی کا تہا اور وہ منسوب ہے
طرف ابن حنبل کے اور منسوب ہونا شیعہ کا اوس حضرت کے جانب خود ظاہر ہے اور خوارج باوجود عداوت کی پیرو
ہین اپنی بزرگون کی اور وہ شاگردان اوس حضرت سی تہی پس ثابت ہوا کہ تمام فرقہ متکلمین کا افضل فرقہای
اسلام سی ہین شاگرد اوس حضرت کے ہین اور علم تفسیر کا یہہ حال ہی کہ سردار مفسرین کی جناب ابن عباس ہین اور
وہ شاگردان اوس حضرت سی تہی اور از جملہ علوم علم فقہ ہی اور اسمین حضرت اس درجہ پہونچی تہے کہ حضرت رسول
نی شان مین اونکی فرمایا کہ اقضاکم علی اور جملہ علوم سی علم فصاحت ہے اور معلوم ہی کہ کوئی فصحا سی کہ بعد اونکے
ہوئی ہی تہوڑی سے مرتبہ کو اونکی نہین پہونچی اور علوم سی علم نحو ہی اور معلوم ہی کہ ابو الاسود جمع کرنیوالا
اس علم کا تہا اور وہ بارشاد اوس حضرت کے اس علم کا عالم ہوا اور جملہ علوم سی تصفیہ باطن کا ہی اور معلوم ہے
کہ نسبت اس علم کی اونکی طرف تہی اور انہین علوم سی ایک علم شجاعت اور ہتہیار باندہنی کا ہی اور معلوم ہے
کہ نسبت اس علم کی بہی اونہین حضرت کے طرف پہونچتی ہے پس ثابت ہوا کہ بعد پیغمبر خدا کی استاد تمام
عالم کی تہے سب صنعتون مین اور ہرگاہ کہ ثابت ہوا کہ وہ داناتر سبسے ہین پس واجب ہے کہ وہ افضل ہون
تمام عالم سی جسطرحسی کہ حق تعالی فرماتا ہی هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی آیا برابر
ہین وہ لوگ کہ علم رکہتی ہین اور وہ لوگ کہ نہین علم رکہتی ہین اور فرماتا ہی یرفع اللہ الذین آمنوا
منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنی بلند کرتا ہی خدا اون لوگونکو کہ ایمان لائی ہین اور وہ لوگ کہ
دی گئی ہین علم کی مرتبون مین انتہی بعد اسکی فخر الدین رازی نی اسکے جواب مین عاجز ہوکر اسطرح سے

بمال بجائز لکہا ہی اما الحجۃ الثالثۃ وھی ان علیا کان اعلم قلنا لم لا یجوز ان یقال انہ حصلت
لہ ھذہ العلوم کلہا بعد ابی بکر وذلک لانہ عاش بعدہ زمانا طویلا فلعلہ حصلہ فی
ھذہ المدۃ فلم قلتم انہ فی زمان وجود ابی بکر رض کان اعلم منہ انتہی اور یہہ اسکا جواب مین ایسا ہے
کہ خود اسکی کلام سی ظاہر ہوتا ہی اسلیئے کہ آیہ تعیہا اذن واعیۃ مخالف رسول کی نزدیک آنحضرت کی
شان مین زمان وجود ابی بکر مین نازل ہوا اور وہ اہلبیت جناب لاثما ب پر اول دلایل ہے پہر یہہ احتمال
کہ جایز ہی کہ بعد ابی بکر کی جمیع علوم باب مدینۃ العلم کو حاصل ہوئی ہوون محض تکابر ہی علاوہ اسکی جب خود
ابی بکر نی کہا کہ اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم وعلی فیکم تو پہر اس احتمال کی گنجایش کہان باقی ہی اب ان
دلایل کو ملاحظہ کیجیئے کہ صاف دلالت کرتی ہین اسامر پر کہ آنحضرت سب صحابیون سی اعلم تہی پس عقل
عاقل ہرگز باور نہین کرتی کہ متعۃ الحج کی نسخ کی خبر جناب لاثماب کو نہ معلوم ہوئی ہو اور جب روایات
سنیہ سی ثابت ہوا کہ متعۃ الحج کو بعد وفات جناب رسول خدا کی بہی حضرت امیر بجا لائی اور فرمایا کہ مین سنت
کو ترک نہ کرونگا کسی کے کہنی سی تو متیقن ہوا کہ تمتع ہرگز منسوخ نہین ہوا خلیفہ ثانی نے تحریم کو اختراع کیا
اب اگر اہلسنت بغور انصاف اپنی روایات کو دیکہینگے اور راہ کجی پر قدم نہ رکہینگے تو دونو متعو نکی حرمت
کا انکار نہ کرینگی اور یہہ جو آپنی ارشاد فرمایا کہ اس حدیث مین متعتان محللتان کہان ہے جسکی ترجمہ مین ارشاد
ہوتا ہی کہ دو متعی زمانہ پیغمبر خدا مین حلال تہے اور مین اونکو حرام کرتا ہون پس یہہ کہنا آپکا خالی از جہل یا
تجاہل نہین ہی کسواسطی کہ آپ خود معترف ہین کہ متعہ بعض عہد رسول خدا مین حلال تہا بعد اسکی پہر منسوخ
ہوگیا اب آپکو اسکی ترجمہ مین یہہ کہنا ضرور پڑا کہ متعتان محللتان فی بعض عہدہ یہہ اعتراض خود آپ ہی پر
عاید ہوگیا کہ اس حدیث مین متعتان محللتان کہان ہی کہ جسکی ترجمہ مین یہہ ارشاد ہوتا ہی ان ہذا الشیء عجاب
لا یلیق بذوی الالباب علاوہ اسکی کہتا ہون کہ تفسیر کبیر مین فخر الدین رازی نے اس عبارت سی نقل کیا ہے
روی ان عمر قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین فی عہد رسول اللہ ص وانا انہی عنہما متعۃ
الحج ومتعۃ النکاح انتہی اس عبارت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ دونو متعی عہد پیغمبر خدا مین حلال تہی کہ لفظ
مشروعتین کا اس معنی پر دال ہے قولہ اور دلیل حرمت متعۃ النسا پر وہی قیود ثلثہ اور آیہ محکمہ یا ضیلا الا علی ازواجہم الا آیۃ
اور احادیث آتیہ اور ارشاد جناب عمر کہ واللہ اللہم انی لا احل لہم شیئا حرمت علیہم ولا احرم
شیئا احللتہ اقول قیود ثلثہ جو آپنی سابق مین ذکر کئی ہین وہ یہی ہین کہ خدا وند تعالی نی بعد ذکر

ذکر محرمات کے اون عورتوں کا ذکر جنہیں اپنے نکاح حلال ہے اسطرح پر کہ واحل لکم الآیہ مگر کئی قید ونکی ایک ان
تبتغوا باموالکم یعنی مال دینا قبول کرو مہر اور نفقہ میں دوسری محصنین غیر مسافحین یعنے قید میں لانیکی طرح
ہوستی نکالنی کو نہ ہو ہا انکی ہمیشہ وہ عورت اسے مخصوص ہو جاتی اسکی چہوڑی بغیر نہ چہوٹی یعنی مدت کا ذکر نہ ہوا
مہینے تک یا برس تک یہ اور تیسری سورہ نساء میں اور یہان ہی لونڈیوں کی نکاح میں کہیں یاری ہو لوگ شاہد
ہوں کہ کسی کم دو مرد یا ایک مرد دو عورت اور مجموع ان شرطوں کا غیر منکوحہ اور غیر ملک یمین میں مفقود ہی کیونکہ
تحلیل الفروج اور اعارۃ الفروج تو سود وکسے متعہ میں یا حلوائی سپے دو داور متعہ میں احصان نہیں متعہ کا
بہی معمول ہے کہ ہر ماہ یا یاری اور ہر سال در نکاری رہا کرتی ہی انہی میں کہتا ہوں یہہ تینوں قیدیں آیات
مذکورہ میں کسے مفسرین نی استخراج نہیں کیا آپ ازپیش خود تفسیر بالرای کرتی ہین عیاذا باللہ من ذلک
اگر ان تبتغوا سی تحلیل الفروج خارج ہو جاتی تو جانا ہی کہ وہ نکاح کہ جسکی مہر میں منفعت مقرر ہوئے
ہی وہ بہی خارج ہو جاتی کما مر تفصیلہ اور اگر آپ تفاسیر کیطرف رجوع کریں تو سمجہینگے کہ مفسرین نے
محصنین کے معنی متعففین لکہے ہیں اور اہل لغت نی متزوجین بہی لکہی ہیں قید کرنی کے معنی اور
مدت کے مذکور نہونی کے معنی کسی تفسیر میں دیکہی نہیں گئی اگر آپ نی دیکہی ہوں تو نام کتاب کا اور مصنف
کا بتائی اب ہمکو ضرور ہی کہ نفی احصان کی ابطال کے واسطے امام فخر الدین رازی کا قول کہ جو تفسیر کبیر میں
ہی ذکر کریں ہو شمس منہ قال فخر الدین استدلت الامامیۃ علی حل المتعۃ بقولہ تعالی واحل
لکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین الآیۃ فان الابتغاء یتناول من ابتغی الوقت کالموقت
بل هو اشبه بالمراد لانه علقه على مجرد الابتغاء والمؤقتة لا يحل عند الخصام الا بولي وشهود
ثم اورد عليه نقلا عن ابي بكر الرازي بان المراد بالتحليل في قوله تعالى
لكن المراد بالنص هنالك هو النكاح المؤبد لانه تعالى قال محصنين ولا احصان في المتعة ويقوله
تعالى غير مسافحين والمتعة لا يراد بها الا سفح الماء ولا يطلب فيه الولد ثم اجاب عنه بان المراد
من اهذه الاحصان المذكورة وهو شامل للمتعة ولا تدافع بينه وبين مورد النص ههنا
ثم قال فخر الدين واما قوله دليل على ان الاحصان لا يكون الا بالمؤبد والمقصود من المتعة
الماء بطريق شرعي ماذون فيه فلم قلتم ان المتعة ليس ماذونا فيها ثم قال فظهر ان الكلام في
المتعة نقل عنه انتهى ما اردنا حاصل مضمون جواب كا يه ہی کہ نہیں قایم ہوئی کوئی دلیل اوپر اس امر

کہ احصان فقط سو بیوی میں ہوتا ہی اور مقصود متعہ سی کرانا پانیکا بطریق شرع ہی کہ اوسمین اذن دیا گیا ہی پس کسو اسطی
کہا تمنی کہ متعہ میں اذن نہیں ہی بعید آپکی فخر الدین رازی نے اس کلام ابو بکر رازی پر اعتماد نہ کرکی کہا کہ متعہ فعل
حرام کا ہی اور اس عبارت سی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اگر کہین کہ احصان متعہ میں نہیں ہوتا ہی اور اسمین تحقیق آب بطریق
شرع نہیں ہی تو یہہ دعوی بلا دلیل ہی اور احادیث جو حلت متعہ میں وارد ہین وہ صحیح نہیں ہین سو یہ اس مقال
کا یہہ ہی کہ شارع سو طاصح ہی کہ تحریم متعہ کی کتاب الٰہی سے ثابت نہیں ہی فی شرح الموطا للامام محمد الزرقانی
هکذا ومن ثم جاء الخلاف فی من نکح نکاح المتعة هل علیه الحد لشبهة العقد وللخلاف المتقدم
فیه ولانه لیس من تحریم القرآن ولکنه یعاقب عقوبة شدیدة انتهی باقی رہی شہادت تو اوسکا جواب
یہی ہے سن لیجیی جملہ فقہاء عامہ سی جو داؤد ہی کہ وہ شرط نہیں کرتا عقد نکاح میں شاہدین کی اور یہی جناب حق سبحانہ وتعالی نے
نے حکم کیا ہی واسطی نکاح کی اپنی کتاب میں کئی مقام پر مگر شرط شاہدین کی کہیں نہیں ذکر کی اگر شرط ہوتی تو جناب
باری ذکر کردیتا علاوہ اسکی اختلاف واقع ہی درمیان ابی حنیفہ اور مالک کے مالک شرط شاہدین کی نہیں کرتا اور
ابی حنیفہ شرط کرتا ہی پس مالک جو کہیگا وہی ہم بھی کہینگے اس بیان سی معلوم ہوا کہ مراد محصنین غیر مسافحین سے
یہہ ہی کہ عقد اور نکاح درمیان ہو کہ بسبب اوس عقد کی عفیف ہوجائی اسطرح سے کہ جبتک عقد میں ہو یہہ زنا سے
باز رہی اور اوسکا دوسرا کوئی متصرف نہو اور یہہ معنی متعہ میں جبتک کہ مدت باقی ہے اور نکاح میں جبتک کہ
طلاق واقع نہیں ہوا اور جواری میں جبتک کہ آزاد نہیں کیا موجود ہی جیسا کہ عاقل خبیر پر ظاہر و آشکار ہی باقی
رہی آیہ محکمہ یعنی کہ الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم فانهم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلك فاولئك هم
العادون سی پس سابق میں بھی لکھا تھا کہ آیہ کریمہ الا علی ازواجهم الخ کہ صاف دو قسم کی مباشرت پر ناطق ہی
ایک بی بی سے ایک لونڈی سی اور جو سوا ان دونو قسمونکے ہی اوسکو موجب ناروا ہونیکا فرمایا حرمت متعہ پر اول
دلیل ہے کیونکہ ظاہر ہی کہ ممتوعہ ان دونو قسمونسی باہر ہی نہ زوجہ ہو سکتی ہی نہ ملک میں اسواسطی کہ لوازم
زوجیت کی مثل طلاق اور ایلا وغیرہ ممتوعہ میں بالکل نہیں انتہی بعبارتہ جواب اسکا تو اطفال دبستان بھی جانتے
ہین مگر حیرت ہی کہ آپکو اسکا جواب معلوم ہوا اسلئی کہ ممتوعہ کو زوجہ سی خارج کرنا اپنی کتابونکو دھو ڈالنا ہی
دیکھیو کہ صاحب کشاف تصریح کرتا ہی فان قلت هل فیه دلیل علی النسخ قلت لا لان المنکوحة
بنکاح المتعة من جملة الازواج اذا صح النکاح انتهی کلامه اور یہہ نہ سمجھو کہ آیۂ الا علی ازواجهم ناسخ
متعہ ہی تو پھر متمتع بہا زوجہ کیونکر ہو سکتی ہے اسلئی کہ فخر الدین رازی نی تفسیر کبیر میں بتغیر الفاظ چند عمران

عمران بن حصین سی روایت کی ہے قال نزلت ایۃ المتعۃ فی کتاب اللہ عزوجل و لم تنزل ایۃ بعدھا تنسخھا فامرنا بھا رسول اللہ صلعم و لم ینہ عنھا فقال رجل برایہ ما شاء بخاری فی اپنی صحیح مین لکھا ہی کہ وہ مرد عمر ہی اور مسلم نی مجلد ثانی مین اپنی صحیح کی کہا یعنی عمر اور یہی فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے قالوا و مما یدل ایضا علی ابطال القول بھذا النسخ ان اکثر الروایات ان النبی صلعم نہی عن المتعۃ و عن لحوم الحمر الاھلیۃ یوم خیبر و اکثر الروایات انہ صلعم اباح المتعۃ فی حجۃ الوداع او فی یوم الفتح و ھذان الیومان متاخران عن یوم خیبر و ذلک یدل علی فساد ما روی انہ صلعم نسخ المتعۃ یوم خیبر لان الناسخ یمتنع تقدمہ علی المنسوخ و قول من قال انہ حصل التحلیل مرارا و النسخ مرارا ضعیف لم یقل احد من المعتبرین الا الذین ارادوا ازالۃ التناقض عن الروایات انتہی یعنی کہا شیعون نی کہ منجملہ اوس امر کے کہ دلالت کرتا ہی بطلان قول نسخ پر یہہ ہی کہ اکثر روایات دلالت کرتی ہین اوپر اس بات کی کہ پیغمبر خدا صلعم نی منع فرمایا متعہ سی اور گوشت خران خانگی سے بیچ روز خیبر کی اور اکثر روایت اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلعم نے مباح فرمایا متعہ کو بیچ حجۃ الوداع یا بیچ روز فتح مکہ کے اور یہہ دونو روز موخر ہین روز خیبر سے اور یہہ معنی دلالت کرتا ہی اوپر فساد اوس چیز کی کہ روایت ہوئی ہے بدرستیکہ آنحضرت نی نسخ فرمایا متعہ کی بیچ روز خیبر مین اسلئے کہ منع ہی متقدم ہونا ناسخ کا اوپر منسوخ کی اور جو شخص کہتا ہی کہ حاصل ہوئی تحلیل چند مرتبہ اور نسخ چند مرتبہ تو یہہ قول ضعیف ہے کوئی اسکا قائل نہین ہوا مگر وہ لوگ کہ ارادہ کیا اون لوگون نے ازالہ تناقض کا روایات سی انتہی ترجمہ جبکہ فخر الدین رازی نے اس قول کو جانب شیعون سی ذکر کیا تو اسکی جواب مین کچھہ نہ لکھا پس معلوم ہوا کہ دلیل تسلیم ہی اور عمدہ دلیل بطلان اس نسخ پر یہہ ہی کہ اگر آیت مذکورہ ناسخ متعہ ہوتی اور حکم متعہ کا منسوخ ہوجاتا تو چاہئی تہا کہ اصحاب کبار پر تا زمان ابوبکر و اوائل زمان عمر مخفی نہ رہتا چنانچہ سابق مین تجہکو معلوم ہوا کہ یہہ حکم منسوخ نہین ہوا اور اس جگہہ بہی ایک روایت ذکر کرتا ہون نہایہ جزری مین اور سوا اسکے بہت سی کتابون مین ابن عباس سے روایت ہی کہ آپ فرماتی ہین ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بھا ھذہ الامۃ و لولا نہی عمر عنھا ما زنی الا شقی یعنی ابن عباس نے فرمایا کہ نہ تہا متعہ مگر رحمت کہ رحم فرمایا حق سبحانہ و تعالی نی ساتھہ متعہ کی اس امت پر اور اگر عمر اوس سے منع نہ کرتا تو نہ زنا کرتا مگر شقی انتہی معناہ اس حدیث کو ملاحظہ فرمائی کہ صاف اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ناسخ اسکی حضرت عمر ہین جناب باری نی اس متعہ کو نسخ نہین فرمایا سوای اسکی اور بہی بہت سی حدیثین ہین کہ بعد اسکی ذکر

کرونگا اور آپ کو بہت الزام دونگا آندم بر سر مطلب اور یہہ جو آپ نی بنی ساختہ کہدیا کہ ممنوعہ زوجہ نہیں ہو سکتی
اسواسطے کہ لوازم زوجیت مثل ایلا وغیرہ اسمین یکقلم نہیں سو یہہ فرمانا آپکا آپکی ذات با برکات سی بہت
بعید ہی اسلئی کہ یہہ احکام لوازم زوجیت من حیث ہی کی نہیں ہین بلکہ تابع ہین اون صفات کی کہ زاید ہین اوپر
زوجیت کی مثل اسکی کہ زوجہ اپنی زوج کو مضرت نہ دی اور اپنی زوج کی حکم کی مخالفت نہ کری اسی جہت سی
زوجہ قاتلہ زوج اور زوجہ ناشزہ مستحق نفقہ اور کسوت اور میراث کی نہیں ہے اور مرتدہ باین ہوجاتی ہے طلاق
کی احتیاج نہیں پس اگر یہہ سب امور لوازم زوجیت سی ہوتے اسطرحپر کہ یہہ امور اگر نہوں تو زوجہ صادق نہ آوی
تو چاہیئی کہ ناشزہ کو زوجہ ناشزہ نہ کہین اور قاتلہ کو زوجہ قاتلہ نہ کہین اور مرتدہ کو زوجہ مرتدہ نہ کہین اور یہہ
بالبداہہ باطل ہی اس سے زیادہ تفصیل اگر مطلوب ہو تو کتب مبسوطہ کو ملاحظہ فرمائی اس خاکسار نی بطور انموذج
یہان پر ذکر کیا **قول الناصب اللئیم** اور احادیث آیہ **اقول بفضل اللہ العلیم** اسکا جواب بہی ہین بانگا
قول الناصب اللئیم اور ارشاد عمر کہ واللہ **لا احل شیئاً حرمت علیھم** الخ **اقول بفضل اللہ العلیم**
یہہ ارشاد آپکے مرشد کا ہم پر حجت نہیں ہی صرف آپکے واسطی کافی ہے اسلئی ضرور ہی کہ وہ دلیل لائی جسکا خصم
قبول کری اور لطیفہ یہہ ہی کہ اس کلام مین آپکے مرشد قسم شرعی سے یاد کرتی ہین کہ واللہ مین حلال کو حرام نہین
کرتا پہر یہہ بہی کہتی ہین کہ دو متعہ پیغمبر خدا کی وقت مین حلال تہی مین اونکو حرام کرتا ہوں اون دونو امرون
مین صاف مناقضت پائی جاتی ہے اگر اس قول کو اونکی معتبر کہئی تو متعتان الخ کی نامعتبری ثابت ہوتی ہے
اور اگر اوسکو معتبر کہئی تو اسکی بے اعتباری ثابت ہوتی ہے اب مین کہتا ہون کہ آپکی فاروق اعظم نے
بیشک حلال کو حرام کردیا فاعتبروا یا اولی الابصار اب دلائل حلت کی ملاحظہ کیجیئی کہ جناب قدس الہی سورہ نسا
مین حکم فرماتا ہی فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ
یعنی جن لوگون نی تمتع اور بہرہ لیا ہی عورتونسی پس دین وہ اجرت اونہوں کی اور یہہ دینا واجب ہے اوپر تمہار
اور کچہہ باک نہین اوپر تمہاری اوس چیز مین کہ راضی ہوئی تم ساتہہ اوسکی بعد فریضہ کی اور یہہ آیہ حقیقہ متعہ
مین ہے جیسا کہ عاقل لبیب پر مخفی نہین اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین روایت کی ہے کہ آیہ فما استمتعتم بہ
منھن مصحف ابن عباس مین اسطرحسی تہا فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی پس چاہیئی کہ لفظ شرعی کو حمل
کرین اوپر حقیقہ شرعیہ کی جیسا کہ اصول فقہ مین یہہ امر مقرر اور ثابت ہوچکا ہی اور یہی شہادت دیتا ہی صحت
مذہب پر وہ آیہ کہ حق تعالی نی سورہ نسا مین قبل تہوڑی آیتونکی فرمایا ہی واتوا النساء صدقاتھن

ہی آیہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مہر زنان منکوحہ کا دینا واجب ہی اور حکم وجوب کا صادر ہوا پس اگر اس میں بھی صدقات
منکوحات دایمی مقصود ہو تو تکرار بلا فایدہ ملازم آجائی اور یہہ خلاف فصاحت کی ہے اور یہی تغییر اسلوب کے وہان
پر صدقات ارشاد ہوا اور اس مقام پر اجرت شاہد قوی ہے اختلاف مقام پر اور کالتصریح فی رابعۃ النہار معلوم
ہوتا ہی کہ آیہ فما استمتعتم الخ مین نکاح متعہ مراد ہی اسلئی کہ علماء مہر زوجہ دایمی کو صداق کہتی ہین اور جو متعہ مین
دیتی ہین اوسی اجرت کہتی ہین پس کیا وجہ ہی کہ خلیفہ ثانی نے حلال کو حرام کردیا اب معلوم ہوا کہ یہہ قول
اونکا تحریم متعہ بنا و اور ابداع ہی دفع دخل اگر آپ کہین کہ یہہ آیت منسوخ ہو گئی جیسا کہ فاضل فریہاری
وغیرہ نی کہا ہی تو یہہ کئی وجہ سی مردود ہی اول یہہ کہ دعوی نسخ کا بی دلیل کے جائز نہین ہے پس جبتک کہ کوئی
نص دوسری ناسخ وارد نہو تب تک وہ حکم باقی ہے اور اوسی پر عمل کیا جائیگا اور کوئی نص وارد نہین ہوئی ہے
کہ اس حکم کو رد کری دوسری یہہ کہ نسخ کی مبطل بہت سی روایات کتب معتمدہ اہلسنت مین مذکور ہین مرویہ
البخاری ومسلم فی صحیحیہما عن ابن مسعود قال کنا نغزو مع رسول اللہ لیس معنا نساء فقلنا الا نستخصی
فنہانا عن ذلک ثم رخص لنا بعد ذلک ان تنکح المرأۃ بالثوب الی اجل ثم قرء عبد اللہ یا ایہا الذین امنوا
لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم روایت کی ہے بخاری و مسلم نی اپنی صحیحین مین عبد اللہ بن مسعود سے
کہ کہا اوسنی کہ تھی ہم جنگ کرتی ساتھہ رسولخدا کی اور ہمارے پاس کوئی عورت نہ تھی تب ہمنی استفہام کیا
کہ آیا ہم استمنا کرین پس منع فرمایا رسولخدا نی ہمکو اس فعل سی بعد اوسکی رخصت دی ہمکو کہ نکاح کرین ہم
عورت سی ساتہہ رخت وغیرہ کی ایک عدد معین تک بعد نقل کرنی اس روایت کے عبد اللہ نی آیہ یا ایہا الذین
امنوا الخ پڑہا انتہت ترجمہ مخفی نرہی کہ پڑہنا عبد اللہ کا اس آیہ کو بعد اخبار حلت متعہ کی صریح ہی کہ اونہون نی
انکار نسخ کا کیا اور گویا تعریض اور طعن کیا خلیفہ ثانی پر کہ اوسنی حلال خدا کو حرام کیا تیسری یہہ کہ ثعلبی نی
اپنی تفسیر مین عمران ابن حصین سے روایت کی ہی قال نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ عز وجل ولم تنزل
آیۃ بعدہا تنسخہا فامرنا بہا رسول اللہ ص فتمتعنا مع رسول اللہ ص ولم ینہ عنہا فقال رجل برأیہ ما شاء
قال البخاری فی صحیحہ یقال انہ عمر ای الرجل المذکور عمر قال مسلم فی المجلد الثانی من ثلث
مجلدات ما ہذا لفظہ یعنی عمر ولم یقل یقال انہ عمر یعنی تفسیر ثعلبی مین عمران بن حصین سے
روایت کی ہی کہ اوسنی کہا نازل ہوئی آیہ متعہ قران مجید مین اور کوئی آیت اسطرح کی نازل نہین ہوئی کہ
اسکو نسخ کردی پس حکم دیا ہمکو رسولخدا نی واسطی متعہ کی پس متعہ کیا ہمنی ہمراہ رسولخدا کی اور نہین

منع فرمایا تہا رسول خدا نے اس میں لکہا ایک مرد نے اپنی رای سے جو کچہہ چاہا بخاری نے اپنی صحیح میں لکہا
ہی کہ وہ کہتی ہیں وہ مرد عمر ہیں اور مسلم نے اپنی دوسری جلد میں کہا ہی تین جلد نہیں سی کہ وہ عمر ہیں اور یہہ بہی
کہا کہ کہتی ہیں اسیطرح سی بہت سی روایتیں ہیں کہ انشاء اللہ تعالی بعد اسکی ذکر کرونگا اب ان روایتوں سے
صاف معلوم ہوتا ہی کہ متعہ ہرگز منسوخ نہیں ہوا ناسخ اسکی محض آپکی پیر و مرشد حضرت عمر ہیں قال الناصب
اللئیم اور حدیث استبصار اور تہذیب کی کہ حرم رسول اللہ صلعم لحوم الحمر الاہلیۃ و نکاح المتعۃ ہی اقول بفضل اللہ
العلیم یہہ حدیث محمول تقیہ پر ہی اور یہہ حدیث آپکی کتابوں میں اسطرح مذکور ہی سو وافق الصحیحین
عن علی ان رسول اللہ نہی عن نکاح المتعۃ وعن لحوم الحمر الاہلیۃ زمن خیبر اور معلوم ہوتا ہی کہ بلا ملاحظہ
کتاب استبصار اور تہذیب کی اس معنی نے یہہ حدیث لکہی ہے ورنہ علماء امامیہ پر طعن کرنا خلاف عقل ہے تمام عبارت
استبصار اور تہذیب کو ذکر کرتا ہونکہ اوس معنی کی قلعی کہل جائیگی عبارت استبصار کی اسطرح سی ہے فاما ما رواہ
محمد بن احمد بن یحیی عن ابی الجوزاء عن الحسین بن علوان عن عمرو بن خالد عن زید بن علی عن آبائہ عن علی ع
قال حرم رسول اللہ صلعم لحوم الحمر الاہلیۃ ونکاح المتعۃ فالوجہ فی ہذہ الروایۃ ان نحملہا علی التقیۃ
لانہا موافقۃ لمذہب العامۃ والاخبار الدالۃ علی اباحتہا موافقۃ لظاہر الکتاب واجماع الفرقۃ
المحقۃ علی موجبہا فیجب ان یکون العمل بہا دون ہذہ الروایۃ الشاذۃ انتہی اور عبارت تہذیب کی
اسطور سی ہی واما ما رواہ محمد بن احمد بن یحیی المکنی بابی جعفر عن ابی الجوزاء عن الحسین بن علوان
عن عمرو بن خالد عن زید بن علی عن آبائہ عن علی قال حرم رسول اللہ صلعم یوم خیبر لحوم الحمر الاہلیۃ
ونکاح المتعۃ فان ہذہ الروایۃ وردت مورد التقیۃ وعلی ما یذہب الیہ مخالفوا الشیعۃ والعلم
حاصل لکل من سمع الاخبار ان من دین ائمتنا اباحۃ المتعۃ فلا یحتاج الی الاطناب انتہی اب انصاف
سی کہتا ہوں کہ ان دونو کتابوں کی عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ مصنف طعن السنان نے کیسی نقل بعض
فقرات از آیت شریف کی لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کری و انتم سکاری کو چہوڑ دیا ہی اپنی مدعا کی موافق جسقدر عبارت
تہی اوسکو تو ذکر کیا اور جو عبارت اوسکی بعد دلیل اطراح اسکی ہی اوسکو چہوڑ دیا سچ ہی کہ سنت تحریف
سنت کی اہلسنت کی اسلاف سے جاری ہوئی ہی مین آپکا قصور نہیں مگر بتصدق اہلبیت اطہار علیہم السلام
حب الشیء یعمی ویصم جالا کی آپکی پیش رفت نہجائیگی سب طرفسی پردہ آپکا فاش ہوتا ہی اور یہی کہتا ہوں کہ
بعض رواۃ اس حدیث کی ضعفا سی روایت کرتی ہیں اور بعض سنی ہیں چنانچہ محمد بن احمد بن یحیی مجاہیل

مراسیل سی روایت کرتا ہی فہرس طوسی میں ہے قالوا کان یروی عن الضعفاء ویعتمد المراسیل ولا یبالی عمن اخذہ
یعنی روایت کیا کرتا ہی ضعفا سی اور مراسیل پر اعتماد کرتا ہی اور پروا نہین کرتا کہ کس سے لیا حدیث کو اور نقد الایضاح میں ہی محمد بن احمد بن یحیی بن عمران
بن عبد اللہ بن سعد بن مالک الاشعری یروی عن الضعفاء ویعتمد المراسیل اور شیخ امام محمد بن طاہر بن علی الہندی
الفتنی الحنفی نے قانون موضوعات مین حسین بن علوان کو ضعیف کذاب لکھا ہی اور یہی اسی کتاب مین لکھا ہے
کہ عمرو بن خالد متہم بالوضع ہی اور عمرو بن خالد بتصریح صاحب رجال کی سنی ہے اور شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نی کتاب فہرست
مین ابو الجوزا کو سنی لکھا ہی اب معلوم ہوتا ہی کہ یہہ دونو حدیثین موضوع اہلسنت ومنقول عن الضعفا مین احتجاج
اس سے صحیح نہین خصوص ایسی حالت مین کہ احادیث بی شمار وروایات بسیار مخالف اوسکی کتب معتبرہ مین موجود ہین
چنانچہ حدیث لولا نہی ابن الخطاب عنہا ما زنی الا شقی جناب ولایت مآب سے کتب معتمدہ اہل سنت مین مثل تفسیر
ثعلبی ودر منثور کی مذکور ہے الحاصل یہہ حدیث جو آپنی ذکر فرمایا مطروح وغیر معمول بہ ہی بالفرض اگر صحیح الصدور ہو تو
محمول بر تقیہ ہی کما یدل علیہ تسنن الرواۃ **قول الناصب اللئیم** اور متعۃ الحج کہ جسمین سعی بین الصفا والمروہ کیجے
طواف قدوم کی اور پہلی طواف زیارت کی کرتی ہین یا وہ کہ اشہر حج مین عمرہ بجا لاکر اوسی سفر مین حج ادا کرتی
ہین یہہ دونو ابتک مشروع ہین کسی نے انکو حرام نہین کیا لیکن وہ متعۃ الحج کہ طواف کی بعد اگر ہدیہ میسر نہوا تو
افعال عمرہ کی بجا لاکر حجکو فسخ کرین البتہ یہہ حرام ہی اور دلیل اوسکی حرمت کی واتموا الحج والعمرۃ للہ اور امر ہوے
کما اخرجہ النووی کیونکہ یہہ مخصوص حجۃ الوداع مین تہا واسطی مٹانی رسم جاہلیت کی کہ کفار نابکار تمتع کو اشہر
حج مین افجر فجور جانتی تہی جیسا بخاری مین مذکور ہی پس اب حلت دونو متعون کی مفہوم مخالف ارشاد فاروق
اعظم سی کہان ثابت ہی اور وحی الہی نے کسکی تائید کی انتہی **اقول بفضل اللہ العلیم** حق تو یہہ ہی کہ
آپ نی اسمقام پر بڑا دہوکہا کہایا اور کتابونکو آپنی ملاحظہ نہ فرمایا ورنہ ان کلمات کو ارشاد نہ فرماتی اور چاہ
ضلالت مین نہ پڑتی بیان اسکا یہہ ہی کہ شرح مختصر الاصول ابن حاجب مین قاضی عضد نی ذکر کیا ہی وفی الصحیح
ان عمر کان ینہی عن المتعۃ ای متعۃ الحج الی العمرۃ قال النووی ثم صار اجماعا ای جوازہ مجمعا علیہ انتہی
یعنی حدیث مین وارد ہوا ہے کہ عمر منع کرتا تہا متعۃ الحج سی اور کہا نووی نی کہ بعد اوسکی اجماع ہوگیا اوسکے
جواز کا اب آپکے خدمت سراپا برکت مین یہہ خاکسار عرض کرتا ہی کہ حضرت عمر کسون متعۃ الحج کو منع کرتی تہی معنی پہلی دو
جو متعۃ الحج کی ہین اوسکو منع فرماتی تہی یا دوسرا اور نووی نی جو کہا کہ بعد اسکی اجماع ہوگیا اوسکی جواز کا تو کون
سی متعۃ الحج کا جواز ہوگیا ظاہر ہی کہ آپ کی قول سی دو معنی پہلے مراد نہ ہونگی اس لئی کہ عمر نی اس

متعۃ الحج کو حرام نہین کیا جیسا کہ آپ نے خود کہا کہ یہہ دونو ابتک مشروع ہین کسی نے انکو حرام نہین کیا پس ضرور ہی تھا
کہ دوسری معنی جو متعۃ الحج کی آپنے ذکر فرمائی اوسیکو حضرت عمر نے منع کیا اور لوگون نے خلیفہ صاحب کے کہنے
پر عمل نہ کیا بلکہ اجماع اوسکی جواز کا ہوگیا اور یہہ بھی باطل ہی اسلئی کہ اجماع اوسکی جواز پر ابتک منعقد نہین ہوا ابھی
اور علماء اہل سنت اوسکو جائز نہین رکھتی چنانچہ قول العینی اسا عاقل خبیر پر پوشیدہ نہ رہی معنی حقیقی متعۃ الحج
کی یہہ ہین کہ احرام عمرہ کا اشہر حج مین بجا لائین اور بعد اوسکی اوسی سال مین حج کرین اور معنی مجازی یہہ ہین کہ فسخ
حج بعمرہ یعنی طواف کی بعد اگر ہدی ہمراہ نہ ہو تو افعال عمرہ کی بجا لا کر حج کو فسخ کرین پس قول مجیب سے معلوم
ہوتا ہی کہ خلیفہ ثانی نے دوسرے معنے جو متعۃ الحج کی ہین اوسکو حرام فرمایا اور بہت سی علماء اہل سنت مثل فاضل
رشید وغیرہ کی ہی یہی کہتی ہین مگر یہہ بھی افادہ فرماتی ہین کہ خلیفہ ثانی نے اول معنی کی نہی کی مگر نہی از راہ
افضلیت کی کے یعنی حج تمتع افضل نہین ہی اور اقسام حج سی اور یہہ خاکسار کہتا ہی کہ مطلب امامیہ رضوان اللہ
علیہم کا بہر صورت حاصل ہے خواہ پہلی معنی مراد لین خواہ دوسرے اسلئی کہ جو تمتع کہ عہد جناب رسول اکرم مین
حلال اور مباح تہا خلیفہ صاحب نے اوسکو منہی عنہ قرار دیا اور صاف صاف کہدیا متعتان کانتا الخ اور یہی مین
کہتا ہون کہ خلیفہ صاحب نے اول معنی کی نہی کی اس لئی کہ شرح مختصر ابن حاجب مین مذکور ہو چکا فانی الصحیح ان
عمر منع عن المتعۃ ای متعۃ الحج الی العمرۃ وقال النووی ثم صار اجماعا علی ای جوازہ مجمعا علیہ اور تبادر
متعۃ الحج الی العمرۃ سی معنی اول یعنی احرام عمرہ کا اشہر حج مین بجا لائین اور بعد اوسکی اوسی سال مین حج کرین پس واضح
ہی کہ خلیفہ صاحب نے اوسکو منع فرمایا ہی اور اونکی کہنی پر عمل کسی نے نہ کیا بلکہ اجماع اوسکی جواز کا ہوگیا اگر یہہ کہو
کہ نہی اسمین باعتبار اولویت کی ہے جیسا کہ فاضل رشید الدین نی امام نووی سی نقل کیا ہی انہ قال والمختار ان عمر
وعثمان انما نہوا عن المتعۃ التی ہی الاعتمار فی اشہر الحج من عامہ ومرادہم نہی اولویۃ للترغیب فی الافراد لکونہ
افضل وقد انعقد الاجماع بعد ہذا علی جواز الافراد والتمتع والقران من غیر کراہۃ ہم کہتی ہین کہ امام
نووی نے اپنی خلیفہ کی تفضیح کی ہے اسلئی کہ منع عن المتعۃ اور انا انہی عنہما سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ خلیفہ ثانی نے اوسکو
حرام کیا اور پہر بہی ہمارا مطلب کہین نہین جاتا ہمارے اثر کا سبب نووی نے خود کہدیا کہ اجماع عدم کراہیت پر منعقد
ہوگیا اب صاحبان انصاف سے طالب انصاف ہون کہ جو فعل عہد رسول مختار مین مکروہ نہ رہا ہو اور عہد عمر مین مکروہ ہو اور
بعد اوسکی پہر اجماع اوسکی عدم کراہیت پر منعقد ہو جاوے آیا حکم وسط بدعت ہی یا نہین اور بہی صحیح ترمذی وغیرہ
مین ہی باسناد حسن [illegible] عبد اللہ بن الحارث بن نوفل [illegible] سعد بن ابی وقاص [illegible]

وقیل لا یصنع ذلک الا من جهل امر اللہ فقال سعد بئس ما قلت یا ابن اخی فقال ضحاک فان عمر بن الخطاب نہی عن ذلک فقال سعد قد صنعہا رسول اللہ وصنعناہا معہ ہذا حدیث صحیح انتہی اس حدیث سی بہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمر نی متعہ حقیقی کو حرام کیا اسلئی کہ تمتع بالعمرہ الی الحج شاہد ہی حج تمتع پر اور نہی عمر سی مراد تحریم ہی اسواسطی کہ ضحاک نے کہا کہ نہین کرتا اسکو مگر وہ شخص کہ جاہل ہے حکم خدا سی پس ضحاک کی کہنی سے معلوم ہوتا ہی کہ جو شخص اسکو عمل میں لاتا ہی تو وہ مرتکب فعل حرام کا ہوتا ہی اسلئی کہ مگر وہ مین اسقدر شور و شغب کیا احتیاج ہی اور یہی نہی عمر کو اس مقام پر حمل فسخ حج پر نہین کر سکتی کہ لفظ قد صنعہا رسول اللہ منافی اس حمل کے ہی اسواسطی کہ اون حضرت سی فسخ حج کا بالاجماع نہین ہوا تہا اور فاضل روزبہان نی ابطال الباطل مین لکہا ہی کہ کوئی روایت صحیح اسطرحکی وارد نہین ہوئی کہ عمر نی متعۃ الحج کو منع کیا ہو تو یہہ انکار بدیہیات سی ہے اسواسطیکہ حدیث متعتان کانتا الخ نہ اسقدر مشہور ہی جسکا کوئی انکار کرسکے عقل عاقل حیران ہی بلکہ قابل مضحکہ فراوان ہے کہ عمر نی دو نو متعوں کو ایک قول مین اور ایک زمانی مین اپنی زبان فیض بیان سے حرام ٹہرایا تہا اسکی متعۃ الحج کی تحریم کو لوگون نی نہ مانا اونکی کہنی کو برا جانا اور متعۃ النسا کی حرمت کو مان لیا اس تجزیہ و تبعیض کی کیا وجہ ہے اور فاضل روزبہان کا قول بعد کلام سابق کے یہہ ممکن ہے کہ اوسنی رسولخدا سی سنا ہو تو اسکا جواب اسطرحسے سمجہے کہ اگر عمر نی اوسکی تحریم کو عیاذا باللہ رسولخدا سی سنا ہوتا تو اپنی طرف نسبت تحریم کی نہ دیتا مناسب یہہ تہا کہ یون کہتا کہ رسولخدا نی اسکو منع فرمایا ہی کوئی اسکا اگر مرتکب ہوگا تو مین وسیہ عقاب کرونگا تا لوگون کے دلمین اثر کرتی اگر پیغمبر اوسکو منع فرماتی تو پہر اجماع اوسکی جواز کا کیونکر ہوتا اور یہی مین کہتا ہون کہ اگر خلیفہ ثانی تحریم متعۃ الحج یا متعۃ النسا کو رسولخدا سے سنتی تو ظاہر ہے کہ زمانہ رسول الثقلین علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ سی زمانہ خلیفہ ثانی تک عرصہ دراز ہوا اس مدت ممتد مین ساکت کیون رہے اس زمانہ تک دونو متعہ اصحاب مین رایج تہی کیون منع نہ کیا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کیون باز رہا اور یہی مسلم الاصول مین زمانہ کہ کتب معتبرہ سی ہی ملا محب اللہ بہاری نے لکہا ہی مسئلۃ اتفاق العصر الثانی بعد استقرار الخلاف فی الاول ممتنع عن الاشعری واحمد الغزالی والامام والمختار انہ واقع حجۃ وعلیہ اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ لنا اجماع الثانی علی جواز متعۃ العمرۃ وقد کان عمر و عثمان نہی عنہ انتہی اس کلام سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ متعۃ الحج کو عمر نی حرام کیا اسلئی کہ لفظ جواز سی معلوم ہوتا ہی کہ قبل اجماع جواز کی حرام تہا اسواسطیکہ غالب استعمال مین جواز مقابلہ حرمت کے ہوتا ہی پس فاضل رشید نے جو شوکت عمریہ مین لکہا ہی کہ نہی عمر سی مراد تنزیہی ہے قبیل رمی

[illegible]

فی الظلام سی ہے اور بعد تسلیم اسبابات کی کہ نہی سے مراد کراہت ہی ہے پھر یہہ بدعت کی کہ جیان خلیفہ ثانی کو پکڑ رکہا ہی
ہو اسطی کہ بتصریح تمتع کی قرآن اور احادیث سابقہ اور آیۃ سی ثابت ہی اور اجماع بہی عدم کراہت پر منعقد ہوگیا پس
خلیفہ ثانی کون تہی کہ اوسنے ممانعت فرمائی اور بہی جامع الاصول مین عبد اللہ بن شقیق سی نقل ہے قال کان
نہی عن المتعۃ وکان علی یامر بہا فقال عثمان بعلی کلمۃ فقال علی لقد علمت انا تمتعنا مع رسول اللہ
فقال اجل ولکنا کنا خائفین ہذہ روایۃ مسلم حاصل یہہ ہی کہ عثمان منع کرتا تہا متعہ سی اور جناب ولایتمآب
حکم فرماتی تہی ساتہہ اوسکی پس کہا عثمان نی جناب امیر علیہ السلام سی ایک کلمہ پس کہا علی نی ہمنی تمتع کیا ساتہہ رسول خدا
کی کہا عثمان نے ہان لیکن تہے ہم اوس وقت مین ترسان انتہی معناہ نووی نی کہا ہی کہ مراد خوف سی خوف مشرکین
ہی وابن حجر نی توجیہہ نووی کو پسند نہین کیا اور لکہا وقال ہے روایۃ شاذۃ اور حقیقت تو یہہ ہی کہ حجۃ الوداع
مین خوف مشرکین کا نہ تہا اور تمتع حجۃ الوداع مین تہا اور قرطبی نے کہا ہی کہ مراد خوف سے یہہ ہی کہ عثمان خائف
تہی اس امر سی کہ ثواب افراد کا اعظم ہو جائے اجر تمتع سی قال القرطبی قولہ خائفین ای من ان یکون اجر من افرد اعظم من اجر
من تمتع پس خلاصہ کلام یہہ ہی کہ فرمانبرداری رسول الثقلین علیہ الصلوۃ فی الکونین کے صاحب حیا وقت حیات آنحضرت
مین بہی خفا اور غیبت سی بجا نہین لاتی تہی اور ہرگاہ کہ قول نبی ﷺ لو استقبلت ما استدبرت لا حللت کما حلوا کہ صحاح
اہلسنت مین مذکور ہی دال ہے تمتع پر اور افضلیت تمتع پر بہی اس سے زیادہ کوئی قول نبوی نہین پس خائف ہونا
حضرت عثمان اور اونکی اخوان کا زیادتی ثواب افراد سی اوپر تمتع کی خالی تعصب سی نہین ہی باوجود اس بات کے
پھر بہی مطلوب ہمارا حاصل ہے لان من انکر حکم النبی ﷺ واعتذر بخوف نقصان الثواب فہو من الہالکین
یعنی جو شخص کہ انکار کری فرمان واجب الاذعان حضرت رسول اکرم ﷺ علت غائیہ ایجاد عالم سی اور عذر لاوی خوف نقصان
ثواب کا پس وہ ہالک ہونیوالون سی ہی انتہی المقصود و ثبوت متعۃ الحج اور جامع الاصول مین ہی نافلہ عن الموطا و
الترمذی قال جمع رسول اللہ ﷺ بین حجۃ وعمرۃ ثم توفی قبل ان ینہی عنہا وقبل ان ینزل القرآن بتحریمہ
وفی اخری جمع بین حجۃ وعمرۃ ثم لم ینزل فیہا کتاب ولم ینہ عنہا النبی ﷺ فقال فیہا رجل برایہ ما شاء وفی
اخری ان رسول اللہ ﷺ تمتع وتمتعنا معہ فقال فیہا قائل برایہ اور محصل ان سب روایتون کا یہہ ہی کہ رسول خدا ﷺ نے حج
تمتع کو عمل مین لائے اور قرآن مجید اوسکی حرمت مین نازل نہین ہوا بعد اوسکی اپنی رای سے ایک مرد نی تشریع
اختیار کی اور اوسکو حرام کیا جیسا کہ سیاق عبارت سے صاف حرمت ثابت ہوتی ہے اور صحیح مسلم مین تو بہت سے
روایتین ہین کہ اون سی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ عمر نی متعۃ الحج کو حرام کیا بعد اسکی کہ حضرت نی حکم فرمایا چنانچہ جناب

جناب غفرانمآب نے عماد الاسلام مین بہت سی روایتین اوسی کتاب کے ثبوت متعۃ الحج مین بیان فرمائین ہین پس شاہ
ولی اللہ نے فرمائی کہ عمر نی اپنی رای مبارک سی کس متعہ کو حرام کیا پہلے متعہ کو یا دوسری کو اگر پہلے کو حرام کیا اور اپنے
رای سے تشریع اختیار کی تو پہر عجیب کیا یہہ فرمانا کہ یہہ دونو اب تک مشروع ہین کسی نے انکو حرام نہین کیا کسطرح صحیح ہوگا
اور اگر دوسری کو حرام کیا باوجود اسکی کہ پیغمبر خدا صلعم اسکو عمل مین لائی تہے اور نہی اوسکی حرمت کی نہین کی تہی تو یہہ بہی
تشریع اور بدعت ہی اور مخفی نرہی کہ احادیث مین نہی عمر سی نہی ساتھہ کراہت کی بعض فضلای اہل سنت نی
اعتراف کیا و سوال انکی یہہ زعم اونکا باطل ہے کیونکہ قال قائل برایہ ما شاء اسسی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ عمر نی اوسکو حرام
کیا حق تو یہہ ہی کہ اہل سنت استحکام پر دست پا گم کردہ ہین کبہی یہہ کہتی ہین کہ نہی عمر سی مراد نہی ساتھہ کراہت
کی ہے یعنی پہلی معنی کو عمر نی مکروہ معلوم کیا پہر جب علمای شیعہ ان کی گریبان کو پکڑتے ہین کہ انا احرمہما سی صاف
حرمت پائی جاتی ہے تو کہتی ہین کہ حرمت اس قول مین باعتبار متعہ نساء کی ہے اسلئی کہ تثنیہ سی کبہی واحد کا بہی
ارادہ ہوتا ہی اور جب علمای شیعہ کہتی ہین کہ سرخسی وغیرہ نی مبحث حج مین تصریح کی ہے کہ متعتان کا تثنیہ سی مراد دو متعہ
نساء اور متعۃ الحج ہی جیسا کہ یون کہا ہی تلہ صح ان عمر نہی الناس عن المتعۃ فقال متعتان کانتا علی عہد
رسول اللہ صلعم انا انہا عنہما متعۃ النساء و متعۃ الحج تو پہر سوای عاجزی او شرمندگی کے کچہہ جواب نہین دی سکتے
ہذا ما حصل لی فی ہذا المقام بفضل الملک العلام اور تحقیق مقام کی تتبع سیر اور اخبار پر مخفی نہین
ہی کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی شرح مشکوۃ مین لکہا ہی کہ حاصل مضمون اوسکا یہہ ہی کہ پیغمبر خدا صلعم بعد
اسکی کہ مکہ معظمہ مین پہونچی اور عمرہ کو ادا فرمایا حکم کیا اصحاب کو کہ جو شخص اپنے ساتھہ قربانی نہ لایا ہو عمرہ
تمام کر کی اپنی احرام سی باہر آئی اور فسخ حج بعمرہ کری اور مین نہین جانتا تہا کہ حکم الہی اسطرح صادر ہوگا اور اگر
جانتا مین کہ باہر ہوجانا احرام سی تم لوگون کو شاق اور گران ہوگا تو مین بہی قربانی نہ لاتا اور اپنی احرام سے
باہر ہوجاتا اور فسخ حج بعمرہ کرتا اور شارح صحیح مسلم یعنی نووی نے بہی لکہا ہی کہ نبی صلعم فرماتی تہے انی امرت
الناس بامر فاذا ہم یترددون پس صاحبان انصاف او تارکان راہ اعتساف ملاحظہ فرماوین کہ حکم خدا اور رسول مین
متردد ہونا صریحا اسلام سی خارج کرتا ہی جو لوگ متردد ہوئی تہی اونکی شان مین کیا کہنا چاہئی اور صحیح بخاری اور
مسلم اور ترمذی اور نسائی وغیرہ مین جابر انصاری سے اور ابن عباس اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
روایت طولانی منقول ہے کہ خلاصہ مضمون اوسکی یہہ ہی کہ جب حضرت رسولخدا صلعم سفر حج وداع کی ہوئی
تو ہدی اپنی ساتھہ لی لیا اور سوای رسولخدا صلعم اور طلحہ کی کوئی اپنی ساتھہ شتر نہین لایا تہا اور حضرت امیر المؤمنین

بعد سید الدین امام المتقین غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام میقات میں پہونچے تو آپنے نیت کی کہ احرام باندھا
ہوں میں مانند رسولخدا کی اور حضرت پیغمبر خدا سو شتر اپنے ساتھ لائے تھے پس حضرت امیر المومنین کو شریک اپنی ہدی
میں کیا اور یہہ مناقب مختصہ حضرت سے ہے کہ مقام افتخار میں کہا جاتا ہے اور جب کہ حضرت نے آٹھ سعی کو طواف [illegible]
فرمایا اور سعی سے فارغ ہوئے تب حضرت او پر مروہ کے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر پہلے میں جانتا کہ حق تعالیٰ حکم کریگا
عدول حج تمتع کا تو ہدی اپنے ساتھ میں نہ لاتا پس جو کوئی کہ ہدی اپنے ساتھ نہ لایا ہو تو اسکو چاہیے کہ عدول
کرے نیت کو ساتھ عمرہ کے اور محل ہو پس سراقہ ابن مالک نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہہ حکم مخصوص اسی سال کا ہے یا ہمیشہ
رہیگا حضرت نے اپنی انگشت مبارک کو ایک ہاتھ کی دوسری ہاتھ میں داخل کیا اور فرمایا کہ داخل ہوا عمرہ حج میں تا
کے اسیطرح اور ہمیشہ اسیطرح رہیگا اور جبکہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے احرام کو تابع احرام حضرت رسولخدا کے
کیا تھا حضرت نے فرمایا کہ تو بھی اپنے احرام پر باقی رہ اور حضرت رسولخدا نے ۶۳ شتر اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے
اور حضرت امیر علیہ السلام نے باقی کو نحر کیا انتہی مختصر یہہ حدیث ہمارے مذہب کے مؤید ہے اور منافی اہلسنت کے جو یہہ کہتے ہیں
کہ عمر نے معنی ثانی متعۃ الحج کو کیا ہے اور اسکو حرام کیا جیسا کہ خود مجیب نے بھی ذکر کیا ہے تو اسکی ابطال کے لئے یہہ
روایت کافی ہے ابن اثیر نے جامع الاصول اور نہایہ میں ذکر کیا ہے [illegible] قال سراقہ بن مالک للنبی ارأیت متعتنا
هذه لعامنا ام للابد فقال لا بل لابد ابد وفی روایة لا بل لابد الابد [illegible] الی آخر الحدیث حاصل مضمون
اس عبارت کا یہہ ہے کہ سراقہ ابن مالک نے حضرت رسولخدا سے پوچھا کہ یہہ متعہ آیا اسی سال کا ہے یا ہمیشہ رہیگا حضرت نے
فرمایا کہ ہمیشہ رہیگا اور [illegible] اس حدیث کا مستلزم ہے جواز فسخ حج بعمرہ کو یقینا اور یہہ حدیث منافی ہے قول اہلسنت کے
کہ باطل کہتے ہیں کہ فسخ حج کا مخصوص اسی سال میں تھا پس اگر صاحبان انصاف انصاف سے ملاحظہ فرمائیں تو مجموع
ان روایات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ عمر نے دو نو متعوں کو حرام کیا اور احادیث نزاع شان کے سابق میں ذکر کیا ہوں
کہ متعۃ الحج حلال ہے اعادہ حدیث ضرور نہیں ہے وہنا انتہی قدرہ الکلام متوکلا علی الرب الجلیل پس یہہ جو
آپ نے فرمایا کہ دلیل اسکی حرمت کی کریمہ واتموا الحج والعمرۃ للہ اور امر نہی کما اشترطہ النووی ہے تو اسکا جواب یہہ ہے
کہ غایۃ ما فی الباب اس آیہ سے حکم قران اور افراد کا ثابت ہوتا ہے اور مستحق سے لازم نہیں آتا کہ تمتع منسوخ ہوگیا
اس لیے کہ احادیث سابقہ اور آیہ ما فیہ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج سے بخوبی واضح ہو جاویگا کہ متعۃ الحج حلال ہے اور مجموع
روایات سابقہ سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ خلیفہ ثانی نے دو نو متعوں کو متعۃ الحج کو حرام کیا پس تخصیص کرنا آپکا کہ معنی فسخ
حج کو حرام کیا تھا بیجا ہے اور امر نہی کو تو اسکے خلاف صادر ہوا ہے کما تقریرہ اور ابن حجر نے فتح الباری میں نقل [illegible]

حدیث بی سوی کی اطرح سی لکہا ہی ان سنتہ رسول اللہ ایضا دالة علی ذلک لانہ لم یحل حتی بلغ الہدی محلہ
لکن الجواب عن ذلک کما اجاب بہ ہو حیث قال فلولا ان معی الہدی لاحللت فدل علی جواز الا
لمن لم یکن معہ ہدی قال الناصب الغوی اللئیم پہر باوجود اسکی اگر فرمائی کہ احرم معنی اجر کی مجاز ہی حقیقت
کی ہوتی ہم مجاز کو نہین مانتی پس اس تقدیر پر اگر یہہ معنی لیجیئیگا تو ارشاد ائمہ ہین کہ نحن المحللون حلاله والمحرمون
حرامہ ہی کیا کیجیئگا اگر معنی حقیقی پر رکہیگا تو ممنوع ہی الا اسصورت مین جو جناب فاروق پر وارد ہوتا ہی وہ بعینہ حضرت
ائمہ پر وارد ہی اور اگر معنی مجازی پر رکہیگا تو مسلم لیکن ناحن فیہ مین اس ارادی کا کون مانع ہی اور معہذا اپنی والد بزرگوار کو
کیا جواب دیجیئگا کہ وہ اسی قول ائمہ کی تفسیر اپنی کتاب حسام مین بایں عبارت افادہ فرماتی ہین یعنی در عہدہ جناب ائمہ منسوبات
کردن اخبار فرمایند بڑی افسوس کا مقام ہی کہ ملازمان والا اپنی گہر کی بہی خبر نہین لیتی اور کیا ذکرا قول الفضل العلیم
ہم اس امر کا انکار نہین کرتی کہ احرم کی معنی اجر کی کہین ہوتی ہی نہین بلکہ مین انکار اس امر کا کرتا ہون کہ متعتان
کانتا علی عہد رسول اللہ وانا احرمہما اسمین معنی اجر کی نہین ہوسکتی کئی وجہ سی اول یہہ کہ آپ نی فرمایا کہ
حضرت عمر نی خبر نسخ کی دی ہی حالانکہ یہہ متعہ منسوخ نہین ہوا جیسا کہ سابق مین بہت سی حدیثین ذکر کر چکا ہون
اور واسطی الزام آپکے ایک حدیث اور بہی ذکر کرتا ہون کہ اوس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ متعہ منسوخ نہین ہوا حمیدی
اور مسلم نی اپنی صحیحوں مین اور بخاری سے بہی کئی طریقہ سی جواز متعہ نسا کی روایت کی ہے ان عمر ہو الذی
ابطلہا بعد ان فعلہا جمیع المسلمین بامر النبی الی حین وفاتہ وایام ابی بکر اس حدیث سی آشکار ہوتا
کہ زمانہ رسول خدا ص اور ایام ابی بکر مین بحکم پیغمبر خدا ص لوگ متعہ کرتی تہی اور ہرگز منسوخ نہین ہوا بلکہ روایت عمران
بن حصین سے کہ سابق مین ذکر کر چکا ہون شاہد قوی ہماری مدعا پر ہی اب فرمائی کہ معنی احرمہما کی اجر عن حرمتہما
کیونکر ہوسکتی ہین اور بمفاد اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اگر شیعیان آل طہ علیہم السلام پیروی عمران بن حصین
وعبد اللہ بن مسعود وغیرہم کی کہ یہہ اصحاب متعہ کرتی تہی کرین تو ضرور ہی کہ ہدایت ہونگی دوسری یہہ کہ معنی احرمہما
کی اگر اجر عن حرمتہما کی ہوتی تو چاہیئی کہ اس معنی کو عرب عربا سمجہ لیتی اسلئی کہ وہ اہل زبان اور محاورہ دان تہے
حالانکہ خلیفہ مامون ابن ہارون الرشید کہ بتصریح ابن کثیر شامی کے سر علوم فقہ وکلام و فرایض ونحو و عربیت و شعر و
علم نجوم و سایر اقسام ریاضی کا تہا اور تاریخ مامونی بہی اوسکی طرف منسوب ہے اور فضیلت جناب ولایت مآب مین بہت سے
اشعار تصنیف کئی چنانچہ یہہ شعر بہی اوسکا ہی ع خلیفۃ خیر الخلق والاول الذی ٭ اعان علی رسول اللہ
فی السر والعلان ٭ اس معنی کو نہ سمجہا حضرت عمر کی طرف اشارہ کیا کہ من انت یا جعل حتی تنہی ما فعلہ رسول اللہ

وابو بکر اور یہی خلیفہ زادہ سفیان اور مرد شامی کہ عارف بمحاورہ عرب تھے وہ بہی اس معنی کو قول خلیفہ ثانی مین
نہ سمجہی پس معلوم ہوا کہ قول خلیفہ ثانی مین معنی حقیقی مراد ہین نہ یہ کہ اخبار کہ معنی اخبر عن حرمتہما کی او سوقت
مین ہو سکتی ہین کہ جب سیاق و سباق اوسکے ابا نکرے اور ظاہر ہے کہ قول خلیفہ ثانی مین عبارت ما تقدم یعنی کانتا
علی عہد رسول اللہ مانع ہے اس معنے کی ارادہ کی اور نحن المحللون حلالہ والمحرمون حرامہ مین عبارت ما بعد محللون اور
محرمون کے کہ حلالہ اور حرامہ ہے تائید کرتی ہے ارادہ معنی اخبار کی یعنی ہم خبر دینی والی ہین حلت اوس چیز کی کہ حلال کیا
خدا نے اوسکو اور خبر دینی والی ہین حرمت اوس چیز کی جسکو حرام کیا خدا نے انتہی جیسی خدا نے اندک ما یعقل کا دیا ہے وہ سمجہتا ہوگا
کہ یہان محللون بمعنی مخبرون بالحلال اور محرمون بمعنی مخبرون بالحرمہ دوسرے معنی مراد نہین ہو سکتی ومن ادعی فعلیہ البیان
پس ظاہر ہوا کہ قول حضرات ائمہ علیہم السلام کو قول حضرت عمر فاروق پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور فارق ان
دونو مین یہہ ہے کہ ہماری ائمہ ہدی علیہم السلام کی قول مین تحلیل حلال و تحریم حرام ہی اور تمہاری امام کی کلام مین تحریم حلال
ہی محصل اس بیان کا یہہ ہے کہ باب تفعیل کے کئی خواص ہین ازانجملہ ایک نسبت ماخذ ہے یعنے خبر دینا کسی شے کی نسبت
ہونے سے ساتھہ ماخذ کی مثل فسقتہ کہ مراد اسسے خبر دینا اور بیان کرنا ہے اوسکے فسق کا اور دوسرا خاصہ اسکا تحویل ہے
یعنی کسی چیز کو ماخذ کر دینا مثل نصرتہ کہ مراد اسسے نصرانی بنا دینا ہے اوس شخص کا جو نصرانی نہ تہا اور سخن شناس و
زبان دان پر مخفی نہین کہ حلال کی تحلیل مصداق ہے خاصہ نسبت کا جیسا کلام ائمہ مین ہے اگر اسکو تحویل لین تو تحصیل
حاصل لازم آتی ہے کہ وہ محال اور حلال کے تحریم مصداق تحویل ہے جیسا کلام خلیفہ مین ہے اگر اسکو نسبت فرض کرین (تحصیل حاصل لازم)
تو معنی مختل اور یہہ کلام کاذب ٹہرتا ہی کیونکہ حلت پر باقی رہنا متعہ کا زمانہ رسولخدا سے تا زمان خلافت خلیفہ ثانی
روایات متظافرہ اہل سنت سے ثابت ہو چکا فثبت الفارق و بطل القیاس والحمد للہ علی ذلک اور کیونکر فارق نہو گا
کجا مصداق علی خیر البشر کجا قایل لولا علی لہلک عمر این القران الناطق واین من ہو لیقران سارق این من عطاہ اللہ
الولایۃ والامامۃ این المتخلفون عن جیش اسامہ این الثریا من الثری این النعامہ من الکری سے ببین تفاوت رہ
از کجاست تا بکجا **قال الناصب الغوی اللئیم** گر یہی مخبری حضرت والا ہوگی + تار و پود بد کے سب
تہ و بالا ہوگی + **اقول بفضل اللہ العلیم** اگر نظم و شاعری اور پہکڑ کے طرف طبیعت آپکے بہت مایل ہے
تو رسالہ برق لامع مرزا فصیح اور دو چار مرے میان شیر کی دیکہہ لیجیے کہ اوسکی دیکہنی سے آپکے تسکین بخوبی
ہوگی اگر کوئی پہکڑ باز ہوتا تو حسب نسب آپکے بزرگونکا بیان کرتا **قال مولانا المجتہد البحری بالتکریم**
اور صحیح ترمذی مین روایت ہے کہ ایک شخص نے کہ اہل شام سے تہا ابن عمر سے حال متعہ کا پوچہا ابن عمر نے

عمر نی کہا کہ وہ حلال ہے اوس شخص نے کہا کہ تمہارے باپ نے تو اوسکو منع کیا ہی ابن عمر نی کہا کہ تو مجھکو بتا اگر میرے
باپ نے اوس سے ممانعت کی ہو اور کیا ہو اوسکو پیغمبر خدا نے تو آیا میں ترک کرون سنت پیغمبر کو اور تابع ہوں اپنے باپ کے
قول کا قال الناصب الغوی اللئیم جناب مجتہد صاحب کی دیانت سی بہت دور ہی کہ اسقدر نقل لفظ
اور معنی میں خیانت کرین صحیح ترمذی میں حدیث متعہ کی البتہ ابن عباس سے یون موجود ہی کہ قال انما کانت
المتعۃ فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدۃ لیس لہ بہا معرفۃ فیتزوج المرأۃ بقدر ما یری
انہ یقیم فتحفظ لہ متاعہ وتصلح لہ شیئہ حتی اذا نزلت الآیۃ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم الآیۃ قال
ابن عباس فکل فرج سواہما فہو حرام اور جس حدیث کو علامہ زمان والا نے نقل کیا ہرگز کتاب مذکور کی ابواب النکاح
کیا باب متعۃ النساء میں بھی نہین ان ابواب الحج کی باب ما جاء فی التمتع میں بتصریح متعۃ الحج البتہ با این عبارت موجود
ہی کہ عن ابن شہاب ان سالم بن عبد اللہ حدثہ انہ سمع رجلا من اہل الشام وہو یسئل عبد اللہ بن عمر
عن التمتع بالعمرۃ الی الحج فقال عبد اللہ بن عمر ہی حلال الی آخر ما نقلتم پہر یہ حدیث متعۃ النساء میں کہان
ٹہری شاید اسی مواخذہ کی ڈر سی ترجمہ لفظ عن التمتع بالعمرۃ الی الحج کو حذف کیا اور مغالطہ دینی کو حرف لفظ متعہ کا
لیا سبحان اللہ جب یہ حال مجتہد و نگاہو کہ دیدہ و دانستہ حدیثون میں دخل کرین تو مقلد کس گنتی میں ہین ہاری گھٹنا
بہوئی انکھ کہان کی بات کہان بنائی ہے ۔ چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا ۞ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و
ناولہا ۞ انتہی اقول بفضل اللہ العلیم کتب احادیث کی تتبع پر مخفی نہین کہ اکثر احادیث میں مسایل متعدد
مذکور ہوتی ہین مگر محدثین نی ہر مسئلہ کی باب میں اوسی ذکر نہین کیا بلکہ جس ایک مسئلہ کی باب میں چاہا ذکر کر دیا
اور استخراج و استدلال کرنیوالی اون مسایل کے البتہ جدا جدا ہر ایک مسئلہ کی باب میں اوس حدیث کو ذکر کیا
کرتی ہین پس کیا استبعاد ہی کہ اوس روایت کو اگرچہ ترمذی نی باب ما جاء فی التمتع میں نقل کیا ہو مگر حقیقۃ اوس مین
دونون مسئلہ کا ذکر تہا اسطور پر کہ یسئل عبد اللہ بن عمر عن المتعۃ بالنساء و بالعمرۃ الی الحج کسی کاتب نے
سہوا بالنساء کا لفظ ساقط کر دیا اور بالعمرۃ الی الحج کو لکھا اور کسی نے اسکا عکس کیا اور بعد چندی اوسی نسخہ کا شیوع
ہوا جسمین بالنساء کا لفظ نہین ہی اور رفتہ رفتہ وہ نسخے مفقود ہو گئی جنمین بالنساء کا لفظ مذکور تہا اس جہت سی
تمہاری فضلا کو یہ کہنی کی جگہ ملی کہ یہ روایت محرفہ ہی ورنہ تحریف کی گنجایش یہان اصلا نہین ہی کیونکہ بجز
اس روایت کی کوئی دوسری روایت دلیل اثبات حلت متعۃ النساء کتب اہل سنت مین مذکور نہوتی تو البتہ
اشتباہ تحریف کا ہو سکتا تہا ہرگاہ تمہاری کتابین بطرق مختلفہ ان روایات سی اسقدر مملو ہین کہ اون کی

اہلسنت سے تا صدور یہی خلیفہ ثانی تک ثابت ہے صدہا اقرار مستند کی کہ ہو شیخ کی ہی تو کوئی عاقل بقدر یقین
کر سکتا ہی کہ یہہ روایت بیچ شیعوں کی تحریف کی ہوا اسکی یہہ ہی کہ فاضل روزبہان سے علی شافعی نے
ابطال الباطل میں اس روایت سے انکار نہیں کیا اور صحیح مسلم کی اسناد سے لکھا اور تحقیق ... اور اسکے
تسلیم کی تحقیق ہوا اگر یہہ فرض کیا تا نسخہ مستند ولد میں تحریف ... موجود
والا ہیں سے شیعوں کا انکار ہی بارہ آتا لیکن متاخرین اہلسنت بلالحاظ اوسکی نسخ مستند ولد پر اعتماد
کرکی یہہ اعتراض کرتی آئی ہیں اور جواب معقول سنتی آئی ہیں اسشخص نی جو اس اعتراض کو ایسی طور پر رنگ
دیکے ذکر کیا ہی کہ گویا اسکی نتایج طبع سے ہی یہہ محض اسکی طمع بیجا و خیال خام ہی تہمت خیانت کی ایسی عالم
جلیل القدر جناب سلطان العلما کی شان میں ناسمجھ نے روا رکھی یہہ غلط فہمی اسکی ہی کیونکہ خیانت اوسکو کہتی ہیں
جو اسکی شیخین نی کی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ذکر منازعت حضرت عباس و حضرت امیر میں لکھا ہی قال عمر
فلما توفی رسول اللہ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک و
یطلب ھذا میراث امراتہ من ابیہا فقال ابوبکر قال رسول اللہ ما نورث ما ترکنا صدقۃ
فرایتماہ کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم انہ لصادق بار راشد تابع للحق فلما توفی ابوبکر و انا ولی
رسول اللہ و ولی ابی بکر فرایتمانی کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم انی لصادق بار تابع للحق فولیتہا ثم
جئتنی انت و ھذا و انتما جمیع و امرکما واحد حاصل مضمون یہہ ہی کہ عمر نی کہا ہر گاہ کہ پیغمبر خدا نی وفات پائی
ابوبکر نی کہا کہ میں ولی رسولخدا کا ہوں پس آئی تم دونو طلب کرتا ہی تو ای عباس میراث اپنی برادرزادہ کی اور طلب
کرتا ہی یہہ شخص یعنی جناب امیرالمومنین میراث زوجہ اپنی کے باپ سے اوسکی پس ابوبکر نی کہا کہ آنحضرت نی
فرمایا کہ ہم میراث نہیں چھوڑتی جو کچھہ متروکہ ہمارا ہی وہ صدقہ ہی پس تم دونو نے اسکو کاذب اور غادر اور خائن جانا
ہو اور خدا جانتا ہی کہ وہ راست گو اور نیکوکار اور رشید اور تابع حق کا تہا پس جب وہ بھی مرگیا اور میں اوسکے
جگہ پہونچا پس مجھکو بھی تم دونو نی کاذب اور غادر اور خائن معلوم کیا اور خدا جانتا ہی کہ میں صادق اور نیکوکار
اور تابع حق کا ہوں پس آیا تو میری پاس اور یہہ آیا اور حالانکہ تم دونو باہم اختلاف نہیں رکھتی اور امر تم دونو کا ایک
ہی انتہی ترجمہ پس حضرت فاروق کی بیان سے ثابت ہوا کہ جناب ولایت مآب شیخین کو کاذب و غادر و خائن
جانتی تھی اور تم اس سے اگر انکار کروگی تو تکذیب تمہاری فاروق اعظم کی لازم آویگی ... سوا اوس
حضرت جلیل المناقب کی خوشی سے دلیل مستقیم قول خلیفہ کی ہے پس ثابت ہوا کہ خیانت کی نسبت شیخین کی طرف

اور یہہ تم کو بہی ہی اور تمہاری علماء کہ یہہ زیادتی ہیں بطریق اولی اہلسنت کی نزدیک وارد ہیں اور تحقیقت امر یہہ ہے
کہ نسخ صحاح ستہ کی مختلف ہیں چنانچہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں تصریح اسکی کی ہے کہا ہی روایت نقل کی ہے
الاحادیث کثیر لما لفاف فی الاصول التی قرأتها وسمعتها ونقلت منها من الاختلاف والنسخ
والعارق اور بہی جامع الاصول میں ہے سالت ابن عباس عن المتعة ای متعة الحج فرخص فیها وکان ابن الزبیر
ینهی عنها فقال هذه ام ابن الزبیر تحدث ان رسول الله رخص فیها فی روایة عن المتعة ولم یقل
عن متعة الحج فلا ادری متعة الحج او متعة النساء اخرجه مسلم پس نظر اسکی کہ نسخ صحاح کی بہت مختلف
ہیں اور اکثر احادیث مانحن فیہ میں بہی اختلاف ہے اگر نسخ صحاح قدیمہ میں یہہ حدیث درباب متعة النساء کی ہے
تو مقام عجب نہیں ہے جیسا کہ فاضل روزبہان کا انکار کرنا اس کلام پر شاہد قوی ہے اور روایتیں بخاری کی یہہ تحریفات
سی مملو ہیں جیسا کہ تفسیر نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم میں نافع سی ابن عمر سی منقول ہے
کہ اتدری فیم انزلت قلت لا قال انزلت فی کذا وکذا ثم مضی وعن عبد الصمد حدثنی
ایوب عن نافع عن ابن عمر فأتوا حرثکم انی شئتم قال یأتیها فی اور حمیدی کہ جامع صحیحین ہے لکہا ہی قال
ابن الجوزی فی روایة الجمع بین الصحیحین یأتیها فی الفرج وهو غلط بحسب فهمه ثم وقفت
علی سلفه فیه وهو الحمیدی فرأیت فی نسخة الصغانی او البرقانی فی فرج ولیس مطابقا لما فی
نفس الروایة عن ابن عمر لما ساذکره وقد قال ابو بکر ابن العربی فی سراج المریدین اورد البخاری
هذا الحدیث فی التفسیر فقال یأتیها فی وترك بیاضا والمسئلة مشهورة صنف فیها محمد
بن سحنون جزءا وصنف فیها محمد بن شعبان کتابا وبین ان حدیث ابن عمر فی اتیان المرأة فی دبرها
انتهى الغرض اختلافات اور نقص اور تحریفات آپکے کتابونمیں بہت ہیں اور خصوصا نسخ صحاح کی نقائص اور خطایا
کی انتہا نہیں بعض نسخہ میں یہہ حدیث درباب حلت متعہ کی ہو تو یہہ لازم نہیں آتا کہ سب نسخہ میں ہو اور یہہ جو
آپنی فرمایا کہ صحیح ترمذی میں حدیث حرمت متعہ کی البتہ ابن عباس سے یون موجود ہے کہ قال انما کانت المتعة الخ
تو یہہ آپکے چالاکی پیش رفت نجائیگی اسلئے کہ اس حدیث کو صحیح جاننا اور نسبت دینا طرف ابن عباس کی وجہ سے
باطل ہے اول یہہ کہ روایت ترمذی کی تمہیں بہی معتبر نہیں دوسری یہہ کہا ہی ثابت ہوچکا ہی کہ تمتع سوا
ازدواج ہی جیسا کہ صاحب کشاف نے تصریح اسکی کی ہی اور بہی بہت سی احادیث سی ثابت ہوچکا کہ متعہ
نسخ نہیں ہوا اور بہی ثابت ہوچکا کہ نہایہ جزری اور جامع الاصول اور تفسیر محمد بن جریر طبری میں ابن عباس

سے روایت ہے ما کانت المتعة الا رحمة رحم اللہ بہا امة محمد ولولا نہی عمر عنہا ما زنی الا
شقی ہے ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ منسوخ نہیں ہوا اور نسبت دینا اس حدیث کا طرف ابن عباس
کی تشنیعات اور ضعیفات اہل سنت سے ہے تیسیر یہ کہ کتاب جامع الاصول میں عمرو بن سعید سے روایت
کی ہے قال عروہ بن الزبیر ان عبد اللہ قام بمکة فقال ان ناسا اعمی اللہ قلوبہم کما اعمی
ابصارہم یفتون بالمتعة یعرض برجل فناداہ فقال انک لجلف جاف فلعمری لقد کانت المتعة
تفعل علی عہد امام المتقین یرید رسول اللہ فقال لہ ابن الزبیر فجرب بنفسک فواللہ لئن
فعلتہا لارجمنک باحجارک انتہی حاصل مضمون اس عبارت کا یہ ہے کہ کہا عروہ ابن الزبیر نے کہ عبد اللہ کھڑا ہوا
اوسنے مکہ میں کھڑا ہو کر کہا تحقیق کہ بعضے آدمی خدا وند تعالی نے دلوں کو اونکے مانند آنکھوں کی کور کیا ہے فتوی دیتے ہیں
حلت متعہ کا اور مقصود اوسکا اس کلام سے تعریض تھا ایک شخص کے تئیں پس اوس مرد نے آواز دیا اور کہا کہ تحقیق
تو کلیتہ ہے قسم ہے جان اپنی کی کہ متعہ ہوتا تھا عہد میں امام المتقین کے وہ رسول خدا ہیں پس ابن الزبیر نے اوس سے
کہا کہ تو اپنی ذات سے تجربہ کیا قسم ہے خدا کی کہ اگر تو متعہ کرے گا تجھے پتھروں سے سنگسار کروں گا انتہی
خبیر پر پوشیدہ نہ رہے کہ جس مرد کی ساتھہ ابن الزبیر نے تعریض کیا وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے اسطرح
عمر میں بصارت سے معذور ہو گئے تھے ایسے حدیث صاف صریح دلیل ہے کہ عہد رسول خدا میں متعہ کیا جاتا تھا اور
حضرت ابن عباس اخیر عمر تک فتوی متعہ کا دیتے تھے پس جو بعضے متعصبان اہل سنت نے کہا ہے کی نقل عن ابن عباس
انہ رجع فی آخر عمرہ عن القول بالمتعة تو یہ حق الکلام کی قبیل سے داخل موضوعات میں ہے یہ ہے کہ فاضل
روزبہان نے کتاب ابطال الباطل میں لکھا ہے مذہب الشافعی ان نکاح المتعة حرام لکن لا حد فیہ لانہ
ذہب الی ان کل جہة صححہا عالم سنی بدلیل قوی واباح الوطی فیہا فلا حد وان اعتقد الواطی
التحریم وذلک کالوطی فی النکاح بلا ولی کمذہب ابی حنیفة وبلا شہود کمذہب مالک
وفی المتعة کمذہب ابن عباس یعنی مذہب شافعی کا یہ ہے کہ نکاح متعہ حرام ہے مگر اوسپر حد نہیں اسلئے کہ اوس
نے ہر ایک جہت کو عالم سنی نے تصحیح کیا ہو ساتھہ دلیل قوی کے اور مباح کیا ہو وطی کو بیچ اوسکے پس حد نہیں
اگرچہ واطی اعتقاد کرتا ہو کہ یہ وطی حرام ہے جیسا کہ وطی کرنا نکاح بے ولی میں مثل مذہب ابی حنیفہ
کی اور نکاح بے شہود میں مانند مذہب مالک کی اور وطی کرنا متعہ میں مثل مذہب ابن عباس کے انتہی
ترجمہ اگر ابن عباس نے اپنی قول سے رجوع کیا ہوتا اور اعتقاد کیا ہوتا کہ متعہ حرام ہے تو شافعی نکاح

نکاح متعہ سے حد ساقط ہو تمہیں مذہب ابن عباس کو نظیر کیوں قرار دیا علاوہ ان سبکے کہتا ہوں کہ کون سا امر اس آیہ میں حرمت پر دلالت کرتا ہے اگر یہہ کہیے کہ الا علی ازواجہم سے معلوم ہوتا ہے تو میں کہونگا کہ لفظ فیتزوج المرأة بقدر ما یری سے کہ خود اسکے شیخ نے ترمذی سے بروایت ابن عباس نقل کیا ثابت ہوتا ہے کہ متمتع بہا زوجہ میں داخل ہے پس معلوم ہوا کہ قبل نزول آیہ الا علی ازواجہم کے لفظ زوجہ کا اطلاق متمتع بہا پر کلام عرب میں شایع تہا ایسی حالت میں متعہ کا نسخ الا علی ازواجہم سے کیونکر ہو سکتا ہے لاجرم موضوعیہ نسخ ثابت ہوئے ثابت ہوئی ہذا ما حصل لی فی ہذا المقام بفضل العزیز العلام وسیأتی غیر ذلک انشاء اللہ تعالی **قولہ** خوش گفت است سعدی در زلیخا * الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا * **اقول** ز قول باطل خود شرم کن آخر نمی بینی کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا **قال الناصب الغوی اللئیم** اتنا بھی نہیں جانتے کہ عبد اللہ ابن عمر سے تو سنی کہ حرمت میں احادیث متعددہ مشہور ہیں اور کتب معتبرہ میں مذکور ہیں منہا ما اخرجہ الامام احمد فی مسندہ عن عبد الرحمن بن نعیم الاعرجی قال سأل رجل ابن عمر عن متعة النساء فغضب وقال واللہ ما کنا علی عہد رسول اللہ صلعم زانین ولا مسافحین ثم منہا ما اخرج ابن ابی شیبہ عن نافع ان ابن عمر سئل عن المتعة فقال حرام ومنہا ما اخرج البیہقی عنہ انہ قال لا یحل لرجل ان ینکح امرأة الا بنکاح الاسلام ویمہرہا ویرثہا وترثہ پہر اباحت اسکی ان سے کیونکر مروی ہوا **اقول بفضل اللہ العلیم** خر عیسی اگر بمکہ رود * چون بیاید ہنوز خر باشد * عجب طرح کی بات ہے اپنے مونہہ میاں مٹھو اپنی کتابوں کے احادیث وضعیہ بنا کے آپ استدلال لاتے ہیں کہ یہہ خصم کے نزدیک سب دروغ ہیں کیا روایات مختلفہ میں تطبیقین معمول بہ ہو سکتے ہیں اگر ترمذی نے حضرت عمر کی حمایت کے لئے انکی بیٹی سے اسطرح کی روایتیں بہی نقل کر دیں تو اس سے کیا ہوتا ہے اور یہہ بہی محتمل ہے کہ انکے قتیں خلیفہ زادہ سفیان کلمہ انصاف بانہ لایا ہو بعد اسکے جادہ انصاف سے باہر ہو گیا ہو علاوہ یہہ بہی کہ پہلی روایت جو آپنے ذکر کی ہے آپکے مدعی کی موافق نہیں اسلئے کہ حلت متعہ کی عہد جناب رسالتمآب میں کتاب بہہ سنت اور قول فاروق متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ سے ثابت ہے بالطلاق زنا اور سفاح کا اسکی اوپر حرام تہا ساتہہ اسکی اگر ابن الخلیفہ نے خلاف اسکی کہا تو تشریع کی ایسے شرع کی کلام کا کیا اعتبار اسکی سوا اس روایت اولی سے یہہ بہی مراد ہو سکتے ہے کہ ہم سب زمان نبوی میں متعہ کیا کرتے تہے تو اگر جائز نہوتا تو زانی ہونا ہمارا لازم آتا اور ہم زانی نہ تہے لا محالہ حلت متعہ ثابت ہے **قال الناصب الغوی اللئیم** یہہ آپکے مطلب فرمائی ہیں بلکہ سب کہہ ہو

آبائی شیخ حلی نے کتاب نہج الحق میں لکہا ہی کہ شافعی کے نزدیک نماز سفر میں قصر کرنا معصیت ہی اور
والد بزرگوار جناب کے کتاب صوارم میں شیخین کیطرف نسبت کرکر یہ عبارت افادہ فرماتی ہین کہ ابن عمر ابن
عاص شخصیست کہ بخاری و مسلم ہر دو در صحیحین خود از او روایت نمودہ اند کہ گفت سمعت رسول اللہ یقول
ان آل ابیطالب لیسوا باولیآء حالانکہ کتب شافعی میں نہ معصیت کا نام ہی نہ ان دونوں کتابوں میں نام ابیطالب
کا نشان خدا آپکے تقصیر معاف کری **اقول بفضل اللہ العلیم** اگرچہ آپکی آبائی روحانی اخلاف
میں بے نظیر و لاثانی تہے مگر آپ بہی اونسے اس فن میں کم نہیں ہین بلکہ اپنے قدما کی قدم بقدم چلی جاتی
ہین کیون نہو اوت کا پوت اوت مثل مشہور ہی دیکہئی یہان آپنے کیا خوب نئی بات اپنی دل سے پیدا کی
ہی اور کیا اچہا مضمون باندہا ہی اگر آپکا شعر آپکی شان میں یون پڑہا جاوی تو زیبا ہی ؎ جہوٹہہ تو کیون
نہ کہی جہوٹہہ تیری ساتہہ رہا اللہ الحمد کہ یہہ سعر کہہ رہا تہہ رہا **قولہ** شیخ حلی نے کتاب نہج الحق میں لکہا ہی
کہ شافعی کی نزدیک نماز سفر میں قصر کرنا معصیت ہی انتہی **اقول** اس قول میں پہلی کذابی یہہ ہے
کہ علامہ حلی کا لقب شیخ قرار دیا گر اسمین آپ مقلد ہین منتہی الکلام والی کے چنانچہ ابن حجر کی نقاط کی شرح مین
یہہ نکتہ حاشیہ منتہیہ میں پیشتر مذکور ہو چکا ہی دوسرے جہوٹہہ مین سچ یہہ ہی کہ آپنے بڑا کام کیا ہی کہ اپنے
اقدمین کی سر پر بہی تقدم کا قدم کہا بیان اوسکا یہہ ہے کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اصلا اس کتاب میں یا کہین
کسی کتاب مین نہین لکہا کہ شافعی کے نزدیک نماز سفر میں قصر کرنا معصیت ہی در ایسی صاف و صریح یہہ افترا باندہ
کر اسے تہمت سی اونکو متہم کر دیا واہ واہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند اصل منشاء اس دروغگوئی کا آپکے اسیقدر
ہی کہ کتاب مذکور میں جواز قصر نماز سفر میں معصیت کے مذہب ابیحنیفہ کا ہی اسکی بیان میں سہوا ناسخ سی نام
بدل گیا کہ شافعی کا نام ابی حنیفہ کی نام کی جگہہ مرقوم ہوا صاحب ابطال الباطل نے اوسپر ارتکاب کذب کا
اعتراض کیا تہا سید نور اللہ شوستری نی اوسکا جواب لکہا مگر صاحب شوکت عمریہ نی اوس جواب
معقول کو ناشنیدہ قرار دیکر اسی اعتراض کا یون اعادہ کیا واز آن جملہ است آنچہ علامہ حلی قصر صلوۃ را در سفر
معصیت در کتاب نہج الحق بطرف شافعی نسبت کردہ الی آخرہ آپ اوسی سمجہ کی دوسری طرح سی افادہ کیا
کیا خوب فہم آپکا ہی کہ مقید اور مطلق میں فرق نکر سکے کہ کلام سفر معصیت میں تہا اوسکو سفر مطلق میں
سمجہکر قصر کو معصیت ٹہرا دیا یعنی مادہ کو سچا رکہکر ترتیب کو بدل کے اپنا کام نکال لیا ایسی سے اولی سمجہ کو
اہل فہم العرنیۃ بصبیان اعراضہ کہ المشکلان کہتی ہین اب ہمنی معلوم کیا کہ حق سچا نب آپکی ہی کہ شوکت عمریہ

مرتبہ اور منتہی الکلام دیکھکر سمجھی یا نہ سمجھی سلطان العلماء سی بحث کرنیکا حوصلہ کیا ایسی سمجھ والی جو کچھ ارادہ کرین کر سکتی

ہین ؎ تا مباحث فہم گشتم روز گام تیرہ شد ۔ دل خوشی گویا کہ از چیزی نفہمیدن بود ۔ باقی رہا جواب فاضل

روزبہان حنبلی کے اعتراض کا سو احقاق الحق مین سید مرحوم خوب لکھ گئی ہین اسکا خلاصہ یہ ہی کہ یہہ کذب نہین

بلکہ سہو ناسخ ہی کیونکہ اگر معاذ اللہ کذب ہوتا تو آگی چلکے اسی کتاب مین علامہ کیون لکھتی ذہبت الامامیہ الی

ان العاصی بسفرہ کالخارج لقطع الطریق او السعایۃ فی قتل المسلم او الطلب فجور و شبہہ لا یجوز لہ التقصیر فی الصلوۃ ولا فی الصوم

وقال ابو حنیفۃ و اصحابہ و الثوری و الاوزاعی لا فرق بین الطاعۃ و المعصیۃ اب عبارت سی صاف ظاہر ہوا کہ اس

بیشتر کی عبارت مین سبقت قلم و سہو ناسخ سی شافعی کا نام ابو حنیفہ کی نام کی جگہ لکھا گیا بلکہ کلام صاحب

ابطال الباطل سے بھی اسطرف مشیر ہی کہ اوسنی کہا قد ذہب بیان ہذہ المسئلۃ قد نسب الی الشافعی فیما مضی

و نسبناہ الی الکذب انتہی اور صاحبان فہم و دانش خوب جانتی ہین کہ ہر فعل کی غایت و غرض ہوتی ہے اگر

علامہ علیہ الرحمہ خاص شافعی کی رد کی درپی ہوتی تو البتہ گنجایش اس مظنہ کی ہو سکتی تہی کہ دوسری کا قول

شافعی پر باندہکر اوسکو ملزم کرنیکی واسطی ارتکاب کذب کیا و حال آنکہ ظاہر ہی کہ علامہ کو جمیع اہلسنت کی

اقوال کا رد کرنا مطلوب ہے تو ایسی حالت مین ایکی نام کی جگہ اوسکا نام اور بالعکس لکھنے سی

بجز اسکی کہ سبقت قلم سی سہو ایسا ہو گیا ہرگز احتمال ارتکاب کذب کا

نہین ہی علاوہ اسکی جب اونکی کتاب منتہی المطلب مین اور تذکرۃ الفقہا مین صاف و صریح اس حکم کو مذہب

ابو حنیفہ لکھا ہی تو کسی طرح بجز سہو ناسخ کی احتمال دوسرا نہین ہو سکتا ہذا عبارتہ فی المنتہی و ابو حنیفۃ یجوز للعاصی

فی سفرہ القصر انتہی ہان یہہ البتہ علامہ علیہ الرحمۃ و الغفران فی کتاب کشف الحق و نہج الصدق مین افادہ فرمایا

کہ ذہبت الامامیۃ الی وجوب القصر فی سفر الطاعۃ وقال الشافعی ہو بالخیار بین القصر و الاتمام

وقد خالف قولہ تعالی فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر و اوجب الامام الحق المعصوم علیہ السلام

وکل من اوجب القصر فی الصوم اوجبہ فی الصلوۃ انتہی موضع الحاجۃ معلوم ہوتا ہی کہ شافعی کی عیب بیان کیے

واسطی کہ اوسنی خلاف قرآن کی خیار بین القصر و الاتمام کو کیا اور مرتکب گناہ کا ہوا آپنی یہہ چند کلمات بیہودہ

زبان سی ارشاد فرمائی ف پوشیدہ نہ رہی کہ قصر رباعیات کا سفر مین واجب ہے کتاب سنت سی اجماع سے

لیکن چونکہ صاحب عبادت مین بہت رغبت رکہتی تہی اسلئی خلاف خدا و رسول کی رکعات نماز کو سفر مین

بحال رکہا شیخ عبد الحق دہلوی نی شرح مشکوۃ مین لکھا ہی ان عثمان صلی فی ایام الحج فی منی اربع رکعات

من الصحابة الذين معه ايضا صلوا اربعا وكانت عائشة ايضا اتمت وجاء عن رسول الله ص انه لم يتم
في السفر اصلا اور صحیح بخاری میں ابن عمر سے منقول ہے انه قال صليت مع النبي ص بمنى ركعتين ومع ابي بكر
وعمر ومع عثمان صدرا من خلافته ثم كان يتم اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عثمان کی پاس کوئی عذر اتمام
صلوٰۃ کا سفر میں نہ تھا مگر شارح دہلوی نے بپاس خاطر اپنی خلیفہ کی توجیہات سخیفہ و تاویلات ضعیفہ ذکر کیا ہے
اور بعد ان توجیہات کی خود اون سبکو رد کیا و هكذا عبارته قد اختلف في وجه اتمام عثمان فقيل لانه كان
تأهل بمكة او لانه كان امير المؤمنين فكل موضع له دار او لانه عزم على الاقامة بمكة ورد هذه الوجوه
اما الاول فبان النبي ص كان يسافر بزوجاته وقصر والثاني بان النبي ص كان اولى بذلك والثالث
بان الاقامة بمكة على المهاجرين حرام ولان هذه الوجوه لا تجري في صلوة عائشة على انه ظنون
لا دليل عليها انتهى كلامه آفتاب اوج سروری جناب مفتی سید عباس شوشتری جواہر عبقریہ فی رد تحفہ اثنا عشریہ
میں بایں عبارت افادہ فرماتی ہیں کہ پیروان اصحاب ثلثہ را آفرین کہ این وجوہ ثلثہ اگرچہ بدولت اقبال عثمانی ہرگز
خالی از لطف نیست اما وجہ دوم بسیار لطیف واقع شدہ واز آن کمال محبت و اعتقاد گویندہ اش نسبت بخلیفہ می تراود
چہ این قائل حضرت عثمان را بسبب اینکہ امیر مؤمنان بود مالک تمام روی زمین و جمیع اقطار ارضین گردانیدہ است و ہر
شہر و منزل را منزل و شہر وی ساختہ و بزعم این سنی سرور امم و رسول اکرم و علت غائیہ ایجاد عالم این مرتبہ رفیعہ را نیافتہ
تا بشیخین جلیلین چہ رسد و سببش ظاہر این است کہ امارت بحسب لغت و عرف دولت و مال را میخواہد و جاہ و
جلال و اقبالیکہ اعلیٰ حضرت کیوان منزلت جناب خلیفہ ثالث داشتند نہ بدست پیغمبر اطہر آمدہ و نہ نصیب کسی از صحابہ
کبار شدہ بود پس حقیقت امیر المؤمنین ایشان بودند نہ دیگری انتہی کلامہ الشریف پس اگر شافعی نی شاید بپاس خاطر
خلیفہ ثالث کی قصر کو معصیت جانا ہو تو مضائقہ نہ ہوگا اب میں کہتا ہوں کہ اپنی معتبر کتابوں کو اہل سنت کی
ملاحظہ کیجیے کہ احادیث موضوعہ بہت سے موجود ہیں جیسا کہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اعتراف اسکا
کیا ہی اور کہا وضعت البكرية لصاحبها احاديث نحو لو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر
فانهم وضعوه في مقابلة حديث الاخاء ونحو سد الابواب فانه كان لعلي فقلبته البكرية الى
ابي بكر ونحو ائتوني بدواة وبياض اكتب لابي بكر كتابا لا يختلف عليه اثنان فانهم وضعوه في مقابلة
الحديث المروي عنه في مرضه ائتوني بدواة وبياض اكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده ابدا فاختلفوا عنده
وقال قوم منهم لقد غلبه الوجع حسبنا كتاب الله ونحو حديث انا راض عنك فهل انت راض عني

یعنی وضع کیا ہی فرقہ بکریہ نی واسطی صاحب اپنی کی بہت سی احادیث مثل حدیث لو کنت متخذا الخ کی کہ اس فرقہ نی
وضع کیا ہی مقابلہ حدیث مواخات کی یعنی برادر کرنا حضرت رسولخدا کا حضرت علی علیہ السلام کی ساتھ اور مانند سد الابواب
کی کہ یہہ مخصوص واسطی حضرت علی علیہ السلام کی تہا اور بکریہ نی واسطی ابوبکر کی وضع کیا ہی اور مانند ائتونی بدواۃ
وبیاض اکتب لابی بکر کتابا الخ کی کہ وضع کیا ہی اونہون نی مقابلہ اوس حدیث کی کہ مروی آنحضرت سی ہی کہ اپنی مرض
مین فرماتی تہی لاؤ دوات وبیاض تا نامہ لکہو مین واسطی تمہاری کہ گمراہ نہو بعد اوسکی اور مانند حدیث انا راض فغلک
الحدیث انتہت ترجمۃ اسیطرح سی بہت سی حدیثین اہل سنت وجماعت نی فضیلت اصحاب ثلثہ مین ذکر کی ہین اور اپنے
محل مین مذکور ہین اب علماء امامیہ رضوان اللہ علیہم پر یہہ طعن کرنا کہ خلاف واقع کی مسائل مین غلطی کرتی ہین
سراسر بیجا ہی اور اوسکی تمہاری مرشد ہین کہ احادیث کو فضائل اصحاب ثلثہ مین وضع کر کی ذکر کرتی ہین اور یہہ جو آپنے
فرمایا کہ ان دونو کتابون مین نام ابیطالب کا نشان نہین پس یہہ فرمانا آپ کا واسطی چہپانی رسوائی بخاری و مسلم کی
ہی کہ یہہ دونو راویان کفرہ فجرہ سی روایت کیا کرتی ہین حیرت ہی کہ آپ ان دونو کتابونکو ملاحظہ نہین فرماسکتے
نشان ان دونو کتابون مین نام ابیطالب کا ہی مگر چونکہ علماء محدثین اہلسنت حذف اور اسقاط اور تحریفات احادیث
مین کیا کرتی ہین اس جہت سی روایت موضوعہ مین ان آل ابیطالب لیسوا باولیاء کی کہ راوی اسکا عمرو بن عاص
ہی لفظ ابیطالب کو حذف کیا ہی اور بعض شراح نی ابی البیاض اور بعض نے ابی العاص اور بعض مصنفین نے ابیطالب
ذکر کیا ہی پس حکم کرنا آپکا کہ نام ابیطالب کا اصلا نہین ہے غیر مسلم ہی ابن ابی الحدید نی کہا ہی اما عمرو ابن العاص
فہو ہی عند الحدیث الذی اخرجہ البخاری والمسلم فی صحیحہما مسندا متصلا بعمرو بن العاص قال سمعت
رسول اللہ ص یقول ان آل ابیطالب لیسوا بی باولیاء انما ولی اللہ وصالح المؤمنین انتہی کلامہ اسی طرح سے
ابن حجر نی بہی اس روایت کو ذکر کیا ہی حیث قال قال ابوبکر بن العربی فی سراج المریدین کان فی اصل
حدیث عمرو بن العاص ان آل ابیطالب فغیر الی فلان انتہی اور مخفی نہ رہی کہ عمرو بن العاص عداوت جناب امیر المؤمنین
علی علیہ السلام سی بہت رکہتا تہا اسلئی یہہ روایت اوسنی وضع کی اگر آپ سند اسبات کی چاہتی ہون کہ
بخاری او مسلم راویان ملاحدہ سی روایت کیا کرتی ہین اور بنای اعتقاد اور اعمال اپنی کو اوسی پر چہوڑتی ہین
تو گوش ہوش سی سنئی کہ ابن ابی الحدید نی ذیل خطبہ حضرت علی ع کی کہا ہی فنظرت فاذا لیس لی معین حاصل اوسکا
یہہ ہی کہ شیخ ہماری ابو القاسم بلخی نے فرمایا کہ عمرو بن العاص ہمیشہ ملحد رہا اور ہرگز الحاد اور زندقہ مین تردد نہین
کرتا تہا اور معاویہ مثل اوسکی تہا پس ہم آپسی پوچہتی ہین کہ بخاری کو کیا ضرورت تہی کہ ایسی راوی سی روایت

کرتی اور اپنی اعتنا کرو اوسپر چہوڑتی اور یہی بخاری عمران بن حطان سے روایت کیا کرتا ہے حالانکہ وہ رئیس خوارج
کا تھا ابن ملجم لعین کے مدح کیا کرتا تھا چنانچہ صاحب عینی شارح صحیح بخاری فی العینی شرح بخاری اور اوسکی شرح کا سبب یہ
لکہا ہی کہ عمران بن حطان کان رئیس الخوارج وشاعرهم وهو الذی مدح ابن ملجم قاتل علی بن ابی طالب
بالابیات المشهورة اور مطابق حدیث خیر الانام الخوارج کلاب النار بخاری کو کیا ضرورت واقع ہوئی کہ اس خارجی
بے باک اور سگ ناپاک سے روایت کری اور اوراق کتاب کو ایسی لعین خبیث کی روایت سے آلایش دی البتہ شارح
عینی نے انصاف کیا حیث قال فی الفصل المذکور لیس للبخاری حجة فی تخریج احادیثه ومسلم لم یخرج
حدیثه وهل یتان لرصدق اللهجة فقد افحش فی الکذب فی مدح ابن ملجم اللعین والمتعبد کیف یفرح
بقتل مثل علی بن ابی طالب حتی یمدح قاتله اور بخاری نے معاویہ علیہ ما علیہ سے روایت کیا ہے حالانکہ قباحت
اعمال معاویہ کی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے ربیع الابرار میں ہی کہ فلتت من معاویہ ریح علی المنبر فقال یا ایها الناس
ان الله خلق ابدانا وجعل فیها ارواحا فما تمالک الناس ان یخرج منهم فقام صعصعة بن صوحان فقال
اما بعد فان خروج الارواح فی المتوضات سنة وعلی المنبر بدعة انتہی مختصر مضمون یہ ہی کہ ایک دن منبر پر
دفعۃً گوز عظیم معاویہ سے سرزد ہوا نہایت بیحیائی سے شرم نکیا عذر بدتر از گناہ دہیا یا کہا یا ایها الناس حق سبحانہ تعالی
نے ارواح کی تعین بدنوں میں پیدا کیا ہی پس قدرت ضبط کی نہیں رکہتی ہیں پس صعصعہ نے اوٹہکر کہا کہ خروج ریح کا
بیت الخلا میں طریق جاری ہے اور منبر پر بدعت ہی اور طرفہ یہہ ہی کہ حافظ شمس الدین نے کتاب مغنی میں روایت کی
ہی فی الضعفاء والمجاهیل واصحاب اللین هکذا جعفر بن محمد بن علی بن الحسین الهاشمی ابو عبد الله
ثقة لم یخرج له البخاری یعنی بخاری نے حضرت سے روایت نہیں کرتا اور ذہبی نے کتاب میزان میں بیان
جعفر بن محمد بن علی بن الحسین الهاشمی کی لکہا ہی ابو عبد الله احد الائمة الاعلام بر صادق کبیر الشان لم یحتج
به البخاری ای سبحان الله صاحب انصاف بدرجہ پاک سوچتا ہے کی انصاف فرمائیں کہ بخاری امام برحق ناطق جناب
جعفر صادق علیہ السلام سے احتجاج نکیا اور عمران بن حطان مادح قاتل امام الانس والجان سے روایت کی آیا وہ اوسکے
زعم میں امام ابن امام ابن امام ابن امام ابن امام کذاب تہی معاذ الله اور قاتل امیر المؤمنین صادق اللہجہ تہا تاں خبا
امام جعفر صادق علیہ السلام کو اصحاب ثلثہ کا محب نہ پایا اور عمران بن حطان کو دشمن حضرت امیر المؤمنین اور دوست
ہر سہ خلفاء راشدین کا پایا تو اسسے کیونکر روایت نکرتا اور اوسنے نقل کرنے میں کسطرح مطمئن رہتا کہ
سب قبول کرینگے اور کتاب ثاقب تکلیفی میں کہ مشہور ہی اسطرح سے ہے کہ بخاری نی صحیح بخاری میں

مین ایک ہزار و سو خوارج سی روایت کیا ہی بالجملہ یہہ قصہ روات کا بہت دور و دراز ہی محتاج تفصیل کا ہی
مطول مطولات ہی اور ظاہر ہی کہ آپ سی عیب پوشی بخاری کے نہو سکیگی مگر آپنے علمآء امامیہ پر جو اتہام باندہا اسکی
پاداش سے غافل نہ رہی خدا اسکی سزا آپ کو دیگا اور ہرگز آپکے گناہ نہ بخشیگا ۵ جزاء ربہ عنی عدی بن حاتم
جزآء الکلاب العاویات وقد فعل ٭ **قال الناصب الغوی اللئیم** رہی یہہ بات کہ یہہ حدیث متعۃ الحج کی
مین ہی لیکن عبد اللہ نے کیون اپنی باپکے حق مین یہہ بے اعتنائی کی جواب اسکا یہہ ہی کہ وہ شامی عامی تہا تفصیل
تمتع کی نہ جانتا تہا سمجہا کہ مطلق تمتع حرام ہی اور محرم اوسکی حضرت عمر ہین اسو اسطی جب عبد اللہ نے یہہ اوسکی
جواب مین مطلق فرمایا کہ یہہ حلال ہے اوسنے بطریق اعتراض کے کہا کہ ان اباک قد نہی عنہا تب عبد اللہ نے اوسکے
ساکت کرنیکو کہا کہ ارایت ان کان ابی نہی عنہا وصنعہا رسول اللہ ءامر ابی تتبع ام امر رسول اللہ تب کہا
اوسنے بل امر رسول اللہ پس کہا عبد اللہ نے لقد صنعہا رسول اللہ گویا اوسکو الزام دیا کہ جس تمتع کو رسول اللہ
کرتے تہے وہ تو ایک ... ہے میری باپنے کیونکر حرام کیا پس معلوم ہوا کہ یہہ ارشاد عبد اللہ کا اوسکی اسکات
کو تہا کچہہ بے اعتنائی کی طور پر نہ تہا اب جیسے متعۃ النسا کی تحریم کی طعن سی حضرت عمر بری الذمہ تہی ایسے متعۃ الحج
کی طعن سے بری العہدہ ہین ۵ حق پر کیونکر ہون یہان حق ہے میری ساتہہ رہا ٭ فقد الحمد کہ یہہ معرکہ بہی ہاتہ آیا
اقول بفضل اللہ العلیم ہی ثابت ہو چکا کتب احادیث سنیہ مین روایت حلت متعہ کی عبد اللہ بن
عمر سے منقول ہے پس بیہودہ سرائی آپکے بیجا ہی بڑی حیرت کی بات ہی کہ اوس خلف رشید نے یہہ نہو کہی بار ے
اس مقام پر کی خلیفہ زادہ سنیان کو لازم تہا کہ تفصیل اسکی اوس شامی کو بتلا دیتے نہ یہہ کہ دونو معنیونکو
متعۃ الحج کی خلط کرکے اوسکو وہہ کہہ دیتے اور آپکو لازم ہی کہ دلیل اثبات اس امر کی لاتے کہ وہ سایل شامی
عامی تہا تفصیل تمتع کی نہ جانتا تہا اور نہین تو آپکے خامی ہے کہ اوس شامی کو عامی قرار دیتے ہین اور حقیقت
تو یہہ ہی کہ آپ اپنی کتابونکو ملاحظہ نہین فرما سکتے بسبب قصور عدم ملاحظہ کتب معتمدہ اہل سنت کی دہوکہا
کہاتے ہین فاضل رشید نے شوکۃ عمریہ مین کہ جواب بارقہ ضیغمیہ ہے اسطرح سی لکہا ہی کہ این اختلاف ابن عمر با حضرت
عمر از قبیل اختلاف مجتہدین فیما بینہم ور مسایل اجتہادیہ است انتہی پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ درمیان
بیٹے اور باپکے اختلاف تہا پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ اوس مرد شامی کو ابن عمر نے الزام دیا ہو اور صاحب ضربت
حیدریہ نے صاحب شوکۃ عمریہ کو اسطرح سی مجوج کیا ہی اما آرباب انصاف بمقابلہ پیغمبر خدا ﷺ اجتہاد را مطلقا روا
نمیدارند بلکہ آنرا کفر می انگارند انتہی کلامہ الشریف چونکہ یہہ مقام تفصیل کو چاہتا ہی اور یہہ مختصر لایق اسکی نہین

که اس مقال کی تفصیل ہو اسلی محول ہے کہ کتاب احقاق الحق اور عماد الاسلام وغیرہ مین دیکھہ لیجئی اس خلیفہ ثانی متعۃ النساء
اور متعۃ الحج کی تحریم سی قیامت تک بری الذمہ نہونگی کہ رنگی شستن نگردد سفید **قال مولانا المجتہد البحری**
بالتکریم اور صحیح مسلم وغیرہ مین لکھا ہی کہ جابر بن عبد اللہ نی فرمایا کہ ہم متعہ کرتی تہی مدت تک عہد پیغمبر خدا مین اور
عہد ابوبکر مین بعوض ایک مشت خرمی کے یا آٹی کے تا وقتیکہ منع کیا اوسکی عمر نی بیچ مقدمہ عمرو بن حریث کی اس
روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب مین متعہ کرنا زمانہ آنحضرت مین تہا اور تمام عہد ابوبکر اور اوائل عہد عمر مین قبل
منع کرنیکی جاری تہا پس صاحب انصاف کو اسیقدر کافی ہے اور بحث و جدال کا کچھہ ٹہکانا نہین فقط وہو العالم انتہی
کلامہ الشریف **قال الناصب الغوی اللئیم** جابر بن عبد اللہ نی جواز متعہ کی روایت کی فتوی جواز کا نہین
دیا خود علامہ زمان والا بارقہ صنیعہ مین بااین عبارت افادہ فرماچکی ہین کہ روایت کردن چیزی مستلزم فتوی
راوی بمضمون آن نیست انتہی کلامہ السخیف **اقول بفضل اللہ العلیم** اس مقام پر مضامین آپ کی عبارت
کی بالکل پوچ اور واہی ہین اسواسطی کہ جب جابر نی کہا کہ ہم متعہ کرتے تہی رسول خدا کی وقت مین اور
ابی بکر کی وقت مین یہانتک کہ عمر نی اوسی منع کیا تو مقصود ہمارا کہ اثبات حلت اس عمل کی اوس زمانہ مین
تہی ایسی بزرگ کی خبر سی ثابت ہوا اسمقام مین اونکی فتوی کی ضرورت نہین خبر و حکایت اونکی باعتبار
صدق لہجہ و ایمان و عدالت کی کافی ہے چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے کتاب شرح مشکوۃ کی کتاب الصید
والذبائح مین لکھا ہی مذہب اصح آنست کہ اگر صحابی گوید کہ ما میکردیم چنین در زمان شریف آنحضرت این در حکم
رفع است زیرا کہ ظاہر اطلاع آنحضرت و تقریر اوست بر آن انتہی پس معلوم ہوا کہ یہہ متعۃ النساء تمام عہد ابوبکر
اور عہد خلیفہ ثانی مین تا اجرای عمر بن حریث تک جائز تہا محرم اسکی حضرت عمر ہین اور جناب سلطان العلماء نے
جو حدیث جابر بن عبد اللہ کی زیب قسم فرمائی ہی تو وہ فقط ثبوت اس امر کی لئی ہے کہ متعۃ النساء عہد پیغمبر خدا
اور عہد خلیفہ اول اور عہد خلیفہ ثانی مین تا اجرای عمر بن حریث تک جائز تہا بعد اسکی عمر نی منع کیا انتہی
انیکون ذلک فرعا ای فساد ابرم سی روز خلیفہ ثانی نے متعۃ النسا سی ممانعت کی سو الحمد للہ کہ ثبوت اسکا
کا بخوبی ہو گیا حقیقت حال یہہ ہی کہ عینی شارح صحیح بخاری نی باب غزوہ خیبر مین ابو سعید خدری اور جابر سے
روایت کی ہے کہ انا تمتعنا الی نصف من خلافۃ عمر حتی نہی عمر الناس فی شان عمرو بن الحریث ضداد یہ اس
سی انصاف طلب یہ ہی کہ ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ انصاری تو اصحاب جلیل سے تہی اور بمقولہ عبد الحق
دہلوی اون دو صحابیونکو حلت متعہ سی اطلاع تہی اور رواج اوسکا زمانہ شیخین مین ثابت ہوا اور حرام

حرام کرنا خلیفہ ثانی کا بھی بروایت انہیں اصحابوں کی معلوم ہوا اور بمقتضای کلہم عدول اجماع اونکی عدالت پر ہوا العیاذ
باللہ اونکو فاسق اور مرتکب زنا نہیں کہہ سکتے پس ظاہر ہوا کہ خلیفہ جی نے خود حرمت متعہ کو اختراع کیا اور ہر عہد
کی وقت میں اسکا رواج بخوبی تھا ہذا ما حصل فی ہذا المقام بفضل العزیز العلام فابصروا بعین الانصاف واجتنبوا
من الاعتساف قال الناصب الغوی اللئیم سچ ہی یہہ کیونکر ہو سکتا ہی حالانکہ روایات تجسیم
تشبیہ غیرہا کہ خلاف ضروریات دینیہ کتب شیعہ میں حد سی زیادہ موجود ہیں چنانچہ کلینی میں ابی عمارہ سے
روایت ہی کہ اوس نے کہا سمعت ابی المؤمنین یقول انا ید اللہ جنب اللہ اور اوسی کتاب میں اسود بن
سعید فی ابی جعفر علیہ السلام سی روایت کی کہ نحن لسان اللہ نحن وجہ اللہ نحن عین اللہ و علی ہذا القیاس پس
معلوم ہوا کہ روایت کی مستلزم فتوی کو نہیں ہوتی سہ چو کار بیفضولی من برآید ٭ مرا درو ی سخن گفتن نشاید
انتہی ملخصا اقول بفضل اللہ العلیم یہہ بیہودہ گوئی اور افترا پردازی آپکی فریب عوام کی واسطے
ہی اسلئے کہ ان روایات سی تجسیم ثابت نہیں ہوتا ید اللہ فوق ایدیہم تو آیہ قرانی ہے اور حضرت امیر المؤمنین امام المتقین
ید اللہ اور اسد اللہ مشہور ہیں کہ علماء فریقین اسکا انکار نہیں کر سکتے معلوم ہوتا ہی کہ مجاز اور حقیقت میں آپ کو
تمیز حقیقت میں نہیں ہوا جیسا کہتی ہیں کہ قران مجید خدا کی زبان ہے تو کیا حقیقت میں اللہ کی زبان ہے
بلکہ مراد اوس سی یہہ ہی کہ اوس خدا نے اپنی قدرت کاملہ سی قران مجید کو پیغمبر کی پاس بھیجا حقیقت حال یہہ ہے
کہ چونکہ کینہ دیرینہ خاندان رسالت سی وراثۃ عن الغادرین الخائنین آپکی دلمیں ہے آپ چاہتی ہیں کہ فضائل
اور مناقب ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا کی بالکل صحائف اور سفائن سی محو و ملغی ہو جائیں لیکن واللہ متم
نورہ ولو کرہ المشرکون ہاں آپکے مذہب کے کتابوں میں البتہ روایتیں تجسیم کی بتصریح موجود ہیں جیسا کہ
غنیۃ الطالبین میں لکھا ہی کہ اہل سنت اعتقاد کرتے ہیں کہ حقتعالی نے اپنی پیغمبر کو کہ برگزیدہ ہیں سب
پیغمبروں سی ساتھ لیکر اپنی عرش پر روز قیامت میں بیٹھیگا المائرہ ہی عن عبد اللہ بن عمر عن النبی فی
قولہ عز و جل عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا قال یجلسہ معہ علی السریر اور صحاح نی لکھا ہی اس
حدیث میں اذا کان یوم القیمۃ نزل الجبار علی عرشہ وقدماہ علی الکرسی ویوتی بینکم فیقعد بین یدی
علی الکرسی اسی طرح سی صدہا روایتیں تجسیم اور تشبیہ کی کتب معتمدہ اہل سنت میں مذکور ہیں انشاء اللہ تعالے
اگر زمانہ فرصت دیتا ہی تو ایک کتاب علیحدہ اس باب میں تالیف کرونگا اور آپکے خدمت میں بطور تحفہ بھیجونگا اگر
آپکو بہت شوق ہو تو صوارم الالہیات اور حدیقہ سلطانیہ اور تقلیب المکاید وغیرہ میں ملاحظہ فرمائے

لطیفہ اوس مقام پر ایک لطیفہ واقعہ ہی کہ اوسکو ذکر کرتا ہون یقین ہے کہ اوسکی ملین علماء اہلسنت بہت
خفیف ہونگی اور وہ یہہ ہی کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد مین ارشاد فرماتی ہین کہ بعض علماء یہود نزدیک ابوبکر
کی آئی اور کہا کہ تو ہی خلیفہ اس امت کا ہی ابوبکر نی فرمایا کہ ہان پس اوس یہودی نی کہا کہ توریت مین پاتا ہون کہ خلفاء
انبیاء عالم است کی ہوتی ہین پس خبر دی تو ہمکو کہ خدا آسمان پر ہے یا زمین مین ابوبکر نے سادہ لوحی سے ارشاد فرمایا
کہ خدا آسمان پر عرش پر ہی یہودی نے کہا کہ اس وقت مین زمین اوس سے خالی ہے اور اس قول پر لازم آتا ہے
کہ خدا ایک مکان مین ہو دوسری مکان مین نہو پس ابوبکر نی کہا کہ یہہ کلام زندیقون کا ہی اور دور ہو جا نہین تو
مین سزا دونگا پس یہودی متعجب ہوئی اور ہنسی اور کہا کہ یہہ خلیفہ پیغمبر کہلاتے ہین آخرش اوٹھ گئے جب مسجد سے
پہری اثنای راہ مین حلال مشکلات جناب امیر علیہ الصلوۃ والسلام سی ملاقات ہوئی حضرت نی فرمایا کہ اے یہودی
کہ تیرا سوال کو مین معلوم کیا اور جواب جو تجکو دیا گیا جانا اور مین کہتا ہون بدرستیکہ خدای عزوجل خالق
ہی ہر چیز کا اس سی کہ احاطہ کری اوسکو کوئی مکان اور وہ ہر مکان ... سی کی پاس ... اوسکا ہو
اسطرح سی کہ علم اوسکا محیط سب مکانونکا ہو ... ان اوسکی تدبیر سی خالی نہین اور مین خبر دیتا ہون تجکو
... کہ کتاب مین تمہاری ... پس اگر سچا ہون گی تو ایمان لاؤگی یا نہین یہودی نی کہا کہ ایمان لاونگا
فرمایا آپ نے ... کیا نہین ہی تمہاری مذکور ہی کہ موسی بن عمران علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام ایک روز بیٹہی تہی
کہ ناگاہ ایک فرشتہ مشرق سی آیا پس حضرت موسی نی پوچہا کہ کہان سی آتا ہی وہ فرشتہ نی کہا کہ خدا سے
عزوجل کے نزدیک سے آتا ہون بعد اوسکی دوسرا فرشتہ جانب مغرب سی نمود ہوا پس پوچہا حضرت موسی علیہ السلام
نی کہ کہان سی آتا ہی اوسنی کہا کہ خدای بزرگ کی پاس سے آتا ہون بعد اوسکی ایک فرشتہ اور ظاہر ہوا اور
کہا کہ آتا ہون آسمان ہفتم سی خدای بزرگ کی پاس سے بعد اوسکی پہر ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ آتا ہون طبقہ
ہفتم زمین سی خدای عزوجل کے پاس سے پس حضرت موسی علیہ السلام نی فرمایا کہ تسبیح کرتا ہون اوس خدا کے
کہ اوس سی کوئی مکان خالی نہین پس یہودی نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہی ہے حق اور تو سزاوار
خلافت ہی انتہی ترجمہ کلامہ اشرفہ اس بیانسی یہہ امر واضح ہوا کہ مقولات تجسیم اور تشبیہ کی جو کتب ائمہ سنیہ
مین ہین ماخوذ کلام خلیفہ اول سے ہین **قال الناصب الغوی اللئیم** اور جابر بن ... اصحاب دیگر کہ ہمیشہ بعہد پیغمبر
خدا اور عہد ابوبکر مین متعہ کرتے تہی حقیقت اوسکی یہہ ہی کہ یہہ فعل اونکا درست معلوم نہ تہا بعد حرام ہونے
متعہ کی تہا بدلیل آیات محکمات اور احادیث صریح کہ ثبات جنکا ذکر ہو چکا لیکن بسبب عدم شہرت حرمت متعہ کی انکو

اطلاع نہ تھی جیسی عباس کو اول اطلاع نہ تھی جب حضرت امیر نے فرمایا انک امرؤ تائہ ان رسول اللہ صلعم نہی عن متعۃ
تب انہی رجعت فرمائی چنانچہ شرح مقاصد میں جابر سے روایت کی ہے کہ ما خرج ابن عباس من الدنیا حتی رجع
عن قولہ فی الصرف والمتعۃ اور صاحب کشاف وغیرہ مفسرین نے بھی لکھا کہ وہ عند الموت فرماتے تھے اللہم انی اتوب
الیک من قولی بالمتعۃ وقولی فی الصرف اور علاوہ برین خود مسلم میں سبرہ جہنی سے روایت ہے امرنا مع
النبی یوم فتح مکۃ فاقمنا بہا خمسۃ عشر یوما فاذن لنا رسول اللہ فی متعۃ النساء فلم نخرج
حتی حرمہا اور تعلیقات میں بروایت بیہقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہ سئل عن
المتعۃ فقال ھی الزنا بعینہ اور حدیث نہی بار بار مستعمار کی ہوگئی جسکی شان عادل ہے غرض معلوم ہوا کہ
یہہ حدیث جابر کی بیشتر از وقت تاکید حرمت متعہ ہے اس سے ارشاد جناب کا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہی الی آخرہ
محض بے ٹھکانے کی بات ہے ہاں نہیں جدال کا انصاف شرط ہی بے حل بابت اشتر کیں کا مرقومہ
اقول بفضل اللہ العلیم ان شاء اللہ جواب احادیث کو بھی ہیں نا ہی ثابت کرچکا ہوں کہ جتنی آیات اہل
استدلال کی لئے اس مقام پر ذکر کئی ہیں وہ سب آپکے مدعا کی موافق نہیں بلکہ آپکے خلاف مستمتع اور روایت
جو کہ مستصفی امام غزالی میں مذکور ہے اور سوا اسکی جتنی حدیثیں کہ ذکر کرچکا ہوں ان سے ثابت ہوتا ہے
کہ متعہ حلال ہے اور تشریع اسکی حرمت کی حضرت عمر نے کی اور یہہ کہنا تمہارا کہ صحابہ میں جو متعہ رائج تہا حقیقت
اسکی یہہ ہی کہ یہہ فعل ایک مدت معلوم تک بعد حرام ہونے متعہ کی تہا لیکن بسبب عدم شہرت حرمت کی
اطلاع نہ تھی جیسی عباس کو تا آخر عمر نہ ہوا اور کلام تمہارا اسی وجہ سے غلط ہی کہ حضرت امیر کی وفات تک ایک جماعت
فرمانا خلاف عقل ہے اسلئے کہ مسلم سے ثابت ہوتا ہی کہ خلافت عبد اللہ ابن زبیر تک حضرت ابن عباس فتوی جواز
کا دیتے ہے اور اس وقت میں عمر بھی انکی وفات ہوگئی تھی پس عقل عاقل ہرگز قبول نہیں کرسکتی کہ باوجودیکہ
کہ جناب ابن عباس نے کر اون حضرت سے سنا تھا اور خصائص انحضرت بہت تھا بسبب انکے جناب ولایت مآب
کی رجوع نہ کریں اور زمانہ خلافت عبد اللہ ابن زبیر تک اصرار فرمائیں پس معلوم ہوا کہ حضرات اہل سنت نے حدیث
رجوع ابن عباس کو وضع کیا ہی کیف لا حال آنکہ صاحب فتح القدیر لکھتا ہی ولا تردد فی ان ابن عباس ھو القائل
المعرض بہ وکان قد کف بصرہ فلذا قال ابن الزبیر کما اعمی بصائرھم وھذا انما کان فی خلافۃ
عبد اللہ بن الزبیر وذلک بعد وفاۃ علی المرتضی کرم اللہ وجہہ فقد ثبت انہ استمر القول علی جوازہ
لم یرجع الی قول امام المتقین وافضل الاجمعین علی صاحب ضربت حیدریہ بعد سوال کے

ارشاد فرماتی ہیں بعد از آن احتمال رجوع بعد از ماجرای ابن الزبیر نقل نمودہ وعقل ہیچ عاقل باور نمیکند کہ با وصف
کمال اختصاص تلمذ او بخدمت آنحضرت از نہی آنجناب رجوع از حل متعہ نکردہ تا زمان ابن زبیر بر آن اصرار ورزد
و بعض خود راجع و تائب از آن شود ان ہذا لشیء یستبعدہ العقول انتہی کلامہ الشریف علاوہ اسکی لکھتا ہوں کہ بقول
باطل آپکے زمانہ نہی پیغمبر سے زمانہ نصف خلافت عمر تک جو بہت ہوا کم سے کم دس گیارہ برس تو ہی ہونگی اتنی مدت
دراز تک مطلع ہونا اصحاب کا متعذر ہے ہاں یہہ البتہ ہو سکتا ہے کہ بجز خلیفہ ثانی کی کوئی صحابی پیغمبر کو اطلاع رہی ہو
مگر قول فخر الدین رازی کا تفسیر کبیر میں ثم قال رجل برایہ ما شاء آخر خلیفہ جی کے اطلاع کو درہم برہم کر رہا ہی اور یہی اگر
پیغمبر خدا نے متعہ کو حرام فرمایا ہوتا اور اصحاب کو اسقدر مدت دراز تک اطلاع نہوتی تو ارشاد فیض بنیاد جناب ولایت مآب
لولا نہی ابن الخطاب عنہا ما زنی الا شقی یعنی اگر عمر متعہ کو منع نکرتا تو زنا نہ کرتا مگر شقی اور یہہ حدیث کہ تفسیر در منثور سیوطی
اور تفسیر ثعلبی وغیرہ میں موجود ہی بلا معنی اور مہمل ہو جاتا اور رجوع حضرت ابن عباس کا جو آپ نے چند حدیثیں صحیح
اپنی کتاب سے نکالکے استدلال لائی ہیں باطل اور مخدوش ہیں کئی دلیلیں اسبات کی کہ حضرت ابن عباس
متعہ کو حرام جانتے تھے اور رجوع وتوبہ نہیں فرمایا سابق میں ذکر کر چکا ہوں عاقل منصف کے لئے تو ہی کافی ہیں مگر
بمصداق کل جدید لذیذ دو ایک دلائل یہاں بہی ذکر کرتا ہوں اول یہہ کہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں آیہ شریف
فما استمتعتم میں دو قول نقل کئے ہیں بعد قول اول کے اسطرح لکھتا ہی القول الثانی ان المراد بہذہ الآیۃ
حکم المتعۃ وہی عبارۃ عن ان یستاجر الرجل المرأۃ بمال معلوم الی اجل معین فیجامعہا واتفقوا علی انہا
کانت مباحۃ فی ابتداء الاسلام روی ان النبی لما قدم مکۃ فی عمرتہ تزین نساء اہل مکۃ فشکا اصحاب الرسول
طول العزوبۃ فقال استمتعوا من ہذہ النساء واختلفوا فی انہا نسخت ام لا فذہب السواد الاعظم
من الامۃ الی انہا صارت منسوخۃ وقال السواد منہم انہا بقیت مباحۃ کما کانت وہذا القول
مروی عن ابن عباس وعمران بن الحصین انتہی اور سابق میں جو حدیث ابن عباس کے اسطرح مذکور ہو چکی
ہی ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا ہذہ الامۃ ولولا نہی عمر عنہا ما زنی الا شقی اور عمران بن حصین کی
روایت جو ذکر کی گئی ہی کہ لم ینہ عنہا حتی مات تو یہہ مؤید قول فخر رازی ہی اور حاصل مضمون عبارت فخر رازی
یہی کہ قول دوسرا یہہ ہے کہ مراد اس آیہ سے حکم متعہ ہے اور متعہ عبارت ہی اس سے کہ اجارہ میں لی مرد عورت کو ساتھ
مال کے مدت معین تک پس جماع کرے ساتھ اس عورت کے اور اتفاق تمام امت کا اس امر پر ہی کہ متعہ مباح تہا
ابتداء اسلام میں چنانچہ روایت ہی بتحقیق کہ پیغمبر خدا جبکہ مکہ معظمہ میں تشریف لائی واسطے عمرہ کی تو زنان مکہ

مکہ معظمہ میں تشریف لائی واسطی عمرہ کی تو زنان مکہ کی آرایش اور زینت کی پس اصحاب رسول خدا نی طول عزوبت کی شکایت کی تب حضرت نی فرمایا کہ متعہ کرو تم ان عورتوں سی اور اختلاف کیا لوگوں نی کہ یہہ متعہ منسوخ ہوا یا نہیں پس مذہب سواد اعظم کا امت سی یہہ ہی کہ منسوخ ہوا اور کہا ہی شواذ امت نی کہ اباحت اوسکی باقی ہے اور یہہ اباحت ابن عباس و عمران بن حصین سے مروی ہے انتہت ترجمۃ عاقل منصف مخفی نہ رہی کہ اس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابن عباس اسکو حلال جانتی تہی اور سابق میں جناب ابن عباس و عمران بن حصین سے جو روایت ذکر کر چکا ہوں شاہد قوی اس مدعا پر ہی و طرفہ یہہ ہی کہ شہاب الدین احمد تحفۃ المحتاج شرح المنہاج میں بعد چند عبارت کی لکہتی ہیں حکایۃ الرجوع عنہ لم یصح اور ابن حجر نی فتح الباری میں لکہا ہی قال ابن عبد البر اصحاب ابن عباس من اہل مکۃ و یمن علی اباحتہا اور شرح الدقایق میں بہی اسی طرح بغیر تغییر مذکور ہی ان دلایل سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابن عباس نے رجوع نہیں فرمایا ہمارا کام سمجہانا ہی یارو اب آگی چاہو مانو یا نہ مانو دوسرے یہہ کہ تو بہہ کرنا جناب ابن عباس کا جیسا کہ صاحب کشاف نی لکہا ہی غلط محض ہے اور آثار اسکی کذب کا روشن ہے اسلیے کہ وہ از راہ دلیل کے حکم حلت کا فرماتی تہے اور جبکہ کوئی مجتہد دلیل و برہان سے حکم کری تو وہ معصیت نہیں ہے پس کیا حاجت تہی کہ وہ حضرت توبہ فرماتی علاوہ اسکی کہتا ہوں کہ کونسی دلیل حضرت ابن عباس پر ظاہر ہوئی کہ بسبب اوسکے اپنی رجوع کیا اور دلیل اسکی جناب ابن عباس پر مخفی تہی جناب ابن عباس تو سردار مفسرین تہی کیونکہ یقین ہی کہ اصل مسئلہ کو اپنی ناسخ و منسوخ کو نہ جانتی ہوں ہرگز نہیں ہو سکتا ہی از انکہ جناب پیغمبر خدا نی انکی شان میں فرمایا ہی اللہم علمہ الحکمۃ و الکتاب اللہم فقہہ فی الدین و علمہ تاویل القرآن و فی حدیث آخر اللہم بارک فیہ و انشر منہ و اجعلہ من عبادک الصالحین و دعا علما و فقہا فی الدین و غیرہا احادیث صحیح و غیرہا اخرجہا الحافظ ظاہر ہوا اور علما اور یہہ ہمارا پیغمبر جلیل ہی حضرت جبرئیل حضرت ابن عباس کی شان میں ذخایر العقبی محب الطبری میں مذکور ہی و اخرج ابن عبد البر فی الاستیعاب عن ابن عباس انہ رای جبرئیل عند النبی مرتین و دعا لہ النبی ان یفقہ بالحکمۃ مرتین کان عمر بن الخطاب یحبہ و یدنیہ و یقربہ و یشاورہ مع اجلۃ الصحابۃ و کان عمر بن الخطاب یقول ابن عباس کہول و لسان سئول و قلب عقول الی آخر ما ذکرہ شیخ عبد الحق دہلوی سی شرح مشکوۃ میں مستفاد ہوتا ہی کہ عبد اللہ بن عمر نی بعض مسائل میں رجوع طرف ابن عباس کیا اور عبد اللہ بن عمر نی کہا کہ البتہ ترک کیا میرا علم حضرت ابن عباس سے نہیں اب سمجہ ... سی فرمائیں کہ جناب ابن عباس باوجود کہ سردار مفسرین کہا ... حضرت ... [illegible]

عالم کے دعا فرمائے تھے اگر نسخ متعہ کا ہوتا تو اونکو کیونکر معلوم نہوتا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو
روایت ذکر کیا ہے سو اسکی کہ محمول بر تقیہ ہو عقل عاقل کیونکر قبول کر سکتی ہے کہ جناب لایتماب اسطرحسے ارشاد فرماتے
ہیں لولا نہی ابن الخطاب عن المتعۃ ما زنی الا شقی جیساکہ در منثور سیوطی وغیرہ میں مذکور ہے اور جناب امام سجاد ناطق قرآن
جد امجد اپنے کی کیونکر فرمائیں کہ هی لنا صبیہ هذا بهتان عظیم لا یتقبله عقل سلیم و طبع مستقیم و بعد التسلیم
والتنزل فالمعنی هی لنا عند اهله کذا فی الضربة الحیدریة تہذا انتہای حیرت ہے کہ دل آپکا تعصب اور عناد سے مانند
پتھر کے سخت ہو گیا ہے کہ باوجود ان دلایل ظاہرہ اور براہین باہرہ کے کچھہ خیال میں نہیں لاتے سو معلوم ہوتا ہے تیرے دل کو
سو تھر نکلا * دہوم ہے ابن حجر کی تو برابر نکلا * قال مولانا المجتہد العصری بالتکریم بعد لکھنے جواب استفسار
کی اضافہ کرنا بعض مضامین کا مناسب معلوم ہوا اسیواسطے بطور خاتمہ کے لکھا گیا کہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا
میں بیچ فصل اولیات عمر کے لکھا ہے کہ عمر پہلا وہ شخص ہے کہ جسنے پڑھنا تراویح کا ماہ رمضان میں مقرر کیا اور پہلا
وہ شخص ہے کہ جسنے متعہ کو حرام کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آخر عہد ابوبکر تک تراویح نہ تھی اور متعہ حلال اور جاری
تھا کسواسطے کہ اگر متعہ عہد جناب رسالتماب میں حرام ہو گیا تھا تو عمر پہلے حرام کرنیوالے نہ ٹھہرتے اور تمام عہد ابوبکر
اور بعض عہد عمر میں جاری کیونکر رہتا اور اکثر اصحاب کبار مانند جابر ابن عبد اللہ انصاری وغیرہ کے کیوں متعہ کرتے
قال الناصب الغوی اللئیم یہہ عجب نا انصافی کی بات ہے کہ جواب پائے جاتے پھر بات بنائی جاتی ہے باتفاق
اہل سنت اور بتصریح اپنے والد بزرگوار کی کتاب حسام سے معنی تحریم اور تحلیل کے ملاحظہ کر چکے کہ مراد اوس سے اخبار
یا اظہار ہے پھر استدلال مبنیا فی القائل او تجشم بیحاصل کے کیا معنی مقصود سیوطی کا اولیات سے اول من اخبر بحرمۃ المتعۃ
یعنی عمر اول وہ شخص ہے کہ جسنے حرمت متعہ کی خبر دی اور اسیطرح معنی اول من سن قیام شہر رمضان ہے یعنی عمر
اول وہ شخص ہے کہ جسنے سنت تراویح کو ظاہر کیا اسواسطے کہ کتب احادیث اہل سنت میں بتواتر ثابت ہے کہ اصل
تراویح کی پیغمبر سے ہے کہ خلاف اسکے نقلوں میں تین شب آپنے اوسکو بجماعت ادا فرمائی اور ترک مواظبت کی یہہ علت
بیان کی کہ انی خشیت ان یفرض علیکم پھر جب آفتاب نبوت نے غروب کیا تو یہہ عذر جاتا رہا حضرت عمر نے
بحکم قاعدہ اصولیہ شیعہ سنیہ الحکم المعلل بعلۃ یزول اذا زالت علتہ اس سنت کا احیا فرمایا اسمیں کیا گناہ لازم آیا
شیعوں نے تو وہ چیزیں نکالیں کہ جنکی شرع میں کچھہ اصل نہیں انتہی کلام السخیف اقول الفضل لله العلیم
باطل ہست آنچہ مدعی گوید یہہ عجب طرح کے ہٹ دھرمی ہے کہ منہ کی کھائی جاتے اور پھر بھی باز نہ آئے دلایل
اور براہین سے ثابت ہو چکا کہ قول خلیفہ ثانی میں تحریم سے مراد اخبار نہیں ہو سکتی اور قیاس خلیفہ جی کی قول کا

قول کا ائمہ کی قول پر قیاس مع الفارق ہی کما مر شرحا اور اسجگہہ ہے دو ایک دلیل بطور جدید بیان کرتا ہون
کہ خلیفہ ثانی کے قول مین معنی تحریم کی از روی خاصہ باب تفعیل کے کہ تحویل ہے حقیقۃً بمعنی جعل الشئی حراما کے
ہین جیسا ابواہ یہودانہ و ینصرانہ مین ہے اور جو خاصہ اس باب کا نسبت بماخذ ہی جس اخبار کی معنی مستنبط ہوتے
ہین مثل فسقتہ کی یہان مراد نہین ہوسکتی اور قول ائمہ جو حسام مین منقول ہے نحن المحلون حلالہ والمحرمون حرامہ
اوسمین اصلا معنی تحویل مراد نہین ہوسکتی وہان نسبت بماخذ کی معنی مراد ہین دلیل اول یہہ ہی کہ اگر معنی تحریم کی خلیفہ
ثانی کی قول مین اظہار اور اخبار کی ہوتے تو اہل بصرہ کہ اہل زبان اور واقف محاورہ عرب تہے اسکی خلاف کیون سمجھتے
چنانچہ محاضرات راغب اصفہانی مین مذکور ہی کہ یحیی بن اکثم نے ایک شیخ بصرہ سے کہا تو متعہ کو حلال جانتا ہی مین کس
شخص کا پیرو ہی شیخ بولی کہ مین حضرت عمر کا پیرو ہون تب یحیی بن اکثم نے تعجب سے کہا کہ یہہ کیونکر ہوسکتا ہی حال
آنکہ عمر تو اوسکے حرام کرنے مین بہت سخت تہا شیخ بصری نے کہا روایت صحیح مجھکو پہونچی ہے کہ عمر نے منبر پر
چڑہ کر کہا ہی متعتان کانتا الخ [illegible] گواہی عمر کی اوسکی حلت پر قبول کی اور اوسکی حرام کرنیکو نہین مانتا
ہون انتہی اہلسنت کی خدمت سراپا شوکت مین عرض ہے کہ انصاف سے غور کیجئے نہ کرین تحکم کو چھوڑین اور دیکھین
کہ شیخ بصری اہل زبان عارف لغت عرب تہے خلیفہ جی کو حرام کہنیوالا متعہ کا ٹھہرایا نہ خبر دینی والا اور یحیی بن
اکثم کی سکوت سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوسنے بھی اس لفظ سے دوسری معنی کے سمجھنے کے گنجایش نہ دیکھکر سکوت کیا
اب آپ کی مثل آپکے مرشد و پیر اور آپ پر صادق آتی ہے کہ جواب بات بنائی بات بنائی جاتی ہم بات نہین
بناتی تم ہی بات کو بگاڑتے ہو اسلیے تمکو کجروی سے روکتی ہین اور یہہ حدیث بہت مشابہت رکہتی ہے اوس
حدیث سے کہ جو صحیح ترمذی مین درباب قصہ مرد شامی و خلیفہ زادہ سفیان کی مذکور ہوچکی مجھکو اسکا ڈر نہین ہے
کہ آپ اپنی عادت موروثی پر آکے کہینگے کہ یہہ حدیث متعۃ النساء مین محاضرات راغب اصفہانی مین نہین ہے
کیونکہ اگر آپ اس سے منکر ہونگی تو اور کتابین آپکے بہت موجود ہین جس سے ہمارا ادعا ثابت ہی والمنۃ للہ المنان
وہو المستعان دوسری دلیل یہہ کہ اگر معنی اول من حرم المتعۃ کی یہہ ہون کہ اول من اخبر بحرمۃ المتعۃ اور معنی اول من
سن قیام شہر رمضان کی یہہ ہون کہ عمر اول اوس شخص کا ہی جسنی سنت تراویح کی خبر دی تو ظاہر ہی کہ وہ اول
خبر دینی والی اور اظہار کرنیوالی آپکے مذہب کے موافق نہین ہین اسلیے کہ پہلی ظاہر کرنیوالی اور اول خبر دینی والے
تو اہلسنت کی نزدیک خود پیغمبر خدا ہین اور جبکہ رسول خدا اول خبر دینی والی اوسکی حرمت کے ٹھہری تو خلیفہ
جی کیونکر اول ٹھہرینگے اب فرمائیے کہ مقصود آپ کا اولیات سے کیا ٹھہرا اسنے حقیقی مراد ٹہری یا مجاز سے

اگر کوئی متوہم یہہ توہم کری کہ مقصود سیوطی کا یہہ ہی کہ بعد رحلت جناب رسالتمآب کی پہلی جس شخص نے کہ حرمت
متعہ کی جزو ہی ہے وہ عمر ہی اور پہلی جس شخص نے کہ بعد انتقال سرور کائنات کی سنت تراویح کو ظاہر کیا وہ عمر ہے
تو میں کہونگا کہ یہہ توہم باطل ہے اسلئی کہ مقصود سیوطی کا تو یہہ معلوم ہوتا ہی کہ عمر نے خلاف خدا اور رسول کی بدعت
اختیار کی اسواسطیکہ سیوطی نی تاریخ الخلفا میں فصل اولیات میں بعد اول من سن قیام شہر رمضان کی اسطرح سے
لکھا ہی کہ اول من عسعس باللیل یعنی عمر اول وہ شخص ہے کہ شب گردی کو اختیار کیا حالانکہ یہہ خلاف قرآن واحادیث
ہی خداوند عالم فرماتا ہی لا تجسسوا یعنی تم لوگ شب گردی نہ کرو اور کسیکی عیب جوئی نہ کرو پس اس قول میں آیۃ
یہہ نہیں سکتی کہ عمر اول وہ شخص ہے کہ جسنی جو ہری شب گردی کی اسواسطیکہ عیاذا باللہ پیغمبر خدا [illegible] کی مرتکب
نہیں ہوئی تاکہ وہ [illegible] یا [illegible] اظہار کرتا [illegible] اول [illegible] یا [illegible] نہیں ہو سکتے
تو جتنی باتیں کہ سیوطی نی ذیل اولیات میں ذکر کی ہیں سب [illegible] ہیں جیسا کہا ہی کہ پہلی جسنے
جمع کیا [illegible]
بالجمع کیا [illegible]
شب گردی کرتی [illegible]
مرد کو ایک عورت کے ساتھ دیکھا کہ شراب اپنی پاس رکھی ہوئی ہے خلیفہ ثانی نے فرمایا کہ اے دشمن خدا تو گمان کرتا ہے
کہ خدا تجھسی پوشیدہ ہی اور تو مشغول معصیت ہی اوس مرد نی کہا کہ عجلت نہ کر اگر میں ایک خطا کی تو تو نے
تین خطائیں کی [illegible] خدا نی فرمایا ہی تجسس [illegible] کرو اور تو نی تجسس کیا اور خدا فرماتا ہی کہ فاتوا البیوت من ابوابہا
یعنی [illegible] گھر کی [illegible] دروازی سے [illegible] اور تو دیوار پھاند کے کی آیا ہی اور خدا فرماتا ہے و اذا دخلتم بیوتا فسلموا
یعنی [illegible] اور تو نی مجھکو سلام نہیں کیا عمر نی کہا کہ اگر عفو کروں تو [illegible]
اختیار [illegible] پس [illegible] عمر [illegible] کیا ہی
[illegible] خلافت پناہی کی [illegible] شب گردی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اختراع اور بدعت ہی [illegible]
[illegible] بدعت [illegible] اور [illegible]

جواب اس سطر میں لکھا ہی کہ ہر گاہ خلیفہ ثانی کا ارشاد ہیں بمنزلہ نبی معتبر تھا اسواسطہ یہ بیان میں واقع ہوا بعض
سی اجتہاد اونکا شب گردی پر معتبر ہو گیا میں کہتا ہوں کہ وہ اہل اجتہاد سی نہ تھی بالفرض اگر اہل اجتہاد سی تھی تو
تو اجتہاد فعل حرام میں خلاف کتاب اللہ و سنت رسول کی کہاں جائز ہی ہاں اگر آپ یہہ کہیں گی کہ متعہ
دونوں مثل سعد کی منسوخ ہیں تو یہہ آپکا مہلا قدماتی اور بہت کہنہ آپ کی ہوائی ہے جبکہ خود حضرت فاروق
نی بہ ان دونوں کو منسوخ نہیں کیا ہی اور نہ قرآن و احادیث ان کی ناسخ ہیں هذا ما ينبغي في هذا المقام بتفصيل
العفير المسفهاء المحب خلص الخلافة من اهل الايمان ان ينظر بعين الامعان ويجتنبوا عن مكابرات
ذوي الاذناب من اهل الاعتساف **قوله** سوا اسکی کتب اہل سنت میں بتواتر ثابت ہی **اقول** عاقل غیر متعصب
نہ سمجھے کہ تراویح بدعت محرمہ ہے کا سال اهل الكوفة من امير المؤمنين علي عليه السلام ان ينصب لهم اماما يصلي
بهم نافلة شهر رمضان فزجرهم وعرفهم ان ذلك خلاف السنة فتركوه واجتمعوا لانفسهم
وقدموا بعضهم فبعث اليهم ابنه الحسن فدخل عليهم المسجد ومعه الدرة فلما راوه تبادروا الابواب
وصاحوا واعمراه اب ہوش کی باتیں کیجئے انصاف کی لحاظ فرمائیے تعصب عناد کو بر طرف کیجئے کہ رسولخدا نی جس کام کا
حکم نہ فرمایا ہو اور جناب امیر علیہ السلام نی اوسکو خلاف سنت فرمایا ہو تو اوسکا عمل میں لانا باطل ہے یا نہیں اور طرفہ
یہہ ہی کہ فاضل روزبہان نی اسکی جواب میں اسطرح بیموقع و بیمحل لکھا ہی کہ اگر یہہ صحیح ہو تو جائز ہی کہ اجتہاد حضرت
امیر المومنین علیہ السلام کا منع کی طرف ہو گیا ہو اسواسطی کہ مقام اجتہاد کا ہی اور اعتراض مجتہد پر جسوقت کہ خلاف مجتہد کی
کری نہیں ہی اہل انصاف سی کہتا ہوں کہ کیا وجہ ہی کہ عناد سی اہل سنت ارشاد امیر المومنین علیہ السلام پر عمل نہیں
کرتی ہیں اور اجتہاد خلیفہ ثانی کو مانتی ہیں حالانکہ پیغمبر خدا نی ارشاد فرمایا ہی اقضاکم علی اور یہ ظاہر ہی کہ قاضی کو
مفتی پر عاقل ترجیح نہیں دی سکتا چہ جائیکہ قاضی ہونا نہ ہونا ہی تیمم کی مسئلہ سی اور کلالہ کی تفسیر سے ظاہر ہی علاوہ
اسکی حدیث صحیح مقبول فریقین ہی کہ آنحضرت نی فرمایا کہ میں دو چیزیں گران درمیان امت کی چھوڑی ہیں ایک
کتاب خدا دوسری عترت طاہرہ اگر دونو پر عمل کروگی تو ہرگز گمراہ نہوگی میری بعد پس معلوم ہوا کہ متمسک ثقلین
شیعہ اثنا عشریہ ہیں کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی قول کو مانتی ہیں اور اونکی خلاف کو بدعت تخلید نار جہنم
جانتی ہیں جامع الاصول میں کہ ناقل صحاح ستہ سی ہی انس سے روایت کی ہی کہ حاصل مضمون اوسکا یہہ ہی کہ وہ کہتا
ہی تحقیق کہ رسولخدا نماز پڑھتی تھی رمضان مبارک میں اور میں اونحضرت کی عقب قیام کیا بعد اسکی ایک مرد آیا
اوسنی بھی قیام کیا یہانتک کہ ہم ایک گروہ ہو گئی پس ہرگاہ کہ معلوم ہوا رسولخدا کو کہ میں اونکی عقب کھڑا

ہوا ہوں تو آپنی نماز میں عجلت کی اور اپنی منزل میں داخل ہوئی پس نماز پڑہی آپ نی کہ اوسطرح کی نماز کبہی
نہیں پڑہی الخ عاقل منصف پر مخفی نہ رہیگا اس حدیث سی ثابت ہوا ہی کہ حضرت رسول اکرم نی نماز سنت میں اقتدا
جماعت کی نہیں دی بلکہ جب حضرت کو دریافت ہوا کہ لوگ اقتدا کرکی نماز پڑہتی ہیں آپ اپنی مکان میں داخل ہوئے
اور جماعت ادس نماز کو وا ہونے کیا اور بہی اوسی کتاب میں عبد اللہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اوسکا بہی کہ حجرہ
بنا کیا تہی بوریا خرما کا عفان نے کہا کہ مسجد میں بنا کیا عبد الاعلی نے کہا کہ رمضان میں پس تشریف لے
حضرت اور حجرہ میں نماز پڑہنی لگی پس لوگون نی اتباع اور اقتدا کی پہر بہت سی لوگ آئی اور نماز پڑہی پہر حضرت باہر
تشریف نہیں لائی لوگون نے آواز بلند کی اور بہت سا غوغا مچایا پس نکلے حضرت رسول خدا غضبناک اور فرمایا آپ
کہ نماز پڑہو تم اپنی اپنی گہر میں اسلئی کہ نماز مرد کی گہر میں بہتر ہے مگر نماز فرض کہ مسجد میں بہتر ہے انتہی مختصراً اس
حدیث سی صاف ظاہر ہے کہ حضرت جماعت پر غضبناک ہوئی اور زجر فرمایا کہ حکم فرمایا کہ ہر ایک اپنی گہر میں نماز پڑہا
کری اس سی ثابت ہوا کہ جماعت نماز سنتی میں بدعت ہی والاعذار الباردہ لرکیکہ لا یعبا بہا اور نیز مرقات میں ہے
ان رسول اللہ اتخذ حجرۃ فی المسجد من حصیر فصلی رسول اللہ فیہا لیالی حتی اجتمع علیہ ناس ثم فقدوا
صوتہ لیلۃ فظنوا انہ قد نام فجعل بعضہم یتنحنح لیخرج فلم یخرج فلما اصبح قال ما زال بکم الذی
رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم بہ فصلوا ایہا الناس
فی بیوتکم فان افضل الصلوٰۃ صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ انتہی بعد اسکی اوسی کتاب میں بہت
روایتیں ہیں کہ اون سی ثابت ہوتا ہی کہ یہہ بدعت جماعت تراویح کی بحکم خلیفہ ثانی حادث ہوئی و کل بدعۃ ضلالۃ
الی الضلال ہے اب اہل سنت کے شبہات میں گذارش ہے کہ صلوا فی بیوتکم امر ہے دلالت وجوب پر کرتا ہی جیسا کہ اکثر
محل میں یہہ بات ثابت ہو چکی ہے اور گہر میں نماز پڑہنی کے امر کی علت اس حدیث میں خشیت وجوب نہیں ہی بلکہ
مصدر ہونا جملہ فان افضل الصلوٰۃ صلوٰۃ المرء فی بیتہ کا فاء سببیہ کی ساتھ بعد جملہ فصلوا فی بیوتکم نص صریح
اس دعا پر اور یہہ افضلیت جیسی حالت طلوع شمس رسالت اور ہنگام استوائی خورشید نبوت میں تہی ویسی ہی بعینہا
بعد غروب آفتاب رسالت کے اسیطرح ثابت ہے ایسی صورت میں وہ کلام اس شخص کا کہاں باقی رہا کہ علت خشیت افتراض
فرض کے زائل ہو گئی کیونکہ سیاق حدیث ظاہر ہی کہ خشیت علت نہیں ہے اس واسطے کہ اسکی مرجوحیت کہا اور
جنکو سببیت کی دلیل کے نی ٹہرایا اصول سے نہیں لکہا اور بالفرض اگر خشیت علت ہو گی تو عدم وجوب
الصلوٰۃ کی ہو گی کہ اسکی اقتدار میں فرمایا ہی ہذا ما ظہر لی فی ہذا المقام بفضل الملک العلام و ہیرکہ اذ بالـ

اور بالاتفاق ائمۂ الہداۃ الہام الکرام اور اثبات بدعت تراویح میں خود فاروق کا قول بدعۃ نعمت البدعۃ جیسا کہ کتب معتبرہ اہل
سنت احیاء العلوم للغزالی اور اختلاف الفقہاء للطحاوی و المسند لاحمد بن حنبل و کتاب الکبری لابی الطیب الطبری الشافعی وغیرہا
لا یخفی ہیں انکو یہہ کافی اور وافی ہے اور ابن ابی الحدید المعتزلی نے تفسیر بدعت میں توجیہ بارد کی ہے ابطال میں اوسکے
دو چار سطریں تحریر کرنا اور اہل سنت کی خدمت میں بطور ہدیہ گذراننا مناسب ہے قال ابن ابی الحدید وانہ ولو کان صحیحا لیا
لکنہ فی العربیۃ موافق بالاشعریۃ اما کون صلوۃ التراویح بدعۃ واطلاق عمر علیہا ہذا اللفظ فان لفظ
البدعۃ تطلق علی مفہومین احدہما ما خولف بہ الکتاب والسنۃ مثل صوم یوم النحر وایام التشریق
فانہ وان کان صوما الا انہ منہی عنہ والثانی ما لم یرد فیہ نہی بل سکت عنہ ففعلہ المسلمون
بعد وفاۃ رسول اللہ فاذا ارید بکون صلوۃ التراویح بدعۃ المفہوم الاول فلم انہا بدعۃ
بہذا التفسیر الخبر الذی رواہ المرتضی غیر معروف لا یمکنہ ان یسندہ الی کتاب من کتب المحدثین
ولو بندہ علی ذلک لا سند لہ ولعلہ من اخبار اصحابہ من محدثی الامامیۃ والاخبار بین منہم والالفاظ
التی فی آخر الحدیث وہی کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ سبیلہا الی النار مرویۃ مشہورۃ ولکن علی تفسیر
البدعۃ بالمفہوم الاول وقول عمر انہا البدعۃ مرویۃ مشہورۃ لکن المراد بالبدعۃ بالتفسیر الثانی انتہی کلامہ
ملخص میں بیان کا یہہ ہی کہ بدعت کی دو معنی ہیں ایک تو یہہ کہ کتاب و سنت کی مخالف ہے دوسری یہہ کہ کتاب کے خلاف
نہو اور اوسمیں نہی بھی وارد نہو بلکہ اوسکی حلت و حرمت سے سکوت کیا گیا ہو پس بعد وفات سرور کائنات کی مسلمانون
نے اوسکو اختیار کر لیا ہو پس تراویح بدعت ہے مگر مطلب خلیفہ ثانی کا یہہ ہی کہ بدعت بالمعنی الثانی ہے کہ اوسمیں کچھہ قباحت
لازم نہیں آتی اقول بتزئیف کلام ابن ابی الحدید معتمدا علی الفرد الوحید اولا باختیار شق اول کے کہتا ہون کہ حسب صحاح
اہل سنت سے ثابت ہو چکا کہ حضرت نے اوس سے نہی فرمائی اور غضبناک ہوئی اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی اپنے
گھر میں نماز پڑہا کرو کہ اس حکم سے مفہوم ہوتا ہی کہ جماعت سے پڑہنا خلاف سنت ہی یعنی بدعت معنی اول ہے ثانیا
باختیار شق ثانی کے کہتا ہون کہ کیفیت عبادات کی توقیفی یعنے منقول شارع علیہ السلام سے ہے اختراع اپنی عقل
اوسمیں جائز نہیں اگر ایسا ہی ہو تو لازم آتا ہی کہ اعداد رکعات نماز مسنونہ میں بھی زیادتی جائز ہو اور روزانہ
اپنی دل سے نماز کو بنا کے پڑہا کریں فاللازم باطل فالملزوم مثلہ علاوہ اسکی عدد رکعات اور کیفیت صلوۃ تراویح کے
کہیں منقول آنحضرت صلعم سے نہیں ہے پس اقتضای مرام اور انتہای کلام یہہ ہی کہ اولا اہل سنت ثابت کریں کہ صحابہ
نے باجازت حضرت کی نماز پڑہی اور ثانیا یہہ کہ فی زماننا جس طور سے نماز پڑہی جاتی ہے اوسی طور سے یہہ منقول

ہی اور تنبیہ سے یہہ کہ ہر گاہ حکم فرماتا حضرت کا کہ تم لوگ نماز کو گہروں مین پڑہو اور غضبناک ہونا حضرت کا کتب اہلسنت سے
ثابت ہو چکا تو اب اوسکی منافات اس جماعت کی ساتہہ جو صریحا ثابت ہی رفع نہین ہو سکتی فثبت البدعة و ہو المقصود

قال الناصب الغوی اللئیم شیعون نی تو وہ چیزین نکالین ہین کہ جنکی شرع مین کچہہ اصل نہین جیسی عید
مباہلہ عید غدیر عید شجاع عید نوروز وغیرہ یہہ کیا انصاف ہے کہ آپ کو ہپ ہپ اور کواخ تہو جو حرام ہو لینی سجادہ
اور عبادت کیطرف بلاوہی وہ ملعون اور مذموم ٹہری اور جو حرام ہی لگادی اور عبادت سی ہٹادی وہ مستحسن
اور معصوم ہی **اقول بفضل اللہ العلیم** الحمد للہ کہ بعد مدت مدید و عرصۂ بعید کی وہ فقرہ کہ جس فقرہ کا یہہ ذرہ
بیمقدار مشتاق تہا مثل اسکی کہ تشنہ مشتاق ہوتا ہی زلال کا اور بیجو مشتاق ہوتا ہی وصال کا زبان مبارک سے
ارشاد ہوا اگر عید غدیر اور عید نوروز کو کیون آپنی ذکر فرمایا فقط عید شجاع کو ذکر کیا ہوتا کہ اسی سے آپ بہت
جلی ہین اور اسی پر آپ ہپ ہپ کر رہی ہین اور اسپر آخ تہو ہی لاجرم آپ کو لازم تہا کہ کتب امامیہ کو مطالعہ
فرماتی تو ظاہر ہوتا کہ یہہ اعیاد جو شیعیان عید کر اوسے عمل مین لاتی ہین بدعت نہین ہین بلکہ از روی احادیث
اہل بیت عصمت و طہارت کی ثابت ہین اور احادیث انکی سب بعینہا احادیث نبوی ہین اب دیکہی عید مباہلہ
وہ دن ہے کہ برکت خمسۂ آل عبا سی نصارای نجران مغلوب و محجوج ہوئی مباہلہ کیا علی ولی پر نفس نبی کا اطلاق
نص قرآنی سے ثابت ہوا اس سے زیادہ کیا خوشی کی بات ہوگی جس سے اہل اسلام اظہار فرح و سرور کرین گی اور عید غدیر
وہ دن ہے جسدن پیغمبر نی لوگون کو جمع کر کی حجة الوداع مین جناب امیر علیہ السلام کو اپنا جانشین کیا اور فرمایا
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور آپکے خلیفہ ثانی نے تہنیت مین بخ بخ لک یا علی کہا اور آیہ اکملت لکم دینکم اسی
دن نازل ہوا اور عید شجاع وہ دن ہے کہ جس سے اثر استجابت دعای مظلومہ معصومہ فاطمة الزہرا سیدة النساء
علیہا و علی ابیہا و بعلہا و بنیہا اکمل الصلوة و التحیات ظاہر ہوا اور عید نوروز وہ دن ہے کہ جس مین آپکے خلیفہ چہارم
اور ہماری پیغمبر کی وصی و جانشین برحق و خلیفہ اول مسند خلافت ظاہری پر متمکن ہوئی اب آپ ہی فرماوین
کہ یہہ سب اعیاد ایام سعیدہ لایق فرح و سرور کی کیونکر نہین ہین اور ہم ان دنون مین سوای اظہار شادی و مصافحہ
و معانقہ مومنین کے کون سا امر کرتے ہین جسکو آپ بدعت ٹہراتی ہین اور فرمائی کہ یہہ سب وجوہ جو بیان کی گئی سبب
انشراح و خوشنودی خاطر اہل ایمان ہو سکتے ہین یا نہین اور یہہ بہہ ہے تو دیکہی کہ آپکے خلفا اور جمیع علیہم جو بے
مباشر ہے وہ کیا کچہہ بدعتین اور فسق و فجور اور ظلم و قتل نفس و زنا و شرب خمر و امثال ذلک بر اعلان سے کرگئی ہین
اور آپکے علماء اونکی اطاعت مین کیسی بدعات و وضع احادیث کی مرتکب ہوئی ہین اور یہہ قاعدہ قرار دیا

دیا ہی کہ لا ینعزل الامام بالفسق اس سے بڑہ کی کونسی بدعت ہوگی کہ خدا نے قرآن میں لاینال عہدی الظالمین فرمایا ہے
اور آپ لکھتے ہیں کہ امام فاسق کو معزول نہ کرو سبحان اللہ خداپرستی اور جہاد فی سبیل اللہ اسکو کہتے ہیں جو آپکے
علما و ائمہ نے بغداد میں بعصر عباسیہ کیا اب اون کے سب ہنسا اور آخر نہ ہو دونو برتہو گئے دیکھئے ایک بات اور ہے
کہ ابن کثیر شامی نے کہ اکابر محدثین اور مورخین اہل سنت سے تہا اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہی یہ عبارت ان فضل اہل السنۃ
ارکبوا امراۃ جملا وسموہ عایشہ وسمی بعضہم طلحۃ وبعضہم الزبیر وقالوا نقاتل شیعۃ علی بن ابیطالب فقتل من الفریقین
خلق کثیر انتہی موضع الحاجۃ یعنی سنیوں نے سوار کیا ایک عورت کو اوپر ایک اونٹ کی اوس عورت کا نام
عایشہ رکہا اور بعض کا اور بعض نے طلحہ اور زبیر نام رکہا اور کہا سمجہوں نے کہ ہم مقاتلہ کرینگے ساتہہ شیعیان علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کی پس دونو فریق میں سے بہت لوگ قتل ہوئے انتہی اب فرمائیے یہہ سنت ہے یا بدعت یہہ کام انہوں نے
کیا یا ہمنے اور یہہ سب صحیح ہی یا آخر تہو سے بڑی بدعت جسکو ام البدعات کہنا چاہئے خلافت کا دار
رکہنا ہی اجماع پر اہل حل وعقد کی اگر یہہ دو نقرہ ہون دوسری بدعت معزول نہونا امام کا فسق سے اسی دو اصل کے
بنا پر بنی امیہ بنی عباس جو کچہہ فسق و فجور و قتل نفوس نے کیا اور تخریب یں عمل میں لائے اسکا ذرہ وبال
ان دونو اصلوں کو قایم نہیں کیا مگر تمہارے علما نے کہ بطمع مال و دستار فضیلت خلفای جور کی راضی کرنیکو ا
طرح بطرح کی دلیلیں قایم کرکے اور حدیثیں وضع کرکی خلافت انکی سفہا کی نظر میں ثابت کی اور اونسی ما نفذ
الالاف الوف متمتع ہوتی آئی خلاصہ یہہ ہی کہ ع بدکردن شمر ہم زبد کردن اوست * خون شہدا تمام بر
گردن اوست * اگر اپنے علما کی بدعتوں پر آپکو اطلاع نہو تو کتب مبسوطہ کلامیہ امامیہ کو ملاحظہ کیجئے اور
میں اسمقام میں اس سے زیادہ بسط دینا مناسب نہیں دیکہتا قال الناصب الغوی اللئیم ہرکہ
ہوی چاہتا ہی کہ کسے پردہ میں لذات نفسانی اور جسمانی حاصل ہو گیا حضرت عمر کا جی نہ چاہتا تہا کہ اس تکلیف اور پیچ
سی راحت لیتی بالطف متعہ سے جسکو لذت دیتی اور بموجب روایات شیعہ کے درجہ حسنین اور علی کا مرتبہ
سید المرسلین ختم النبیین کا حاصل کرتی معلوم ہوا کہ ہمارے پیشوا کہ خلفا راشدین اور ائمہ طاہرین ہیں بڑی
زاہد و ابرار تہی شہوت پرستی سے دور اور عبادت خدا کی حضور رہتے تہے اور باشوں نی اپنی عیاشی کی لئے
یہہ باتیں بنائیں ہیں بیچارے معصوموں پر تہمتیں لگائیں ہیں خدا انسے سمجہے کیونہ انتقام لیتی الالہی *
اقول بفضل اللہ العلیم بار بار آپ جو کہا کہاتی ہیں پہرسا سہی آئیے اسوقت خدمت عالی میں
گستاخانہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنی کتابونکی سیر نہیں کرتے بلا ملاحظہ کتب اہل سنت کی پیچہے شیعیان

علی بن ابی طالب میں گرفتار ہوتی ہیں آپکے لازم ہی کہ پہلے اگر تبرا اپنی مذہب کے کتابوں کو دیکھ جاتی پیدا ہو کہ

ہم ادھر کا قصہ کبھی سنتے ہیں شیخ شہاب الدین ... کہ کانت المنافث کثیرا فی الجاهلیة منهم ستینا شعیر

یعنی ایام جاہلیت میں منافث بہت سی تھے اونہیں میں سے عمر بھی تھے جب یہ آپکی علامہ کی ہے روایت [illegible]

آپکی یہ بات کیونکر نہیں کہ اونکا بھی ... کو بیچارہ ہوگا اور اونکے سبب تمہاری علما ایسا کہتی ہیں تو [illegible]

منع کیونکر کرتے اور حسنین علیہما السلام کا ... حبل اللہ کی کوئی نہیں پاسکتا اور ظاہر ہی

کہ جب اجماع و اتفاق جمہور ناس کا خلفا پر ہوا اور بجز اہل حق کے جنکے شان میں لا یخافون فی اللہ لومة لائم

ہی کوئی خلیفہ وقت سی برخلاف نہ ہوسکا اور اکثر خلایق جمعیت وار دنیا امام کو دلیل حقیت سمجھکر دیکھا کیا

اور بہتری طمع دنیوی میں آکر بیٹھ گئے تو ظاہر ہے کہ جو کوئی ان سب سوں سی اجتناب کرکی مجاہدہ نفس کے

ساتھ کرتی اور خلیفہ عصر الالت قاب الناس کے جمع علیہ ہوتی ہے وہ کیا ... ملازمت کی اور خلاف

حقیقا و جو ہیست متعینوں کی عمل حکم خدا پر کرتی تو بلاشبہ و شک خدا ... اوسکو شہدای کربلا کی مرتبہ میں شریک کیا

آپکے سمجھ کی غلطی ہی جو جمل حدیث کی مراد دریافت نہ کرکی تعریض و تشنیع کرنی لگا اور یہ نہ سمجھی کہ ... عظیم

سنا ... ہوتا ہے علیہ ... کہتا کہ ... مرتبہ عالی ہوگا ایک ... کرایا

پس ... کہ جو کوئی خلاف خلیفہ ... اعتقاد ... انکا ... ہوگا اور اسکو ... تا لیف

رو ... تشنیع ... ہوگا اور ... جب ... کی

کچھ ... ہوگا اور ... شاہ عبدالحق دہلوی ... کچھ بھی ... ہما ... تھا ہم

جو ... علیہم السلام ... اور خلفا ... ہم ... خبر نہیں

... ہی قال ... المجرمین علی ... قلتم ... کم

اور ... اصحاب ... تشنیع کی ... ہم کہیں گے کہ ... تشنیع

کا ... اور ... اسکا ثابت نہیں ہوا تو ہم ... معذور ہیں

قال الناصب الغوی اللئیم ... اقول ... عجیب طرح کی معذوری ہے کہ جان بوجھکر مرض ... سعد

سعد نے بیٹا ... حضرت ابن عباس سے منقول ہوا کہ دلیل درست ہی ... مرض الموت

میں ... فرمائی ... اور ... آتا فرق ہے کہ ... درست کو ... نہیں اور

آپ ... جہل کا علاج تو نقصان کی بات نہیں اور کس ... اقول الفضل ... العظیم

تو یہ فعل حرام ہی کرتی ہیں حلال ہے تو یہ کی کچھ معنی نہیں ہیں اہل سنت کا احادیث میں ان شیعوں کا بلا دلیل ہی ثابت ہوچکا
ہو۔ حضرت ابن عباس نے قول اپنے متعہ میں کبھی بازنہیں آئے اگر حضرت ابی بن کعب شافعی جو متعہ ہے پیچھے ہر گز نزال آکر
اور کسی نزدیک انہوں کی نسبت کے استبداد سے جو ابن زبیر بھی ہیں جیسا کہ سابق میں عبارت ابطال البابطال سے ثابت
ہو چکا ہے اور صاحب تعبیر یہ ہے کہ لکھا ہے کہ المشتبہ پہر کہتی ہیں کہ متعہ نہ ازل ازواج ہیں نہ ان کے لوازم
زوجیت مثل ایلا وغیرہ کے قائم مقام ہیں تو ہم کہینگے کہ متعہ داخل ازواج ہے اسیطرح کہ لازم اس کا بعض ہو اور بعض نہیں
ہیں جیسا کہ شافعی کہتا ہی مجموعہ الدار الزمان اور احرار کے حال میں کہتی ہیں بالجملہ کلام الٰہی کو خلاف ہو کا دیکھتی اور پھر
کلام آپ کا جہل کا علاج بقدر اس کے نہیں ہی بخلاف شافعی کیونکہ مقصود ہر تعلیم حکمت علاج جہل ہے وہ مقدار باہم
کیوں نہیں ہی مگر مثل مشہور ہے کہ ہر کا علاج نقصان کی باتیں کا نہیں ہے اسی جہت سے آپ جیسا قول
اہل حق تسلیم نہیں کرتے ہم آپ کو تاکید کرتی ہیں کہ وہ منا آیات قرآنی کے خلاف ہم اسکو کیونکر مانیں آپ
اس کا علاج البتہ انسان کی طرف کسی کے پاس نہیں ہے سو وہ شان آیات آپ کی ہیں قال مولانا المجتہد
المهدی بالنکیر اور نجس اثر علمائے اہل سنت جو کہتی ہیں کہ آیہ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم ناسخ متعہ
ہے سو اولا نسخ متعہ باجماع صاحب کشاف وغیرہ وضاد ہے داخل ازواج میں تو یہ آیت ناسخ نہیں ہو سکتی
قال الناصب الغوی اللئیم جو یہ مثل مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد تو کس عناد و بغض سے لکھا کہ متعہ
بہ اولی داخل ازواج میں صاحب کشاف و تفسیر کبیر میں نہیں کا استعمال اس میں اور اسکا اہل سنت کی کتابیں
الزام میں ہے جیسا کہ مشکوۃ میں حضرت عمر کے سبب سے ہے وہ جو حلال ہے
متعہ ہے یہ ہے کہ آنکھ کی بابت ہو اسکے ساتھ حلال ہے تفسیر عیاشی ہے کہ بہتر ہے اور نیز تزویج
اور نکاح جیسا کہ متعہ یا بدل الطلاق تزویج اور نکاح متعہ ہے اور متعہ کو وہ کہنا طریق مجازی ہے
حقیقت والا نکاح کا حدیث کی کتابوں میں موجود ہی جابجا کہہ یہ کوئی قسم نکاح کا ہو
اقول تفصیل علمائے سابق میں ذکر کر چکا ہوں کہ شیخین کو جناب امیر المومنین ابن عباس علیہم السلام
کی ارثیہ تھا اور وہ نصوص جانتے تھے جس طرح کو شعار اہل سنت کا ہے اور علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم بھی اسی طرح
سمجھتی ہیں کہ شیخین بعد وفات رسول مختار کے خلیفہ بلا فصل علی ابن ابی طالب کو قرار دیتے ہیں وہ شیعہ ہیں اور
جو شخص کہ ابو بکر کو خلیفہ برحق سمجھے وہ سنی ہے اور قائل ہوا صاحب کشاف یعنی زمخشری کا خلافت ابو بکر کے
مقابلہ میں ایسا امر ہی کہ کسی پر مخفی نہیں ہے ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں جزو تاسع کی اسطرح

لکھا ہی وروی الزمخشری فی ربیع الابرار ومذہبہ فی الاعتزال ونصرۃ اصحابنا معلوم وکذلک فی انحرافہ
عن الشیعۃ لسخیفۃ مقالاتہم یعنی زمخشری معتزلی مذہب تہا اور شیعوں سی انحراف کہتا تہا اسلئی کہ مقالات شیعوں کے
بیہودہ ہین اگر کوئی توہم کری کہ ابن ابی الحدید بہی معتزلی تہا معتزلی کا استدلال معتزلی سے لانا درست نہین ہی تو
ہم کہینگی کہ وہ معتزلی علمآء اہل سنت سے تہا اسلئی کہ فاضل روزبہان نی اوسکو زمرۂ علمآء اپنی سے ذکر کیا ہی جیسا کہ
جواب مطاعن معاویہ مین کہ جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نی کتاب کشف الحق و نہج الصدق مین ذکر فرمایا ہی یون
ذکر کیا ہی و اما ما ذکر ان معاویۃ ادعی اخوۃ زیاد فتفصیل ہذہ الروایۃ علی ما ذکرہ المورخون وذکرہ ابن
ابی الحدید فی شرح نہج البلاغۃ وذکرہ ابن الجوزی فی تاریخہ ان زیادا ولد علی فراش الخ انتہی اور ایسے ہی
فاضل روزبہان نی بیچ مقام اثبات محبت جاحظ کی ساتھ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی لکہا ہی و کل من فی کتبہ
فضائل احد من السلف فنحن نستدل من ذلک کثرۃ وفور محبتہ ایاہ انتہی اور شک نہین ہی کہ ابن الحدید
اور زمخشری وغیرہ اپنی کتابون مین فضائل اصحاب ثلثہ کی ذکر کرتی ہین پس محبت انکی اصحاب ثلثہ سی کافی ہے کہ یہہ خارج
تشیع سی ہین اور داخل اہل السنن ہین اور یہی شروح صحیح بخاری کو ملاحظہ فرمائی کہ استدلال کلام زمخشری سے
ملو ہی اور یہی شیخ عبد الحق دہلوی نی شرح خاتمہ مشکوۃ سفر السعادۃ مین بیچ بیان فضائل قرآءۃ سورۂ قرآن
کہ موضوعات ہین اسطرح سی لکہا ہی بسیاری از مفسرین در ایداع آن احادیث در تفاسیر خود خطا کردہ اند مثل ثعلبی
و واحدی گفتہ کہ ازانہا عجب نیست زیراکہ ایشان محدث نبودہ اند عجب از صاحب کشاف است کہ نسبتی باین علم شریف
داشتہ و مثل فائق کتاب در غریب حدیث تصنیف کردہ واز قاضی بیضاوی عجیب تر است کہ در ایراد آنہا در
تفسیر خود تبعیت صاحب کشاف نمودہ است با تخالف و تغایری کہ بوی وارد انتہی کلام شیخ اسمقام پر صریح ہے
کہ زمخشری محدثین اہلسنت سی تہا اور علامہ ابن اثیر صاحب جامع الاصول نے تفسیر ثعلبی اور تفسیر کشاف زمخشری کو
ایک کتاب مین جمع کیا اور نام اوسکا انصاف فی الجمع بین الکشف والکشاف کہا آپ ان سب روایات سی معلوم
ہوتا ہی کہ صاحب کشاف داخل علمآء اہل سنت سی تہا اور روایات اوسکی آپکے کتابون مین مذکور ہین جیسا کہ
آپ خود اوپر ذکر کرچکی ہین کہ صاحب کشاف وغیرہ مفسرین نی لکہا ہی کہ وہ یعنی ابن عباس عند الموت فرماتی تہے
اللہم انی اتقرب الیک الخ آپ تو خود اوسکی قول سے استدلال پکڑتے ہین اور دوسرون پر طعن و تشنیع کی کلمات
ارشاد فرماتی ہین ان ہذا الشیء عجاب لا یلیق بذوی الالباب پہر جو ارشاد ہوا کہ ممتوعہ زوجہ نہین
اسواسطی کہ تقیید علامت مجاز کی ہی لہذا احد یتوہمن الخ تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس خلا السار فی احادیث سی

سے کتاب خدا سے ثابت کیا کہ متعہ ابتک جائز ہی منسوخ نہین ہوا اور نکاح متعہ سے مراد نکاح منقطع ہے پس دو
قسم کی نکاح ہوئی ایک نکاح دایم دوسری نکاح منقطع اگر وہان مجاز کہینگے تو یہان بہے کہینگے اگر وہان مجاز نہیں
تو یہان بہے نہین جیسا کہ آپ اُن کہینگے ویسا ہی ہم یہان بہے کہینگے اب معلوم ہوا کہ مطلق تقیید امارت
مجاز کی نہین اگر مطلق تقیید نشانی مجاز کی ہو تو چاہیئے کہ نکاح بالولی اور نکاح بالوکیل اور نکاح دایمی وغیرہ سب مجاز
ہوجاوین و لا یقول بہ احد بلکہ تقیید امارت مجاز کی ہے وہ یہہ ہی کہ اطلاق مطلق کا اوپر مصداق مقید کی نزدیک
تجرید عن القید کی صحیح ہو اور اطلاق [illegible] کا ممتنع ہو اور یہہ صحیح ہی جیسا کہ صاحب کشاف نے اقرار کیا اور
بنا اسقدر مختصر [illegible] سے تہا قول اوسکا کہ سبیل جرم
اور جستجو میں [illegible] ایک مقال کے افادہ فرماتی ہین کہ تحقیق
مقام اینست کہ نکاح [illegible] موجود [illegible] فی الجملہ میباشد و آن شامل است
[illegible] جیسا کہ آپنے اور بہتیوا اونے
[illegible] اور [illegible] کی تو کچہہ سخن نہین
قال الناصب [illegible] اصل ہے مگر حضرات کو جب
[illegible] صادق علیہ السلام سے بہول گئی کہ انہ سئل
[illegible] کنز العرفان مین جامع البیان کا نقل کیا ہے
[illegible] بان المستمتع بہا لیست من المنکوحات
ولا المتعۃ نکاح [illegible] زبان والی کہین مفر نہ پایا تو معتزلیون کے
دامن مین چہپی اگلی نصاری کے پناہ ڈہونڈہینگے نہی اقول الفضل لعبد العلیم صاحب کشاف اگرچہ معتزلی
ہی مگر عربی ہو نیمین مثل تمہاری ہے اور سخن شناس زبان دان عرب اور فن تفسیر مین مسلم الثبوت ہی اوسکا
قول اسمقام مین بلا شک معتبر ہی تم نہ مانوگی تو عقلا پسند کرینگی علاوہ اوسکی اہل اعتزال کی روایتین کتب
سنیہ مین اکثر مذکور ہین ایسی بیہودہ گوئی اور چرب زبانی سے کیا حاصل اور ابو بصیر کی روایت سے یہہ نہین مفہوم
ہوتا کہ نکاح متعہ درست نہین ہے اور نہ یہہ کہ نکاح متعہ کا نکاح نہین ہی جیسا کہ عاقل لبیب پر پوشیدہ نہین
اسواسطے کہ حاصل اس روایت کا یہہ ہی کہ انحصار زن متعہ کا چار مین بلکہ تعداد مین بہی نہین جسقدر چاہین عورتو نکو
متعہ میں لا سکتی ہین کذا قال المجتہد الحری بالتکریم فی بارقہ ضیغمیہ قولہ مقداد نے کنز العرفان مین الی قولہ بعد

نقل اسی حیثیت کی لکھتا ہی فقد بان ان المستمتع بہا لیست من المنکوحات ولا المتعۃ نکاح اقول
واہ واہ کیا خوب چوری آپکی پکڑی گئی ہے معلوم ہوا کہ آپنی تحفہ اثنا عشریہ اور اوسکا حاشیہ منہیہ تو دیکھا نہیں فاضل
رشید کی کتاب شوکت عمریہ بھی نہیں دیکھی اور کنز العرفان کا دیکھنا تو بہت دور ہی اگر ان کتابوں میں سی کوئی کتاب
دیکھی ہوتی تو ایسا کلام بیہودہ نہ لکھتی دیکھیئی آپکے حق میں یہان بعینہ صادق آتی ہے خوش گفتہ است سعدی
در زلیخا * الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا * تمکو تو سمجھنے کی استعداد کہاں ہی مگر ناظرین کے اطلاع کیواسطے لکھتا
ہوں کہ فاضل مقداد کی کنز العرفان کی عبارت جسکا محصل اجماع امامیہ ہی متمتع بہا میں عدد نہونی پر تمہاری استاد الکل
مترجم صواعق سوبقہ صاحب تحفہ سرقہ اپنی حاشیہ منہیہ باب المتعہ میں نقل کرنی منبع البنیان سے کہ کسی سنی کی کتاب ہے
رد عبارت فاضل مقداد ذکر کرتی ہیں اوسی میں فقد بان سے لا المتعۃ نکاح تک قول سنی کا ہی چنانچہ فاضل
رشید نے شوکت عمریہ میں اسکی تصریح کی ہے مگر آپنے کسی فضول کہ مثل فقرای آزاد کی جو چاہتا ہوگا بکتا ہوگا یہہ
مضمون باطل کہانی کے طور پر سنکر بی تکلف لکھہ دیا اور معرکہ میں خم ٹہونک کر شیر نیستان بلا دیا سبحان اللہ یہہ کلام
آپکا ہی دوسری سے نہیں ہو سکتا کہ ایسے چالبازانہ اور عامیانہ باتیں بمقابلہ شہسوار عرصہ ارشاد معالم دینیہ یکتاز میدان
انشاء علوم عقلیہ و نقلیہ کے بلا تحاشا زبان پر لاکر طعن و تشنیع کی الفاظ ایسے لکھی کہ گویا آپ بہی کسی حساب میں ہیں صد
حیف کہ آپکے انہیں جہل مرکب نے آپکو اتنی اطالت ہوئی اب لوحی روم کا شعر آپکے شان میں پڑہکر اس
اطالۃ کو ختم کرتا ہوں سے نہ فرصت محکم آمدہ اسول * شرم بادت از خدا و از رسول * قال الناصب
الغوی اللئیم یہہ بہی نہیں جانتی کہ اگر ممتوعہ زوجہ ہوتی تو چار سی باہر ہوتی اور لوازم زوجیت کی مثل ارث
اور نفقہ و طلاق و لعان و ظہار و ایلاء اسمیں متحقق ہوتی حالانکہ یہہ ساری چیزیں بشہادت کتب شیعہ کی ممتوعہ
میں مفقود ہیں اور انکی انتفا کی دلیلیں موجود چنانچہ صاحب منہاج النہایہ فی بیان حسانۃ الآیۃ نی اگرچہ بتقلید
صاحب کشاف معتزلی کی متمتع بہا کو زوجہ ٹہرایا مگر ان چیزونکو تخلف عنہا بتایا حیث قال والمستمتع بہا زوجۃ
وان تخلفت عنہا فی بعض الصفات کاستحقاق الارث والنفقۃ و وقوع الطلاق واللعان والظہار علی
قول والایلاء علی الاقوی اور اشہاد کا تو نام نہیں جیسا تہذیب الاحکام میں ہے ولیس فی المتعۃ اشہاد ولا اعلان
ہی عدت وہ بہی مثل عدت زوجہ کی نہیں کیونکہ مطلقہ کی عدت تین مہینے ہیں اور متوفی عنہا الزوج کے
چار مہینے دس دن قال اللہ تعالی والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء وقال الذین یتوفون
منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا بالکم ہے جیسا شہید ثانی متقی میں بتفصیل

تفصیل کرتا ہی عدتہا حیضتان ولو استرابت فخمسۃ واربعون یوماً وتعتد من الوفات اشہر و
وخمسۃ ایام ان کانت امۃ وبضعفہا ان کانت حرۃ ولو کانت حاملاً فبابعد الاجلین اور احصان تو اصلا
نہین جیسا گذر چکا ہی اب ممتوعہ کیونکر زوجہ مین داخل ہوئی اقول بفضل اللہ العلیم تمہاری یہہ راے
نہ سنی جائیگی کیونکہ خوب ثابت ہو چکا کہ یہہ سب صفات لوازم زوجیت کی نہین ہین بلکہ صفات زایدہ اوپر ذات
زوجیت کی مثل اسکی کہ اپنی شوہر کے نافرمانی نہ کرے اور اسکو گالیان نہ دے اگر یہہ سب لوازم زوجیت کے
ہوتی اسطرح پر کہ اگر یہہ سب نہوں تو زوجہ نہ کہلاوے تو لازم آیا کہ زوجہ ناشزہ اور قاتلہ اور رابعہ متزوجہ کہ
وارث اور مورث نہین ہوتی اور زن ملاعنہ کہ بغیر طلاق کے باین ہو جاتی ہے زوجہ نہ کہلائی کہ یہہ سب بعض
ان صفات سی متخلف ہین جیسا کہ پہلے بتصریح ذکر کر چکا ہون اور انحصار عدد کا چار مین یہہ بہی شرایط اور
لوازم نکاح من حیث ہو ہو کی نہین کیونکہ غلام کے لئی اگر دو حرہ یا دو لونڈی سے نکاح کرنا شافعی اور
ابو حنیفہ اور احمد کی نزدیک جایز نہین اگر انحصار فی الاربع لوازم زوجیہ سے ہوتا تو یہان انحصار دو مین کیون
ہوتا علاوہ اسکی ازواج نبی صلعم مین آپ کیا فرماینگی کہ باتفاق فریقین چار سے زیادہ تہین اب معلوم ہوا
کہ یہہ لوازم ماہیت نکاح کی نہین ہوسکتے اور استبعاد کا جواب سابق مین ذکر ہو چکا ہی فلا نعید اور حرہ
منکوحہ دائمہ اور منقطعہ دونو کیواسطی عدہ وفات [illegible] ہین جیسا کہ شیخ شہید علیہ الرحمہ کے عبارت
لمعہ سے نقل کی وبضعفہا ان کانت حرۃ وصاحب ضربت حیدریہ فرماتی ہین طرفہ آنکہ عدہ امہ نصف
عدت حرہ میباشد و ہو شہران وخمسۃ ایام ودر کریمہ مذکورہ ضعف مذکور است دون النصف پس امہ متزوجہ
منکوحہ خارج از نکاح ومرتکب سفاح بودہ باشد انتہی کلامہ الشریف اور آیہ کریمہ المطلقات یتربصن الخ
سی مستفاد ہوتا ہی کہ یہہ عدہ لوازم طلاق سے ہی اور متعہ مین تو طلاق ہوتا ہی نہین پس استفادہ اس عدہ خاصہ
سی یہہ لازم نہین آتا کہ نفی زوجیت اور مناکحت کی ممتوعہ سی ہو جائی اذ العدۃ الکذائیۃ لازمۃ للطلاق
لا لافتراق بعد النکاح مطلقا فان توقف علیہ ہذا القدر من الجواب کاف لذوی الانصاف
اور یہی جب دو قسم کی نکاح ٹہری ایک نکاح دائم دوسری نکاح منقطع تو دونو کی احکام جدی جدی ہونگے
اسمین کون قباحت لازم آئی اور احصان نہ ہونا متعہ مین ہوتا ہی جیسا گذر چکا قال مولانا المجتہد الحری
بالتکریم اور ثانیاً تمہاری نزدیک جب آیہ مذکورہ ناسخ متعہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ کوئی آیت حلت متعہ مین
وارد ہوئی ہے اور وہ منسوخ ہوئی کسواسطی کہ ناسخ کو کوئی منسوخ ضرور چاہیئی اور آیہ فما استمتعتم الایہ کو تم بیان

متعہ مین نہین کہتی تو بتا او سی آیہ متعہ کا جو منسوخ ہی بتاؤ قال الناصب الغوی اللئیم جن
لوگون کے حق مین مفسرین معتبرین نی صیغہ تمریض کا استعمال کیا کہ وہ آیہ فما استمتعتم کو متعہ مین کہتی تھے اور
پہر منسوخیت کی قایل ہوئی تو اون لوگون کی مذہب پر یہہ آیہ منسوخ ہی اور آیہ الا علی ازواجہم اوسکی ناسخ بلکہ
ابوداؤد مین ابن عباس سے مذکور ہی کہ فما استمتعتم کا ناسخ یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن
والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتہن
ثلثۃ اشہر ہی لیکن بنا بر مذہب جمہور چونکہ نسخ عبارت ہی موقوف ہونا حکم شرعی کا دوسری حکم شرعی سے
تو اس صورت مین یہہ سب آیتین محرم متعہ کی ٹہرینگے اسواسطے کہ متعہ کرنا اوگونکا ابتدای اسلام مین بحکم شرع
تہا بلکہ بطریق تعامل کے تہا اسیواسطے ترمذی مین مضمون تعامل کا مذکور ہے کہ اوسپر حرمت طاری [illegible]
اب کیا غمزدہ را جو د ہوم و ہر کوئی سے اس شق کو حضور نی بیان فرمایا ہے یکدم کہ خصم نقد تحقیقت [illegible]
بیدار باش تا مردہ عمر بر فسوس + انتہی کلامہ السخیف اقول بفضل اللہ العلیم حقیقت تو یہہ ہی کہ [illegible]
وجماعت اس مقام پر ایسا عاجز ہوئی ہین کہ مہلت پہلو بدلنی کی نہین [illegible] یہہ کہ ثعلبی اپنی تفسیر مین لکہتا ہی
اما عمران بن حصین فانہ قال نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ولم ینزل بعدہا آیۃ تنسخہا آہ اب اس
روایت سے صیغہ تمریض نہین معلوم ہوتا بلکہ لفظ قال علی سبیل الجزم ہی اور بہی امام رازی تفسیر کبیر مین لکہتا ہی ہذا
ہو الحجۃ التی احتج بہا عمران بن الحصین حیث قال ان اللہ انزل فی المتعۃ آیۃ وما نسخہا بآیۃ اخری آہ اور علاوہ
مین صحیح بخاری وغیرہ سی یہہ ثابت ہوچکا کہ عمران بن حصین قایل تہی کہ کوئی آیہ نسخ متعہ مین نازل نہین ہوا اب یہہ
فرمایی کہ کونسا صیغہ اسمین تمریض پر دلالت کرتا ہی پس واضح ہوا کہ آیہ متعہ بیشک قران مین نازل ہوا اور کوئی
آیت نسخ مین اوسکی نازل نہین ہوئی جیسا کہ عمران بن حصین کے قول سے ثابت ہوا دوسری یہہ کہ خود حضرات
سنیہ قایل ہین کہ نبی نی فرمایا تہا استمتعوا من ہذہ النساء کما فی التفسیر الکبیر اور قول سبرۃ بن معبد اذن لنا رسول اللہ
فی متعۃ النساء اور قول سلمہ رخص رسول اللہ فی المتعۃ صریح دلالت کرتا ہی کہ نبی نی اباحت متعہ کا حکم فرمایا تہا پس جب
شرع اسکی شرعیت کا انکار نہین کرسکتا بالکل اسکی مشروع ہونیکا اور مضمون تعامل کو کہنا خلاف اجماع ہی اور نیز
یہہ کہنا کہ ابتدای اسلام مین بحکم شرع نہ تہا باطل ہے اسلیے کہ تفسیر کبیر مین صاف بلفظ مشروع مذکور ہی جیسا کہ
اوسی کتاب مین ہے روی ان عمر قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین فی عہد رسول اللہ وانا انہی
عنہما متعۃ الحج ومتعۃ النکاح تیسری یہہ کہ شاہ صاحب اپنی تحفہ مسروقہ مین یہ عبارت ارشاد فرماتی ہین کہ

اینکه گویند که فما استمتعتم بہ منہن فآتوہن اجورہن فریضۃ در حق متعہ نازل شدہ محض افتراست اگرچہ در تفاسیر
غیر معتبرہ اہل سنت نیز نقل کنند زیرا کہ خلاف نظم قرانیست و تفسیر کہ خلاف نظم قرانی باشد گو روایت از صحابی کنند مسموع
و مقبول نیست الی آخرہ کہ عبارت شاہ صاحب کی کالشمس فی رابعۃ النہار آشکار ہے کہ آیہ مذکورہ باب متعہ میں نازل
نہیں ہوا اور آپ اوسکی خلاف اس آیہ کو باب متعہ میں اگرچہ بصیغہ تمریض ہو قرار دیتی ہیں یہہ کیسا تہافت صریح
ہی اور آپکو ابتک معلوم نہیں کہ حکم شرع کسکو کہتی ہیں انصاف سے کہیئی کہ جسکو نبی ص نی ارشاد فرمایا ہو اور
اوسکی عمل کے لئی حکم ارشاد ہوا ہی ہو تو اوسکو حکم شرع کہتی ہیں یا نہیں اور حکم شرع کہتی ہیں یا نہیں اور حکم فرمانا
نبی ص کا واسطی متعی کے اسکا آپ ہی انکار نہیں کرسکتے پس اس بیان سے ثابت ہوا کہ نکاح متعہ بحکم شرع تہا اور
آیہ فما استمتعتم بموجب کہنی شاہ صاحب کے متعہ میں نازل نہیں ہوا اور آیہ الا علی ازواجہم الآیہ بعض متاخرین کے
نزدیک بفرض محال ناسخ متعہ ہو گیا اور یہہ جو ارشاد ہوا کہ جو لوگ آیہ فما استمتعتم کو متعہ میں کہتی ہے اور یہہ
منسوخیت کی قایل ہوئی تو اون لوگوں کے مذہب پر یہہ آیہ منسوخ ہی اور آیہ الا علی ازواجہم اوسکی ناسخ
تو اسکا جواب یہہ ہی کہ سابق میں اس خاکسار نی بدلایل کئی وجہ سے ثابت کیا کہ متعہ ہرگز منسوخ نہیں ہوا
اور اس جگہہ بہی ایک دلیل عرض کرتا ہوں کہ عجب غیر معتبر کے مذہب مطابق تو متعہ حجۃ الوداع
میں حرام ہوا کما ہو فی الصحیحین و روی ابو داود و احمد عن رسول اللہ ص نہی فی حجۃ الوداع اور آیت
الا علی ازواجہم قبل حجۃ الوداع کی نازل ہوئی جیسا کہ در منثور وغیرہ سی ثابت ہوتا ہی اسلئی کہ بعد نزول آیہ
اکملت لکم دینکم کہ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی تہی کوئی آیت حلال و حرام میں نازل نہیں ہوئی جیسا کہ کتب
سیر وغیرہ میں مذکور ہی اور آیہ الا علی ازواجہم کو آپ حرمت متعہ میں کہتی ہیں پس نازل ہونا اس آیہ کا ناسخ
حکم متعہ میں کیونکر ثابت ہو سکتا ہی اور انتہای عجب ہی کہ آپ ارشاد فرماتی ہیں کہ ابو داود میں ابن عباس سے
مذکور ہے کہ فما استمتعتم کا ناسخ یا ایہا النبی الی آخرہ قال ہے اسلئی کہ اولا معلوم نہیں کہ کونسا امر ہے کہ اس آیہ
حرمت پر دلالت کرتا ہی اور ثانیا یہہ کہ نسبت دینا اس روایت کا طرف ابن عباس کے افترا محض ہے اسواسطی کہ
ثابت ہو چکا کہ جناب ابن عباس تا دم مردن متعہ کی قائل تہے کبہی اس سے برگشتہ نہیں ہوئی پس کیونکر عقل
قبول کرتی کہ اوسکی ناسخ کی قایل ہی ہونگی جیسا کہ سابق میں عبارت فخر الدین رازی سے معلوم ہو چکا اعادہ
اوسکا ضرور نہیں [illegible] شرح [illegible] کی تصریح کی ہے کہ ابن عباس تحلیل متعہ کی قایل تہی پس کیونکر تسلیم
ہو سکتا ہی کہ [illegible] آیت طلاق کو ناسخ متعہ [illegible] کہی کہ انصاف و متعہ کی جانب اشارہ [illegible]

وهذا باطل عندنا جائز عند مالك بن انس وهو الظاهر من قول ابن عباس اور قاضی خان نے اپنے فتاوی
میں لکھا ہے ولا ينعقد النكاح بلفظ المتعة وهو باطل عندنا خلافا لابن عباس ومالك انتهى اور صاحب
فتح القدیر وغیرہ نے لکھا ہے کہ جناب ابن عباس فتوی بھی جواز متعہ کا دیتے تھے جیسا کہ سابق میں بخوبی ثابت ہو چکا ہے اور کتب
اہلسنت میں جو بعض مقام پر رجوع ابن عباس کا نسخ متعہ کی حدیثیں وضعی موجود ہیں تو اوسکا کچھ اعتبار نہیں اسلیے کہ ابن حجر
عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے ان ابن عباس اباح المتعة ورجوعه عند الصحيح باسانيد ضعيفة واجازة
المتعة عنه اصح انتهى یعنی جبکہ اسناد ضعیفہ سے رجوع حضرت ابن عباس کا ثابت ہو تو اوسپر اعتماد کرنا خلاف عقل
و دانش ہے اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں مسند عبد اللہ ابن عباس کے ذکر کیا ہے قال ابو بصیر کان ابن عباس
يامر بالمتعة وابن الزبير ينهى عنها الحديث اور بعضی تواریخ میں یہ سطر بھی مسطور ہے کہ جس وقت عبد اللہ
زبیر نے حضرت عباس کیطرف اشارہ کرکے یہ سطر کہا کہ جاءنا اعمى اعمى الله قلبه يحلل المتعة وهي الزنا المحض تو
اوسکے جواب میں عبد اللہ عباس نے یہ سطر ارشاد فرمایا انه [illegible] تعلمه الله
المتعة فكانت فعل بها على عهد رسول الله [illegible]
على ذلك [illegible] على عهد رسول الله [illegible] فاقبلنا عليها
ولعقيل [illegible] يا عبد الله [illegible] فاسأل امك [illegible] عبد اللہ ابن عباس کا
یہ ہے کہ متعہ نازل ہوا کتاب خدا میں اور عمل کیا گیا متعہ زمانہ رسول خدا میں اور زمانہ ابی بکر میں اور بعد
کیا اور بعد عمر کے کوئی دوسرا [illegible] نہیں آیا کہ حرام کرتا متعہ کو اور [illegible] کہ عمر نے کہا [illegible]
[illegible] کہ اوس متعہ سے پیدا ہوا [illegible]
[illegible] عبد اللہ ابن عباس
[illegible]
[illegible]
اوسکی تفصیل کہاں ان اول كان مع رسول الله وقد [illegible] بها [illegible]
لا [illegible] فتمتع بها فلقت بك [illegible] یعنی [illegible] رسول خدا [illegible] اور ایک [illegible] کہ نام اوسکا
عوسجہ تھا [illegible] رسول خدا [illegible] اون دو نو [illegible] عنایت کیا اور
تیری باپ نے اون دونو [illegible] سے تجھکو عقد متعہ میں [illegible] اور تو متعہ سے پیدا ہوا انتہی

انتہیٰ ترجمہ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابن عباس رض گو نسخ متعہ کی قائل تھے اور یہہ بھی دلیل قوی ہے اس امر پر کہ
جناب ابن عباس نے رجوع فتوای متعہ سے نہیں فرمایا کہ ترمذی میں ہے کہ بعد نزول آیۃ الا علی ازواجہم کی ابن
عباس نے رجوع فرمایا اسلئے کہ جناب ابن عباس بعد وفات جناب سرور کائنات کی اور بعد ہی عمر کی کی اہلسنت کی
نزدیک ہے فتوی جواز کا دیتے تھے اور خلافت عبد اللہ ابن زبیر تک اسپر اصرار کرتے تھے جیسا کہ سابق میں معلوم ہو چکا
پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے عقیدہ میں شاید آیت الا علی ازواجہم بعد وفات حضرت سرور کائنات
کی نازل ہوئی ہو اور حضرت ابن عباس نے اسکو دیکھتے ہی رجوع فرمایا ہو ان ہذا الافترا بلا مریۃ اور صاحب شوکت عمریہ
اور بعض علمای اہل سنت جو یہہ کہتے ہیں کہ بعد وفات جناب رسول کی جو ابن عباس فتوی جواز کا دیتے تھے اسکی
وجہ یہہ ہے کہ حضرت کو علم اسکی ناسخ کا نہ تھا اور اسطرح کا شبہ اکثر صحابہ کو ہوا ہے تو یہہ کہنا انکا باطل ہے
اسلئے کہ ترمذی میں صاف موجود ہے کہ حتی اذا نزلت الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم اور اس سے
کالشمس فی رابعۃ النہار آشکارا ہے کہ بعد نزول آیہ کریمہ کی حلت متعہ کی ابن عباس کے نزدیک باقی نہ رہی پہر یہہ کہنا
کہ حضرت کو علم اسکی ناسخ کا نہ تھا بیجا ہے حقیقت تو یہہ ہے کہ اہل سنت جب کہیں مفر نہیں پاتی تو ایسے
تاویلات علیلہ کی جہاں سے اسکو جائز رکھیں متشبث ہوتے ہیں کبھی یہہ کہتے ہیں کہ جب آیہ کریمہ الا علی ازواجہم
نازل ہوا تو حضرت ابن عباس نے رجوع فتوای متعہ سے فرمایا جیسا کہ ترمذی میں ہے اور کبھی یہہ کہتے ہیں کہ عند الموت
اپنی رجوع فرمایا جیسا کہ بیضاوی میں ہے اور کبھی یہہ کہتے ہیں کہ بعد اعتراض ابن زبیر کی رجوع کیا جیسا کہ فتح القدیر
میں ہے اور کبھی یہہ کہتے ہیں کہ بعد فرمانی جناب حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی آپ نے رجوع فرمایا جیسا کہ منیۃ (?) اپنے
رسالہ میں کہا کہ پہلی حضرت ابن عباس کو اطلاع نہ تھی جب حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ انک رجل تائہ (?) تب آنحضرت
نے رجوع کیا اور کبھی آیہ اذا طلقتم النساء کو ناسخ قرار دیتے ہیں جیسا کہ ابو داؤد میں ہے اور کبھی حرمت علیکم امہاتکم
کو ناسخ قرار دیتے ہیں غرض کہ روایات مضطربہ رجوع اور نسخ کی بہت ہیں اور روایتیں علمای امامیہ رضوان اللہ
علیہم کی مستقیم ہیں قال مولانا المجتہد الحبری (?) بالتکریم اور مستفتی نے جو پوچھا کہ کون سے پیغمبر یا امام سے
یہہ مسئلہ جاری ہوا جواب اسکا یہہ ہے کہ متعہ بحکم جناب رسالتمآب کہ خاتم النبیین تھے اور دین انکا قویم اور شریعت
انکی ناسخ شرایع سابقہ ہے مشروع اور جاری ہوا ہے اور احادیث آنحضرت کی صحاح ستہ میں بحکم شرعیت (?)
متعہ موجود ہیں اور جاری رہنا اسکا تا بعض عہد خلافت خلیفہ ثانی کے صحاح مذکورہ سے ثابت ہے
قال الناصب الغوی اللئیم فی الحقیقت ابتدای اسلام میں بسبب ضرورت بطور تعامل نہ بطریق

مشروعیت متعہ دو ایکبار جاری ہوا تھا پھر جب ان آیتوں کا نزول ہوا تو حضرت نے ممانعت فرمائی اور ہمیشہ حرمت
مؤبدہ ٹھہرائی چنانچہ تفاسیر معتبرہ اور صحاح ستہ میں بتفصیل مذکور ہے اور مشتی نمونہ از خروارے یہاں بہی جابجا
ذکر کیا گیا زیادہ ہوس ہے تو بالفعل شرح مسلم امام نووی کی مطالعہ فرمائیے ملاصہ اوسکا یہ ہے کہ تحریم اور اباحت
متعہ کی دو مرتبہ ہوئی پہلی چند دنوں حلال تھا پھر خیبر کے دن حرام ہوا پھر تین دن جنگ اوطاس [illegible]
میں حلال رہا پھر قیامت تک حرام ہوا بعد اسکے اوسی کتاب میں دفع دخل کرتا ہے ولا مانع من تکریر الاباحۃ
والتحریم ۵ ساری خدشی اتہی جب یہاں سے میں + اوڑ گئی چٹکیاں بجاتی ہیں **اقول بفضل اللہ العلیم**
ابھی ثابت ہو چکا کہ متعہ منسوخ نہیں ہوا اور نبی نے اسکے لئے حکم جواز کا فرمایا پھر مشروع ہونا اسکا کیونکر ثابت
ہو نسخ کی روایتیں تو کتب اہل سنت میں ایسی مضطرب ہیں کہ اوسکی دیکھنے سے پریشانی حاصل ہوتی ہے دیکھو
فی الصحیحین عن علی ان رسول اللہ ص نہی عن نکاح المتعۃ وعن لحوم الحمر الاہلیۃ زمن خیبر ورواہ
سلمۃ بن الاکوع قال رخص لنا رسول اللہ ص فی متعۃ النساء عام اوطاس ثلثۃ ایام ثم نہی عنہا ورووا
عن سبرۃ الجہنی انہ غزا مع النبی ص فتح مکۃ قال فاقمنا بہا خمسۃ عشر فاذن لنا رسول اللہ ص فی متعۃ النساء
ثم لم یخرج حتی نہی عنہا رواہ مسلم وروی ابوداؤد عنہ ان رسول اللہ ص نہی فی حجۃ الوداع عنہا
یعنی صحیحین میں روایت ہے علی علیہ السلام سے تحقیق کہ رسولخدا نے منع فرمایا نکاح متعہ سے اور گوشت خران خانگی سے
زمانہ خیبر میں اور روایت ہے سلمہ بن الاکوع سے کہا اوسنے رخصت دیا رسول اللہ ص نے ہمکو متعہ نساء کی اوطاس
میں تین دن تک بعد اوسکے پھر منع فرمایا اور روایت ہے سبرہ الجہنی سے کہ غزوہ مکہ میں آنحضرت ص کی ساتھ تھے
تو کہا اوسنے اقامت کیا ہم نے مکہ میں پندرہ روز پس اذن دیا ہمکو جناب رسالتمآب نے متعہ سے بعد اوسکے نہیں
نکلا ہمیں یہانتک کہ منع فرمایا اوس سے اور روایت کیا ابوداؤد نے تحقیق کہ رسولخدا نے منع فرمایا متعہ
نساء سے حجۃ الوداع میں انتہی ترجمہ اب اس اختلاف عظیم کو ملاحظہ فرمائیے کہ اثبات متعہ نساء میں اور نسخ
میں اوسکی کسقدر اضطراب ہے مجموع ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مرتبہ مشروع ہوا اور کئی مرتبہ
نسخ ہوا اور یہی مرتبہ مشروع اور دو ہی دفعہ نسخ نہیں ہوا اور بعض روایت کرتی ہیں کہ ایک شب مباح تھا صبح
اوسکی حرام ہو گیا پس میں کہتا ہوں کہ امام نووی [illegible] اپنے خیالات [illegible] واقفیت نہیں
رکہتا ہے اسلیے کہ علماء سنیہ میں کوئی تو کہتا ہے کہ متعہ خیبر کے دن حرام ہوا کوئی کہتا ہے [illegible] کے دن کوئی کہتا ہے
بعد فتح مکہ کوئی کہتا ہے حجۃ الوداع میں اور کوئی کہتا ہے [illegible] کے دن ہوا امام نووی کا [illegible]

تحلیل وتحریم متعہ کی دو مرتبہ ہوئی غلط محض ہے و قال النیشاپوری فی تفسیرہ اکثر الروایات انہ اباح المتعۃ
فی حجۃ الوداع وفی یوم الفتح وقول من قال انہ حصل التحلیل مرارا والنسخ مرارا ضعیف لم یقل
بہ احد من المعتبرین الا الذین ارادوا ازالۃ التناقض عن الروایات فاضل نیشاپوری کہ اعاظم علماء اہل سنت
سے تہا اپنی تفسیر میں لکہتا ہی کہ اکثر روایات دلالت کرتی ہیں اوپر اس امر کی کہ مباح ہوا متعہ حجۃ الوداع میں اور
روز فتح مکہ میں اور جن لوگوں نی کہا ہی کہ چند مرتبہ حلال ہوا اور چند مرتبہ حرام ہوا ضعیف ہے کسی معتبرین نے
اوسکو نہیں کہا ہی مگر اون لوگوں نی کہ ارادہ کیا رفع تناقض کا درمیان اخبار کی پس امام نووی کے قول سے معلوم
ہوتا ہی کہ متعہ مباح ہوا جنگ اوطاس میں اور پہلی چند دنوں حلال تہا اور فاضل نیشاپوری کی قول سے معلوم
ہوتا ہی کہ متعہ مباح ہوا حجۃ الوداع میں اور فتح مکہ میں اور ابو داؤد اور احمد نی جو ذکر کیا ہی اوس سے ثابت
ہوتا ہی کہ متعہ حجۃ الوداع میں حرام ہوا جیسا کہ سابق میں ذکر ہو چکا ہی اور میں کہتا ہوں کہ گویا متعدد تحلیل
دو مرتبہ ہی واسطی اسکی ہی کہ جمع بین الاخبار فی الجملہ ہو جائی الحفیظ الحفیظ علاوہ وضعی ہونی ان احادیث کے
تعارض اور اضطراب انمیں ایسا ہی کہ قابل زبان پر لانیکی نہیں اور عمدہ دلیل بطلان نسخ پر یہہ ہی کہ اگر نسخ متعہ حق ہوتا
تو ہر آئینہ اصحاب سید انام پر از زمانہ خلافت ابی بکر اور اوائل زمانہ عمر تک مخفی نہ رہتا اس کلام سی معلوم ہوا کہ
احادیث نسخ کو حضرات مریدین نے وضع کیا ہی مگر الحمد للہ کہ شیعیان علی بن ابیطالب نے واضح کر دیا کہ یہہ سب
باتیں سنیوں کی بنائی نہیں بن سکتیں اور عبارت فخر الدین کے جو سابق میں ذکر ہوئی ہے اگر اوسکو آپ بغور
و امعان نظر سی ملاحظہ فرمائی تو ممکن ہے کہ اوسی سے شبہ آپکی دل کا بخوبی رفع ہو گا خلاصہ کلام اور انتہائی
مرام یہہ ہی کہ جواز متعہ کا کتاب سے سنت سی اجماع امت سی بالیقین ثابت ہی اور یقین زایل نہیں ہوتا بغیر یقین
دوسری کی کہ رسوخ و ثبوت میں مثل اولی ہو و الا فلیس ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکہا ہی فلم یرخص فی نکاح
المتعۃ الا عمران بن حصین وعبد اللہ بن عباس وبعض اصحابہ وطائفۃ من اہل البیت انتہی یعنی
رخصت دیا اور جائز کیا عمران بن حصین اور عبد اللہ بن عباس نے اور بعض اصحاب اونکی نے اور گروہ اہلبیت نے
متعہ کو اس حدیث سی یہہ بات آشکار ہوتی ہے کہ اصحاب جلیل القدر اور اہل بیت علیہم السلام متعہ کو جائز رکہتی
آئی ہیں اور کتب اہل سنہ سی ثابت ہی کہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام اللہم ہؤلاء اہل بیتی میں داخل ہیں کیونکہ
جو لوگ مشار الیہ ہؤلاء کی تہے اونمیں موجود ہونا حضرت کا متفق علیہ ہی اور عدم نسخ متعہ بہی اسی سی سمجہا
جاتا ہی مسلئی کہ اگر متعہ منسوخ ہوتا تو یہہ اصحاب جلیل القدر اور اہلبیت علیہم السلام کیونکر تجویز فرماتی اور نہ

معلوم ہوا اجیر نسخ کی اونحضرت کو عقل سے مراحل دور ہی علاوہ اسکی کہتا ہوں کہ جب ثعلبی نے کلمہ حصر کا ارشاد
کیا کہ فلم یرخص نے نکاح المتعۃ الا عمران الخ تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لوگ نسخ متعہ کی ہرگز قائل نہتی اسلیئے
کہ اگر یہہ لوگ بہی اوسکی نسخ کی قائل ہوتی تو کلمہ الا کا لغو ہوجاتا کیونکہ قائل نسخ کی تمامی اہل سنت ہین پہر عمران
وغیرہ اصحاب جلیل القدر و اہل بیت علیہم السلام کی کیا تخصیص تہی اسی سی معلوم ہوا کہ وہ لوگ قول نسخ متعہ سے
مستثنے ہین سے میری مطلوب سب ہوی حاصل + آپ کی قول سب ہوئی باطل + سایہ فضل ذوالجلال رہا
لطف یزدان لایزال رہا + از عنایات خالق معبود + قول سب آپ کی ہوئی مردود **قال مولانا
المجتہد الحری بالتکریم** اور پیغمبر ہماری تو ایک ہے ہین یہہ سوال کرنا کہ کون سی پیغمبر یا امام سی یہہ مسئلہ
جاری ہوا ویسا ہی ہے کہ کوئی پوچہی کہ یہہ مسئلہ کونسی خدا نی فرمایا ہی **قال الناصب الغوی اللئیم** اگر
اس سوال مین غلطی ہے ہوتی تو اوسکا پکڑنا بیجا تہا شاید قضیہ مسئلۃ المواخذات اللفظیۃ لیست من دأب
المحصلین فرا یاد خاطر اقدس سے متظاہر فرمانا آپکا قصور نہین تقاضای سن ہے ع ایک پیری و صد عیب چنین گفتہ اند
تامل سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ سوال حق ہے کیونکہ اکثر باتین عبادات اور عادات اور محرمات اور مباحات اور دینونکے
اس دین مین باقی ہین بعضی بعینہ اور بعضی کچہہ شروط اور قیود سی چنانچہ بجا ہی خود مقرر ہی اسلیئے سایل نے
پوچہا کہ متعہ کونسے پیغمبر یا امام سی جاری ہوا آیا ہماری حضرت اور ائمہ سی جاری ہوا یا آگی سے کسی پیغمبر یا اونکی
خلفا کیوقت مین تہا اسمین کیا قباحت لازم آئی کہ جناب نے یون شد و مد سی بیکار بات بنائی کہ ہماری پیغمبر تو
ایک ہے ہین اوسنی اپنی پیغمبر کی ایک ہونیکا کب انکار کیا ع سمجہہ کا پہیر کا ہی ورنہ سوال سیدہا ہی **اقول
بفضل اللہ العلیم** ہرچند اس غبی نے اپنی دانست مین اسمقام پر بڑی عرق ریزی کی اور بہت سا سر پٹکا
مگر پہر بہی جواب شافی نہو سکا اسواسطیکہ سائل بعد دو تین فقرونکی اسطرح کہتا ہی کہ سند اسکی ہم بحدیث
نبوی اور مطابق آیات کلام اللہ چاہتی ہین جب مفتی کا یہہ مطلب ہوا کہ سند حلت متعہ کی ہمکو احادیث نبوی سے
اور آیات قران سی چاہیئی تو پہر اوسکا یہہ کہنا کہ کونسے پیغمبر سی یہہ مسئلہ جاری ہوا محض بیجا ہی اسلیئے کہ احادیث
نبوی سے مراد وہی احادیث ہوتی ہے کہ جسکو ہماری نبی صلعم نے ارشاد فرمایا ہو اور آیات کلام اللہ سی بہی وہی
آیات مراد ہی کہ جو ہماری نبی ص کی لئے نازل ہوئی ہے اور اوسیکو سب کلام اللہ کہتی ہین پس ان دونونسی یہہ بات
ثابت کرنا کہ پیغمبران پیشین بہی متعہ کو جائز کہتی تہی لاحاصل محض ہے اسلیئے کہ اونکی جائز کہنی یا نہ کہنی
سی کیا حاصل کیونکہ سایل کی اعتقاد مین بہی شریعت ہماری پیغمبر کی ناسخ شرایع سابقہ ہی پس معلوم ہوا

العلماء

معلوم ہوا کہ آپ نے سوال مستفتی کو اچھی طرح سے ملاحظہ نہین فرمایا ورنہ ایسی کلمات بیہودہ شان مین حضرت سلطان العلماء
کی ارشاد نہ فرماتی اور جواب اس اشکال کا مجتہد العصر والزمان سے طلب کراتی اب معلوم ہوا کہ کلام اس شخص کا مصداق
توجیہ القول بما لا یرضی بہ قایلہ ہی اور یہہ جو فرمایا کہ قضیہ مسلمہ المواخذات اللفظیہ لیست من دأب المحصلین فرمایا ذاجناب
قدسی بظاہر نہ رہا تو یہہ قضیہ کیا ہے جو بہول جائیگا ہم آپ سے پوچھتی ہین کہ وہ کون بزرگ تہی کہ جنہون نی بارہ
برس تک بقر کو یاد کیا بہر بہی خوب حفظ نہ کرسکی اونکی حافظہ کی خبر لیجئی اپنی کتابو نہین دیکہی یقین ہے کہ اون
بزرگ کا اسم سیمون آپ کو یاد ہوگا نام کی معلوم ہوتی ہے دل شاد ہوگا العاقل تکفیہ الاشارۃ اور مواخذات
لفظیہ دأب محصلین سے بعید نہین ہے یہہ کلیہ مسلم نہین ورنہ شارحین ومحصلین عبارات شروح ومتون پر قدح
لفظی کیون کرتی علاوہ اسکی قدح حضرت کی لفظی نہین بلکہ معنوی ہے اسلئی کہ مضمون فقرہ سائل کا خبط ہے
جب تمہاری تاویل واہی ہے اسی امر پر شہادت دیتی ہے قال الناصب الغوی اللئیم بلکہ اگر غور کیجئے
تو اس سوال مین ایک نوع کی انکار اور توبیخ یا تعبیر ہے یعنی متعہ تو بارشاد پیغمبر خدا اور بامداد ائمہ ہدا
حرام ثابت ہوتا ہی پہر کونسی پیغمبر یا امام سے یہہ مسئلہ جاری ہوا پیغمبر اور امام تو ایک ہی ہین یہہ ڈہکوسلا
ملت کا بیچ مین کسنی نکالا جیسا عرف مین کوئی کچہہ کام خلاف عقل اور شرع کی کرتا ہو تو اوسکی توبیخ
یا تعبیر کی لئی کہتی ہین کہ یہہ بات کونسی خدانی فرمائی شاید جناب سے مضمون رجز کو سمجہکر خالی دی گئی آپ سے
بڑا تعجب ہے کہ یون فرمائین کہ یہہ ایسا ہی کہ کوئی پوچہی کہ یہہ مسئلہ کونسی خدانی فرمایا کیونکہ غایت الامر تو یہہ
ہی کہ تعدد خدا متوہم ہوتا ہی سو موافق مذہب پیشوایان جناب کے اسمین کچہہ برائی نہین کتب معتبرہ شیعہ
مین مانند تفسیر مجمع البیان وغیرہ کی لکہا ہی کہ خالق خیر کا خدا اور خالق شر کا شیطان حالانکہ واللہ خلقکم
وما تعملون ومن شیء ما خلق وغیرہ اس عقیدہ کو جہٹلا رہا ہی پس بنا بر اس قاعدہ کے اگر سائل نے استہزاء
یہہ بہی اشارہ خفیہ کیا ہو کہ معاذ اللہ جب خالق دو ہین تو پیغمبر اور امام بہی دو ہونگی ایک خیر والی کے ایک شر والے
کی پس کونسی پیغمبر اور کون سے امام نی اسکو جاری کیا آیا پیغمبر اور امام شر والی نی یا پیغمبر اور امام خیر والی نے
اقول بفضل اللہ العلیم آپ ان باتون کو کیا جانین کہ مجمع البیان نے کیا کہا ہی اور کنز العرفان مین
کیا اور خالق شر کسکو کہتی ہین اور خالق شر کیا چیز ہے آپکے استعداد تو وہی ہے کہ کنز العرفان کی مطلب
مجمع البیان کی مدعا کو ایک کر دیا اور انتا فرق نہ کر سکے کہ مستدل کا کلام ہی یا مانع کا جب تمسی دانشمند ایسے
باتین بڑہ بڑہ کی کہتی ہین تو حقیقۃ اپنی عیوب کو فاش کرتی ہین ابہی ادلہ قویہ وبراہین قاطعہ سے

ثابت ہوچکا کہ متعہ بارشاد پیغمبر خدا و حضرات ائمہ ہدی علیہم التحیۃ و الثنا اب تک حلال ہے اور سوا آپ کی خلیفہ
ثانی کی کسیکی اسکو حرام نہین کیا اب مین کہتا ہون کہ متعہ تو بہ آیات محکمات و بارشاد ائمہ عالی درجات حلال
ٹھہرتا ہی یہہ معاملہ حجت کا بیچ مین کسنی نکالا اب جتنی عبارتین آپ نی اس ذیل مین ذکر کی ہین سب آپ پر عاید
ہوگئین اور یہہ جو ارشاد ہوا حالانکہ واللہ الخ اس عقیدہ کو جہٹلا رہا ہی اسکا جواب یہہ ہے کہ آپ نی سیاق قران کو
نہ دیکہا تا ستی اپنی پیشواؤنکی کے ماقبل آیت کو اپنی مضرجانکی ملاحظہ نہ فرمایا اور تمام کلام معجز نظام اتعبدون
ما تنحتون واللہ خلقکم وما تعملون ہی اور سیاق اس آیہ کا مقتضے اسکی ہی کہ واللہ خلقکم و ما تعملون
میں معنی حجت اور برہان کی ہے اوپر استبعاد عبادت کرنی کفار نابکار کی بت کی تئین یعنی جناب باری فرماتا ہی
کہ تم لوگ کیونکر عبادت کرتے ہو بت کی تئین کہ خود اپنی ہاتہہ سی بناتی ہو حالانکہ تم بہی اور یہہ بت بہی مخلوق خدا
ہین پس ایک مخلوق کو دوسری مخلوق کی عبادت نہ چاہیی علامہ زمخشری نی بہی اپنی تفسیر مین یہی معنی ذکر
کیا ہی تفصیل اس بحث کی اگر چاہتی ہون تو صوارم الالہیات کو ملاحظہ فرمائی اور من شر ما خلق سی مراد اسباب
شر ہی یعنی ہر گاہ کہ حق سبحانہ و تعالی نی اسباب خیر و شر کو قوی اور شہوات اور قدرت عباد او مثل اسکی خلق کیا
تو گویا خیر و شر کی تئین خلق کیا اور ہر گاہ کہ رفع موانع کیا تو گویا اوسکو جاری کیا بلکہ محاورات مین یہہ بہت
شایع ہی اور احادیث جو ہماری مذہب مین منقول ہین اور اونکی ظواہر سی معلوم ہوتا ہی کہ جناب حق سبحانہ و تعالی
خالق شر کا ہی تو وہ سب مأول ہین اور احتمال تقیہ کا بہی اوسمین متطرق ہے اور آپکے مذہب کی عبارۃ مشکوۃ
کی جہٹلا رہی ہے کتاب مذکور مین مسطور ہی کہ لبیک و سعدیک والخیر فی یدیک والشر لیس الیک یعنی
حاضر ہو نین ای خدا خدمت مین تیری اور خیر تیری ہاتہہ مین ہے اور شر تیری طرف منسوب نہین ہے اور جناب باری
فرماتا ہی وما خلقنا السموات والارض وما بینہما الا بالحق یعنی نہین پیدا کیا ہمنی آسمان اور زمین کو اور
اوس چیز کو کہ درمیان مین اون دونون کی ہے مگر ساتہہ حق کے پس ثابت ہوا کہ کفر اور زنا اور قتل نفس محرمہ اور
امثال اسکی افعال عباد سی کہ سب شر ہین اور حق کے ساتہہ نہین ہین مخلوق عباد ہین نہ مخلوق اونکی خالق کے
یہانسی واضح ہوا کہ امامیہ رضوان اللہ علیہم خدا کی تعدد کی قایل نہین ہین اور خالق کے تعدد ماننی سے کفر و شرک
لازم نہین آتا والا جناب باری کو احسن الخالقین کہنا کیونکر صحیح ہوتا الحمد للہ علی احسانہ کہ اقوال آپکے سب مردود
ہوئی لایق نہ پزیرائی کے نہ رہی وہو المطلوب و تفصیل اس مسئلہ کی کتاب عماد الاسلام اور حدیقہ سلطانیہ
وغیرہ مین دیکہہ لیجئی کہ علمای امامیہ رضوان اللہ علیہم ان مسائل کے شرح و بسط بیان کر چکے ہین قال

قال مولانا المجتہد الحری بالتکریم اب تم بتاؤ کہ جنہوں نے حرام کیا وہ کونسے پیغمبر تھے کہ ناسخ
شریعت خاتم النبیین ہوئے خلیفہ اور امام کا تو مرتبہ یہ نہیں ہے کہ حکم پیغمبر کو نسخ کرے ہاں اس جہت سے کہ
وحی اور کتاب موافق انکی رائے کی نازل ہوتے تھے دعوائے ہمسری کا ہو سکتا ہے **قال الناصب الغوی**
اللئیم البتہ ہمارے مذہب میں خلیفہ یا امام محرم یا محلل نہیں اسیواسطے ہم نے کہا کہ احرمہا بمعنی اخبر عن حرمتہا کے
ہے پر عذر بلا زمان والا بدتر از گناہ ہے کیونکہ وہ بزرگوار جناب کے کتاب حسام میں تحت ارشاد وائمۃ فہم یحلون ما
یشاؤن باقر مجلسی سے نقل فرماتے ہیں کہ ظاہرہ تفویض الاحکام پس کیونکر فرمانا آپکا کہ خلیفہ یا امام کا مرتبہ تو یہ
نہیں کہ حکم پیغمبر خدا کو نسخ کرے باور ہو اور جو افادہ ہوا کہ ہاں اس جہت سے کہ وحی اور کتاب موافق انکی
رائے کی نازل ہوتی تھی دعوائے ہمسری پیغمبر ہو سکتا ہے الحمد للہ کہ حق برزبان جاری ہوا فی الحقیقت اکثر
وحی اور کتاب انکی رائے کی موافق اترتی تھے مگر باوجود اسکی کبھی اہل سنت کے نزدیک ثابت نہیں کہ اس
جہت سے دعوی ہمسری پیغمبر کا کرتے تھے یہ جناب کا ابداع اعتماد ہے یا خام خیال **اقول الفضل اللہ العلیم**
معلوم نہیں کہ آپ خلیفہ ثانی کو اپنا امام جانتے ہیں یا نہیں اگر اپنا امام جانتے ہیں تو بدلائل ثابت ہو چکا کہ انہوں نے
متعہ کو حرام کیا اور احرم کے معنی اخبر کے نہیں ہو سکتی اسلئے کہ جب عمر نے مقدمہ ابن حریث میں دو نو متعوں کو حرام
کیا کسی آیت یا احادیث پیغمبر خدا سے متمسک ہوا اگر متعہ بن عند اللہ و عند الرسول منسوخ یا حرام ہوتا تو عمر البتہ آیۃ
ناسخہ یا کوئی حدیث کہ اوس سے حرمت متعہ کی ثابت ہو پیش لاتا و اذ لیس فلیس دوسرے یہ ہے میں کہتا ہوں کہ اقوال
اہل سنت کی اس مقام میں مضطرب ہیں اگرچہ کوئی کہتا ہے کہ حرمت متعہ کی صحابہ کو خبر نہ تھی پہلے عمر نے اسکی خبر دے
اور کہا احرم بمعنی اخبر عن الحرمۃ مگر شاہ صاحب تحفہ سرورق میں کہہ گئے ہیں کہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ الصلوۃ والسلام
نے فرمایا تھا امر فیہ رسول اللہ ان انادی بتحریم المتعۃ ساتھ اسکے یہ بھی کہتے ہیں کہ تحریم خلیفہ ثانی بمعنی اخبار
عن الحرمۃ ہے در حال آنکہ اس تقدیر پر اصلا اخبار کے معنے کی گنجایش نہیں رہی کیونکہ ہرگاہ پہلے سے خبر دینا جناب
مرتضوی کا عہد نبوی میں مفروض ہوا تو اب اسناد اخبار کی خلیفہ کی طرف اور اس اخبار کا انکی اولیات سے
شمار ہونا کہاں باقی رہا علاوہ اسکی نسبت ندای بالتحریم کی جناب ولایت مآب کی جانب اگر صحیح ہو تو عمران
بن حصین و عبد اللہ بن عباس و جابر بن عبد اللہ الانصاری اور عبد اللہ بن مسعود کا مطلع نہ ہونا اس حرمت
سے جیسا اہلسنت مقام اعتذار میں ان بزرگوں کی اصرار علی الاباحۃ سے کہتے ہیں بہت مستبعد معلوم
ہوتا ہے کیونکہ یہ سب صحابہ اسقدر حاضرباش بارگاہ رسالت کے تھے کہ ہرگز عقل باور نہیں کرتی کہ جس امر کے

بنا دی باب مدینة العلم باذن رسول اکرم ہون وہ امر ایسے مقربان درگاہ سے مخفی نہیں لاجرم تحریم دونو قول پر بار
اور اباحت صحیح و ثابت ہے اور یہہ روایت جو شاہ صاحب نے ذکر کیا ہے مکذب اسکی وہ روایت ہے جو نہایہ جزری مین ابن
عباس سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے ما کانت المتعة الا رحمة رحم اللہ بہا ہذہ الامة ولولا نہیہ عنہا
ما زنی الا شقی اور تفسیر ثعلبی اور در منثور کہ تفاسیر معتمدہ اہل سنت سے ہے اور مین جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام سے مذکور ہے لولا نہی ابن الخطاب عنہا ما زنی الا شقی یعنی اگر منع نہ کرتا عمر متعہ نساء سے تو ہرگز زنا
نہ کرتا مگر بدبخت اور شقی اور مستقصی امام غزالی کی جو روایت ذکر کر چکا ہون وہ بھی صاف مکذب روایت شاہ صاحب
کی ہے اور حدیث فہم یحللون ما یشاؤن اسکی معنی آپ سمجھے نہیں اور نہ کتاب حسام کو بخوبی ملاحظہ فرمایا ورنہ
آپ تفویض کی جو معنے سمجھے ہین کہ ائمہ ہدی علیہم السلام اپنی رای سے بغیر حکم خدا کے جو چاہتے ہین حلال کرتے ہین
زبان مبارک سے ارشاد نہ فرماتے مین کہتا ہون اس حدیث کے دو جواب ہین ایک تو یہہ کہ اس حدیث کو شاہ عبد العزیز
نے موضوع اور مفتری ٹہرایا ہے اور اپنی کتاب مین اسطرح سے لکہا ہے و این ہر دو روایت موضوع و مفتری اند زیرا کہ
حسین بن محمد از ضعفاء روایت میکند و مراسیل بیشتر در کتاب خود می آرد قال النجاشی ذکرہ اصحابنا بذلک
و محمد بن حسن میثمی از مجسمہ است کہ ایمان ندارد و روایت اورا چہ اعتبار باید کرد و اگر دراینجا اعتبار کنند تجسیم
را کہ اکثر از ائمہ روایت میکند قبول باید داشت انتہی پس شاہ صاحب نے کمال عقل اور دانشمندی سے اپنے
دعوی مضر کو ذکر کیا اونکو مضر اور نافع مین تمیز نہوا اور جبکہ کتاب رجال شیعیان علی بن ابیطالب سے ضعف
روات اس حدیث کا ثابت ہے تو کیونکر امامیہ رضوان اللہ علیہم پر مدلول اس حدیث سے اعتراض ہو سکتا ہے
دوسری یہہ کہ آپنے کل عبارت حسام کی نقل نفرمایا جو مضر تہی اوسکو چہوڑ دیا اور جسکو نافع سمجھے اوسکو ذکر
کیا دیکہیے کہ اب مین کل عبارت حسام کی جو موافق مدعا کے ہے ذکر کرتا ہون کہ اوس سے آپکی لیاقت کہل جائیگی
جناب غفران مآب طاب ثراہ نے مولانا باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے اقوال اسطرح پر نقل فرمائے ہین کہ تفویض
در چند معنی مستعمل گردیدہ بعضے از آن معنے ... است کہ از ائمہ منتفی گردد و بعضی ثابت پس بدانکہ
یکی از آن معنے تفویض در خلق نمودن و رزق دادن و پرورش کردن و زندہ کردن و میرانیدن است بہ نسبت ایشان
قومی ہستند کہ میگویند ان اللہ خلقہم و فوض الیہم امر الخلق فہم یخلقون و یرزقون و یحیون و یمیتون و
بجمیع و این کلام محتمل دو وجہ است یکی آنکہ گفتہ شود کہ آنہا جمیع اینہا را بقدرت و اختیار خود واقع می ساختند
و ہم الفاعلون حقیقة و این کفر است صریح کہ دلائل نقلیہ و عقلیہ بر استحالہ آن دلالت تام دارد وجہ دوم

انکه فاعل در حقیقت حق سبحانه و تعالی است لیکن مقارن اراده جناب ائمه دین آنرا واقع میسازد کشق القمر
و احیای الموتی و قلب العصا حیة و غیر ذلک من المعجزات چه بدرستیکه این امور بقدرت و اراده حقتعالی صادر شده
تا آنرا تصدیق نماید پیغمبران و ائمه خود را پس هر چند عقل از تفویض باین معنی ابا نمی نماید لیکن در احادیث بسیار منع
وارد شده از اینکه در ما عدای معجزات کسی بآن قایل شود و معنی دوم تفویض در امر دین است و این هم محتمل
دو وجه است یکی آنکه حقتعالی عموما تحلیل و تحریم اشیا را بجناب پیغمبر خدا و ائمه هدی مفوض فرموده باشد بی
غیر وحی و الهام و یا اینکه احکام الهی که بطرف ایشان نازل شده آنرا بمجرد رای خود باطل سازند و این معنی باطل است
لا یقول به عاقل فان النبی ص کان ینتظر الوحی ایاما کثیرة لجواب سایل و لا یجیبه من عنده و فیه قال الله تعالی
و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی وجه دوم آنکه هرگاه جناب حقتعالی پیغمبر خدا را بجمیع وجوه کامل گردانیده
بحیثیتیکه اختیار نمیفرمود امری را مگر آنکه آن موافق حق و ثواب میبود و هرگز بخیال وی نمی گذشت چیزی که
مخالف مشیت خدا باشد پس بنابرین تفویض تعیین بعضی امور به آنحضرت ص کرده باشند کالزیادة فی الصلوة
و تعیین النوافل فی الصلوة و الصوم و غیر ذلک لم یکن اصل التعیین الا بالوحی و لم یکن الاختیار الا بالالهام گو بعد ازان
بجهت مزید تاکید مطابق آن وحی نیز نازل میشد و در تفویض باین معنی نزد عقل هیچ فسادی نیست و نصوص
مستفیضه بر آن دلالت دارد و معنی سیوم تفویض آنست که حقتعالی مفوض نموده بجناب ائمه دین سیاست
خلق و تادیب آنها و تعلیم آنها و خلق را امر نموده که در جمیع امور اطاعت آنها کنند خواه دوست دارند خلق اطاعت
آنها را خواه نه و تفویض باین معنی حق است کما لا یخفی قال الله تعالی ما آتاکم الرسول فخذوه و ما نهاکم عنه
فانتهوا و علیه یحمل قولهم نحن المحللون حلاله و المحرمون حرامه یعنی در عهد جناب ایشان که آنرا اجرا
فرمایند و بر خلق هست که آنرا قبول نمایند و معنی چهارم آنکه مفوض شده باین که بحسب رای خود در محل تقیه مطابق
تقیه بیان احکام فرمایند و در غیر محل آن بیان احکام نفس الامری و همچنین بحسب عقول مخاطبین هر قسم که مناسب
دانند تلقین فرمایند و لهم ان یبینوا و لهم ان یسکتوا چنانچه فرموده اند علیکم المسئلة و لیس علینا الجواب الا
کل ذلک بحسب ما یریهم الله تعالی من مصالح الوقت معنی پنجم آنست که حق تعالی بایشان تفویض فرموده
که هرگاه مصلحت دانند مطابق ظاهر شرع حکم فرمایند و هرگاه خواهند مطابق علم خود که حقتعالی ایشانرا الهام
میفرماید ششم تفویض بمعنی آنست که حقتعالی تمام زمین را برای ایشان خلق کرده بهر که خواهند ببخشند و از هر که
خواهند منع فرمایند انتهی کلام الشریف اس عبارت سی منشا ت آپ کا بالکل مندفع ہو گئی اور تفویض کے

جو معنی آپ سمجھی ہے کہ ائمہ ہدی علیہم السلام و اشنا اپنی رائی قدس سے لی وحی و الہام کی جو چاہیں سو کریں یہہ زعم
آپکا باطل ہوا اور سوٴ یہ میری کلام کا یہہ ہی کہ ضروریات مذہب امامیہ سی ہے کہ حسن و قبح افعال اختیاریہ مکلف کی
عقلی ہیں یعنی عقل حاکم ہے کہ کوئی افعال عباد کی خالی حسن یا قبح سے نہیں ہیں اور یہی ضروریات مذہب امامیہ رضوان اللہ
علیہم سی ہے کہ جناب حق سبحانہ و تعالے حرام نہیں کرتا مگر قبیح کو اور واجب نہیں کرتا مگر حسن کو ایسی اعتقاد والوں پر کوئی جاہل
غبی فضلاء من العالم الزکی گمان نہیں کر سکتا کہ یہہ فرقہ جناب پیغمبر خدا و اوصیاء رسول کبریا کو باب تحلیل و تحریم میں صاحب
عنان اختیار جانتے کی آپ اپنی مرشدونکی خبر لیجیئے کہ جناب کتاب مسلم الاصول کہ فی زماننا مدار درس تدریس کا اوسپر ہی
اسطرحسی لکہہ ہی هل یصح التفویض وهو ان یقل للعالم او المجتهد احکم بما شئت فهو صواب وهو
المختار عند اکثر الشافعیة و المالکیة و تردد الامام الشافعی و علیه امام الحرمین و قیل یجوز للنبی
فقط و قال اکثر المعتزلة لا یجوز و علیه الامام الشیخ ابو بکر الجصاص الرازی ثم المختار عندنا و عند
اصحاب الائمة الثلثة الباقیة عدم وقوع للتفویض اس عبارت سی صاف و شرح ہے کہ بعض
بزرگان نو صب نے واسطی ہر عالم و مجتہد کی تجویز تفویض احکام کی فرمایا ہی گو کہ وہ عالم و مجتہد مدت مدید تک
انواع فسوق او فجور میں گرفتار رہا ہو اور بعد اوسکے تائب ہوا ہو اب انصاف سے فرمائی کہ یہہ تشنیع جو اپنے
شیعوں کی طرف لکہی ہے سزاوار اسکی اہل تسنن ہیں یا شیعہ اثنا عشریہ اور اگر آپ کل کتب امامیہ میں تفحص اور تجسس
فرمائیں یہہ معنی تفویض کے حق ائمہ اطہار علیہم السلام میں کہ امامیہ قایل اونکی عصمت اور طہارت کی ہیں نہ پاوینگے
اور طرفہ یہہ ہی کہ باوجود دعوی مسلمانی کی اہل سنت اعتقاد رکہتی ہیں کہ پیغمبر خدا اجتہاد کرتی تہے اور اوسمیں خطا
واقع ہوتی تہی خصوصا وسوقت میں کہ اجتہاد اوحضرت کا اجتہاد عمر کے مخالف ہوتا تہا کیونکہ نہو حالانکہ کان
الوحی ینزل علی لسان عمر شاہد اس دعا کی ہے اور معلوم نہیں کہ خداوند عالم کو کونسا امر مانع ہوا کہ زمان حیات
جناب رسالتمآب میں وحی بزبان عمر پر نازل فرماتا تہا اور بعد رسول مختار صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی اس منصب
جلیل سے معزول کردیا جیسا کہ قول عمر کا کل الناس افقه من عمر حتی المخدرات فی الحجال و لولا علی لهلك عمر
بہی اس عزل پر دلیل قوی ہے بڑا تعجب ہے کہ ائمہ اہل سنت تجویز فرماتی ہیں کہ جناب سید المرسلین اپنی اجتہاد
سی کوئی امر ارشاد فرمائیں اور اوحضرت سی اوسمیں خطا واقع ہو جیسا کہ کتاب مسلم میں اس امر کی تصریح واقع
ہوئی ہے بلکہ سائر اہل سنت اس بات کو باواز بلند کہا کرتی ہیں اسکے ابطال کی لیئی قول حق سبحانہ و تعالے
وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی و ما یکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی

ایسی کافی ہے اور یہی مخالفت حضرت رسولمختار کی کفر ہی خداوند عالم فرماتا ہی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
والمخالف فی الاجتہاد لا یکفر لان المخطی فی الاجتہاد له اجر واحد والمستوجب للاجر لا یکفر
اور یہی اگر آپکو اجتہاد جائز ہوتا تو نزول وحی میں توقف نہ فرماتے لکنہ توقف فی مسئلة الظہار واللعان
اور یہی اگر مسئلہ و احکام شرعیہ کا رائی اور اجتہاد آنحضرت سی ہوتا تو چاہیے کہ عیاذا باللہ پیغمبر مورد تہمت کی
ہوں کہ اونہوں نے شریعت کو وضع کیا اپنی جانب سی اور یہہ امر منافی بعثت ہی جب کلام کو یہانتک
پہونچایا تو چاہیے کہ قلم تیز رفتار کو منعطف کروں طرف شبہات اون نواصب کی کہ شاہ عبد العزیز تحفہ میں فرماتے
ہیں و نیز در ما مشورت امر بمشورہ صحابہ کہ آیہ وشاورہم فی الامر وارد است چہ معنی خواہد داشت اگر
مطلب شاہ صاحب کا یہہ ہی کہ اگر رسول معصوم خطا سی اور مبرا سہو سی ہوتے اور خطا اجتہاد میں نکرتے
تو خداوند عالم آنحضرت کو حکم مشاورت کا نہ فرماتا جواب اسکا یہہ ہے کہ حضرت رسالت پناہ کا مشورہ اپنی اصحاب
سی اسواسطی نہ تہا کہ آنحضرت محتاج اونکی رای کے تہی جیسا کہ شاہ صاحب نے زعم کیا ہی بلکہ اسکا سبب یہ تہا کہ
مشورہ سبب الفت اور محبت کا ہوتا ہی اسلئے جناب باری نے فرمایا کہ تم اون سے ای محمد مشورہ طلب کرو
تا کہ ویسی محبت کہیں اسواسطی کہ حضرت رسولخدا اکمل خلق تہے اور رای آنحضرت کی اعلم تہی پس
کیونکر یقین ہو سکتا ہی کہ آنحضرت محتاج اون صحابیوں کی رای کے ہوں اتق ہذا الشیء عجایب اور تفصیل
مسئلہ تفویض کے کتاب صوارم الالہیات وغیرہ میں موجود ہی دیکہو یہی دعوا ہی ہمسری کا پیغمبر خدا فرماتے
ہیں کہ آسمان سے نسبت نہ بہیجی کیا رسولخدا ہی ہر کیا قائل لولا علی لہلک عمر کیا صاحب الرسالة
والکرامة کیا مستخلف من جیش اسامة کیا خلیفة اللہ فی الارض کیا خلیفة الناس بالعرض این من قال ان
لی شیطانا یعتریني فان استقمت فاعینوني وان زغت فقوموني واین من قال سلونی سلونی
قبل ان تفقدونی قال الناصب الغوی اللئیم باوجود نہ اوترنی وحی اور کتاب کی موافقت
رائی امامیہ کی شیعہ البتہ دعوی ہمسری آل عبا بلکہ پیغمبر خدا کا کرتے ہیں صاحب تفسیر منہج الصادقین
صاف صاف کہہ رہا ہی کہ جو ایک مرتبہ متعہ کرے حسین کا درجہ پاوی اور جو دو بار متعہ کرے رتبہ
حسن کا پاوی اور جو تین بار متعہ کری مرتبہ علی کا پاوی غور کرنا چاہیے کہ چار مرتبہ کی متعہ ایک شب
میں جب تین معصوم اور پیغمبر کا مرتبہ حاصل ہو تو ہمسری پیغمبری کی کسنے کی بادی بہول گیا پانچویں تا
مرتبہ بہی کہدیتا تو خدا ہی کا مرتبہ ملتا پہر کیا حاجت تہی مقید ہونے کے شتر بی مہار جو چاہا سو کیا

مقام انصاف ہی لیکن حضرت شیعہ اس خیر الاوصاف سی صاف معاف ہین اقول الفضل لله
العلیم شیعیان آل طہ علیہم السلام کلا وطرا قنبر کے غلامی اپنا فخر جانتے ہین ہمسری اونحضرت کی اونکی
وہم وگمان مین نہین اعاذنا الله من امثال ذلک باقی رہی فضیلت متعہ کی کہ اوسکی فضائل کتب امامیہ مین
احادیث صحیحہ سی جسقدر منقول ہین اونکی وجہ اجمالا پیشتر مذکور ہوچکی علاوہ اوسکی آپ کی کتابون مین بہی
بیان مین فضیلت بعض امور کی اس طور کی حدیثین منقول ہین اونسین آپ کیون نہین استہزا وسخریہ کرتے
ہان عداوت اہلبیت ومحبت خلیفہ نی آپکے چشم وگوش کو بیکار کردیا ہی سوای تشنیع اہل حق کی آپکو
کچہہ محسوس نہین ہوتا اندہی آنکہہ کو خواب غفلت سی کہولکر دیکہیئے احیاء العلوم مین مروی ہہ من جاءہ
الموت وہو یطلب العلم لیحیی به الاسلام فبینه وبین الانبیاء درجة واحدة یعنی جس شخص
کی موت سامہنی آئے حال آنکہ وہ شخص طلب کرتا ہو علم کو تاکہ اسلام کو اوس علم سے بہرہ کرے یہہ
درمیان اوس شخص کے اور درمیان انبیاء علیہم السلام کی ایک درجہ ہی اور بہی اوسی کتاب مین روایت
کہ الشیخ فی قومه کالنبی فی امته اور دیلمی وابن حبان نے بہی اسکو نقل کیا ہی اور فخر رازی کہ امام
سنیونکا ہے ابوہریرہ سی روایت کرتا ہی کہ من صلی خلف عالم من العلماء فکانما صلی خلف نبی من
الانبیاء اور بہی احیاء العلوم مین لکہا ہی من تعلم بابا من العلم لیعلم الناس اعطی ثواب سبعین نبیا و
صدیقا اور بہی اوسی کتاب مین مذکور ہے اقرب الناس درجة من النبوة اہل العلم اور یہہ تو آپکے کتابون مین بہی
سطر سطر پر لکہا ہوا ہی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اسیطرحسی بہت سی حدیثین ہین کہ اگر استیعاب
کئی جاوین تو مجلد ضخیم اور کتاب جسیم ہو مگر مشتی نمونہ از خرواری یہان پر یہہ کسیقدر ذکر کیا اب عارفین
ملاحظہ فرماوین کہ امامیہ رضوان الله علیہم امثال ان حدیث کی جو فضیلت متعہ مین بیان فرماتی ہین کیا گناہ
کرتی ہین سچ ہی کہ کینہائی دیرینہ اور ضغاین پارینہ کہ وارثة عن الاسلاف تہہ آیا ہی سینہائی اہلسنت
مین مخفی اور مکنون ہے اوسکو خیال واہیہ سی نکالتی ہین اور طرفہ یہہ ہے کہ باوجود اس بات کی کہ کتابا
محی الدین عربی کی مملو کفر وزندقہ سی ہے اور اوسنی اپنی خاتم الاولیاء ہونیکا دعوی کیا اہلسنت کی نزدیک
اوسکے علو مرتبہ مین کسیطرحکا تخلل نہوا جیساکہ قیصری شارح فصوص نے اوسی سے نقل کیا ہی کہ اوسنی
مین اسطرحسے کہا ہی بدرستیکہ او دید در عالم رویا دیواری را پر از طلا ونقرہ درحالیکہ آن کامل بود مگر بقدر
دو خشت وہم در آن کتاب گفتہ کہ من شک ندارم در این کہ من آن را می شکم کہ منم منطبع در

سنجح هر دو خشت بوجود من کامل گردید آن دیوار ختم عبرت الرؤیا باختتام الولایة لی وفکرت المنام
للمشایخ الذین کنت فی عصرهم وما قلت من الرای فعبرا ما عبرت بها انتہی اور مولوی روم نے اسکے
بہی بہتیری واسطی بیہودہ کلمات کفر و زندقہ کی بہت سی کہی ہین مدح شمس تبریز مین یہہ اشعار اسکی لکہی ہین
دیکہیے بیت ؎ انبیاء و اولیا حیران شدہ در حضرتش + یحیی و یعقوب و یوسف چرخ مطلق میزند +
عیسی و موسی چہ باشد چاکران حضرتش + جبرئیل اندر جلالش سر مطلق میزند + خلاصہ یہہ کہ اہل سنت
وجماعت نے کلمات کفر و زندقہ کی بہت سی کہی ہین اگر استیعاب کیے جاوین تو بہت طول ہو اور یہہ جو
ہمارے مذہب مین درباب فضیلت متعہ کے ہے کہ اگر کوئی ایکبار متعہ کرے تو درجہ حسین کا پاوے الخ
تو درجہ پانے سے مراد یہہ نہین ہے کہ خود امام ہوجاوے جیسا کہ آپ نے اپنی رای عالی سے یہہ مضمون
ٹہرایا ہے بلکہ مراد یہہ ہے کہ اگر کوئی ایکبار متعہ کریگا تو قیامت کے دن انشاء اللہ پہلوی ائمہ ہدی مین
رہیگا علاوہ اسکے یہہ حدیث تاکید متعہ کے واسطے ہے جسطرح سے کہ حدیث شریف متفق علیہ شیعہ و سنی
لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد کہ یہہ حدیث بہی محمول تاکید نماز کی ہے بیچ خانہ خدا کے اور اگر ایسا نہو
تو چاہیئے کہ جو لوگ ہمسایہ مین مسجد کے ہون اور اپنے گہر مین نماز پڑہین نماز اونکی مقبول نہو اب آپ سے
بہت بعید ہے کہ اسطرح سے فرماوین کہ راوی بہول گیا پانچوین مرتبہ بہی کہہ دیتا تو خدا ہی کا مرتبہ ملتا جب
آپکے مذہب مین یہہ بات ثابت ہے کہ ایک باب علم کا سیکہنے سے ستر نبی اور صدیق کا مرتبہ حاصل ہوتا
ہے تو مسئلہ حلت متعہ کا کہ فرع امامت اور مستلزم حاصل کرنے تین باب علم کی ہے ایک باب ثبوت امامت
ائمہ ہدی دوسرے باب بطلان خلافت خلفای جور تیسرے باب جواز متعہ علی خلاف قول عمر پس لامحالہ
مطابق آپکے علما کی روایت کے ان تینون بابون کے متعلم کو دو سو دس نبی و صدیق کا مرتبہ حاصل ہوا
اگر ایسے باجو ر تشابہ کو کوئی کہے کہ درجہ آل عبا مین شریک ہے گا تو اس کہنے والے کی تحمیق و تہجین آپ
ایسے عاقل کے سوا کوئی نہین کر سکتا اور آپ کو عاقل کہنے کے وجہ اسکے سوا نہین ہے کہ شاعر کہتا ہے
؎ دی و دیدی ایک بہری گفت + دل از غمش بسے خراشیم + ما نیز نکوئی او بگوئیم + تا هر دو دروغ
گفتہ باشیم + قال مولانا المجتہد الحری بالتکریم اور اگر نسخ پہلے سے ہوتا تو لازم آتا اہل سنت
کے نزدیک بہی جائز نہوتا حالانکہ شمس الائمہ سرخسی اور صاحب ہدایہ اور شارح مقاصد اور صاحب جامع الرموز
اور قاضی خان اور صاحب کنز الدقایق اور ملا یوسف واسطی اور صاحب خزانۃ الروایات اور صاحب

فتاوای تاتارخانیہ اور شارح کنز الدقایق اور صاحب حدایق الازہار اور صاحب تبیان الحقایق اور شارح
مختصر وقایہ وغیرہ اپنی مصنفات میں مصرح ہیں کہ امام مالک کے نزدیک متعہ حلال ہی قال الناصب الغوی
اللئیم امام مالک ہرگز مجوز متعہ نہیں بلکہ موطا میں یہہ حدیث حرمت متعہ کی لائی ہیں کہ ان خولة بنت الحکیم
دخلت علی عمر بن الخطاب فقالت ان ربیعة بن امیة استمتع بامرأة مولدة فحملت منه فخرج
عمر بن الخطاب فزعا یجر رداءه فقال هذه المتعة ولو کنت تقدمت فیها لرجمت اور مالکیہ اجمعہم
قائل ہیں کہ متعہ حرام ہی چنانچہ منہج الوفیہ فی فقہ المالکیہ میں موجود ہی کہ لا یجوز نکاح المتعة وهو النکاح الی اجل
بلکہ صاحب تحفہ افادہ فرماتی ہیں کہ مالک متعہ کو مجوز کرتی ہیں اقول بفضل الله العلیم حیرت ہے
کہ آپ بار بار توضیحیہ کو ملاحظہ نہیں فرماتی خود جناب سلطان العلما فرماتی ہیں اما آنچہ گفتہ ہم می شود کہ چون در
موطای مالک حدیث تحریم متعہ مذکور باشد پس نسبت بسوی او نتوان داد آن روایت ہر گونہ خواہد داشت پس جواب
نسبت کہ روایت کردن چیزی مستلزم فتوای راوی بمضمون آن نیست چنانچہ اکثر روایات تجسیم و تشبیہ و امثال
آن کہ خلاف مذہب ایشان است در کتب ایشان وارد شدہ معہذا اعتقاد و عمل بر طبق آن ندارد پس چہ استبعاد
دارد اینجا نیز چنانچہ اصحاب صحیح مسلم نقل کردہ اند بہ اسناد صحیح حدیث حکم نکردہ اند بہ متعہ بالفاظ پس
اس عبارت سے جناب کی قول کا جواب ظاہر ہو گیا حاجت تصریح کی نہیں علاوہ اسکی یہہ انکار ویسا ہی ہے
کہ شافعی کے نزدیک بول بھی کا طاہر ہے اور خود ہی نسبہ کہا کہ یہہ حکایت شافعی کے صحیح نہیں اوسکی جواب
میں بیہوشی کہا هذا اخطاء عن حجتنا وان لم ینقل هذا عن الشافعی مع انه بل نقل عنہا الدلیل
ان بول الصبی الذی لم یطعم طاهر کذا نقل عن الاولی نهایۃ پس معلوم ہوا کہ خود سیاق ہی
شافعی کی نزدیک الصبی کا طاہر تھا لیکن بعض متاخرین فی ردفعا للطعن سے انکار کیا مگر انکار اونکا کچھ
کام نہ آیا ایسی ہی یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ بعض متاخرین مالکیہ کہتی ہیں کہ مالک ہرگز مجوز متعہ کی نہیں اور
تصحیح اس نقل کے صاحب ہدایہ وغیرہ جی الامیہ شارح قشیریہ لائی ہیں تو پہر یہہ رو بات کلفت اور ادوہ بے ہوا گو
پہر کی ہیں ہذا ما حصل لیعنی فی ہذا المقام بفضل العزیز العلام اور حدیث موطا کی معارض ہے اون احادیث
سی کہ جو راویان معتمد اہل سنت سی حلت متعہ میں روایت ہی حدایق الازہار میں کہ شارح مشارق الانوار ہے
آنکہہ کہول کی دیکہو باب اول میں شرح حدیث سبرہ بن معبد الجہنی کے لکہا ہی نکاح المتعة ان یقول الرجل
للمرأة تمتعی بک کذا مدة هکذا من المال وهو کان مباحا ثم انتسخ وقد اجمعت الفقہاء

رضی اللہ عنہم علی انہ ناسخ والیہ ذہب اکثر العلماء رحمہم اللہ وقد ذہب مالک رحمہ اللہ الی الجواز انتہی
بعد اسکی شارح مذکور سفحہ باب مجالس میں شرح حدیث یا ایہا الناس انی قد کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من
النساء الحدیث کی سطر سی لکہا ہی نکاح المتعۃ کان مباحا فی ابتداء الاسلام ثم صار حراما واکثر العلماء
علی حرمتہ وبقی مالک رحمہ اللہ علی حلتہ والمتعۃ ان یقول الرجل للمرأۃ اعطیک کذا دراہم علی
ان اتمتع بک شہرا وکذا یوما انتہی اور تبیان الحقایق شرح کنز الدقایق میں مذکور ہی وبطل نکاح
المتعۃ وصورتہ ان یقول اتمتع بک کذا مدۃ بکذا من المال وقال مالک ہو جائز لانہ کان
مشروعا فیبقی الی ان یظہر ناسخہ واشتہر عن ابن عباس تحلیلہا وتبعہ علی ذلک اکثر اصحابہ من اہل الیمن
ومکۃ وکان یستدل علی ذلک بقولہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن وعن عطاء انہ قال
سمعت عن جابر یقول تمتعنا علی عہد رسول اللہ وابی بکر ونصفا من خلافۃ عمر ثم نہی الناس
عنہ وہو یحکی عن ابی سعید الخدری والیہ ذہب الشیعۃ انتہی اور بیچ جلال الدین سیوطی نے رسالہ
انموذج اللبیب فی خصایص الحبیب میں لکہا ہی کہ شرع فی عدۃ احکام ثم نسخت فعل بہا اصحابہ ولم یعمل
بہا احد بعدہم منہا فسخ الحج الی العمرۃ عند الجمہور ومتعۃ النساء عند اکثر الائمۃ اور لفظ اکثر ائمۃ
میں صریح ہی کہ متعہ نساء بعضی ائمہ کی نزدیک منسوخ نہیں ہوا اور معلوم ہی کہ ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد حنبل قائل
حلت متعہ کی نہیں ہیں پس مراد اوس سے مالک اور دوسرے علماء اہلسنت ہونگی **قال الناصب الغوی اللئیم**
بلکہ صاحب تحفہ افادہ فرماتی ہیں کہ مالک متمتع پر حد تجویز کرتی ہیں اور سوا اسکی اس باب میں شہادت علامہ حلی کے
کشف الحق میں کیا کم ہی کہ فرماتی ہیں ذہبت الامامیۃ الی اباحۃ نکاح المتعۃ وخالف فیہا الفقہاء الاربعۃ **اقول**
بفضل اللہ العلیم شاہ صاحب نے جو اس مقام پر افادہ فرمایا ہی اوسکا جواب مفتی محمد قلی صاحب کتاب تقلیب المکاید
میں اس طرح سی تحریر فرماتی ہیں کہ شیعیان را میرسد کہ میگویند کہ بنا بر قول این ناصبی در این کید ممکن است کہ بعضی از
سنیان از راہ کید وخدعہ کتابی تصنیف نمودہ بامام مالک یا یکی از اصحاب اہلسنت دادہ و در آن درج کردہ باشند
کہ امام مالک حد بر متعہ واجب میدانند تا اوہام عوام کالانعام کہ بحرمت متعہ تقلید عمر حاصل است قوت بپذیرد و اگر
بعضی مردم قول مالک بحرمت متعہ نقل کردہ باشند نیز بوا نشد زیرا کہ در فتاوای مالک اختلاف بسیار است
چنانچہ یافعی در تاریخ خود در وقایع سنہ اثنین وستین ومایتین گفتہ وفیہا ابو یحیی ہارون بن عبد اللہ الزہری
المالکی قال ابو اسحق الشیرازی ہو اعلم من صنف فی مختلف قول مالک انتہی کلامہ وچگونہ فتاوای مالک

میں اختلافات ہیں اور دو قسم کی روایتیں ذکر کرتی ہیں جیسا کہ نہایہ میں ہے قال الشافعی و مالک
واحدۃ ہذا یفید ان مفتاح التحلیل [illegible] اکثر اصحاب اور دوسری مقام پر اسی طرح ہے روی عن
ذلک قول مالک والشافعی رحمہما اللہ باب علم الاصحاب الوضع فیہ روایتان مع قول ابی حنیفۃ
اکلھا اور ابن حجر مکی نے شرح الارشاد میں [illegible] لکھا ہے [illegible] کہ ابن [illegible] مالک سے
اسطور سے لکھا ہے وعلیہ الفتیا عند الاکثر من المالکیۃ [illegible] اکثر متاخرین مالکیہ
کچھ کہتی ہیں اور متقدمین مالکیہ کہتی ہیں اب علامہ [illegible] کی امام مالک بھی
احدی الروایتین قائل [illegible] اور دو [illegible] متاخرین مالکیہ [illegible] قائل ہے
ہیں جیسا کہ خود شوستری علیہ الرحمہ نے کہا ہی کہ خلاف الشافعی من المالکیۃ [illegible] اور
علامہ علیہ الرحمہ کی سامنے [illegible] ہیں [illegible] قال الشافعی [illegible] الصحیح
اسیطرح احقاق الحق میں [illegible] مذکور ہی اب نسبت تحلیل [illegible] امام مالک [illegible]
کا ہی اور [illegible] الا فی [illegible] کتابوں کی نام یہاں مذکور [illegible] مصنفوں کی [illegible] نسبت صاحب [illegible] کی
گئی ہیں ایک [illegible] اسکی نسبت میں کلام ہی [illegible] جامع الرموز وغیرہ میں [illegible] نقل عبارت ہدایہ وغیرہ
کی لکھہ یا لکہ [illegible] کلام [illegible] الاسلام [illegible] اور دو [illegible]
علموں کی سمجھکر ع تا [illegible] سیقیم + [illegible]
اونچی [illegible] جاتی ہیں اور [illegible] امام [illegible] گردانتی ہیں اقول [illegible]
تو یہہ ہی کہ جھوٹ بولنا [illegible] آپ کو اور آپ کی بڑی مرشد [illegible] موقع کو ہاتھ آیا ہے
کہ ہر سطر میں افترا و بحث سازی کرتے ہیں [illegible] سلطان العلماء فی [illegible] عبارت میں جیسا کہ آپ خود بعد اسکے
نقل میں صاف ارقام فرمایا ہی کہ بعضی جو کہتی ہیں کہ صاحب ہدایہ وغیرہ نی نقل مذہب امام مالک میں خطا کی
انتہی تو کیا اسمیں [illegible] کی اطلاق سے جامع الرموز خارج ہی سبحان اللہ کس قدر شقاوت و خدا ناشناسی
کی ساتھہ یہہ کوئی گذرتے ہیں [illegible] بقول حافظ [illegible] چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد + چند سطر کی بعد خود اپنے
زبان قلم سے اپنا کذب ثابت کرتا ہی اور شبہ نہیں ہوتا اور جناب سلطان العلماء کی شان میں جو گستاخیاں اور
بیہودہ بیان واہی [illegible] کرتی [illegible] کی اسکی [illegible] لکھی ہیں اسکی دفع میں [illegible] اسکے
خلیفہ کا جہل اور افترا و تشریح اور قبایح افعال اور حسب و نسب بیان کیا جائی مکافات کی صورت ہی

نہین آتی مگر یہہ سب اوسکے بیان پر شیعہ کی محمول کیا ہی کہ اونہون نی افترا ہم پر کیا اہل
ابھی میں بہت کچھہ کہا ہے اس شبہہ فی البتہ سنا ہوگا یا نہیں سنا تو اب سن سکتا ہی ہم اسکی اصل
مطلب کی رہ کی ذکر کرتے ہین کتاب احقاق الحق موجود ہی موجود اسکے کس صفحہ مین اوسکی اور کس سطر
مین یہہ لکھا ہی کہ امام مالک صحت متعہ کی قائل ہین عبارت احقاق الحق سے صاف آشکار ہی کہ متعہ امام
مالک کے نزدیک حلال ہی هكذا عبارته ومنها ان ذكر من وقع ان مالك جوز المتعة عن
الخالفة غير مسلم كيف وقد نقل هذا القول عن الائمة صاحب الهداية في فقه الحنفية والفاضل
التفتازاني الشافعي في شرح المقاصد وغيرهما فيخبر انهم اتباع الحنفية والشافعية وهما
هم الاكثرون وقد شاع عنهم ذلك وقد جهد في نقل عليها فاف المتاخرون من المالكية
وانكروا الفتوى على ذلك فتدبر اس عبارت کو ملاحظہ فرمائی کہ صاف اس بات پر دلیل ہے کہ اس شیخ
نی کو دیکھنا کتاب احقاق الحق کا میسر نہین ہوا یا بعد ملاحظہ اوس کتاب کے دیدہ و دانستہ عمدا یہہ سب افترا پردازی
اور بیہودہ سرائی اسنی کی ہے اب اس سے پوچھو کہ یہہ کیونکر معلوم ہو سکتا ہی کہ جماعت کثیر مصنفین نے نسبت
صاحب ہدایہ کی اپنی کتابون مین بلا تحقیق اس مطلب کو لکھا ہی دعوای بلا دلیل کب لائق قبول ہی
دعوای بی دلیل قبول خود نہین * اپنی مقام پر یہہ اکثر نا سند نہین * دیکھو شمس الائمہ سرخسی
جسکی مقولہ کو جناب سلطان العلماء نے ذکر فرمایا ہی قبل صاحب ہدایہ کی تہا جیسا کہ متتبع کتب فقہیات و
تواریخ و سیر پر مخفی نہین اور جیسا آپ کہتی ہین کہ اثبات حلت متعہ مین یہہ جم غفیر خاطی ہین ویسا
ہم بھی کہتی ہین کہ جن لوگون نے نفی حلت متعہ کی امام مالک سے کی وہی خاطی ہین اور صاحب جامع الرموز
نی جو بعد نقل عبارت صاحب ہدایہ کی لکھہ دیا لکن فیہ تامل تو فرمائی کہ وہ کونسا کلام ہی دونہ خرط
القتاد اور ہمکو تو اثبات اسکا چاہئی کہ مالک مجوز متعہ کا ہی جیسا کہ احادیث سابقہ سے صاف ظاہر ہی اگر
وہ سب احادیث جو ذکر کر چکا ہون معتبر نہون تو اوسکی دلیل پیش لائی **قال مولانا المجتهد البحري
بالتكريم** اور بعض جو کہتی ہین کہ صاحب ہدایہ وغیرہ نی نقل مذہب امام مالک مین خطا کی سو نہین معلوم
کہ اونسی خطا ہوئی یا انسی مگر ظاہر ہین تو خطا صاحب ہدایہ وغیرہ کی معلوم نہین ہوتی **قال الناصب
الغوي اللئيم** ابھی متعبہ مالک اور مالکیون کی معلوم ہو چکا کہ یہہ حضرات اصلا متعہ کو حلال
نہین کہتی اور ظاہر ہی کہ صاحب ہدایہ تو حنفی المذہب تہا بوجہ تصریح علماء اوسی و آلاکی رسالہ یا

ضمیمہ میں کہ مذہب ابو حنیفہ را حنفیہ بہتر سید انند و مالک را مالکیہ و مذہب شافعی و احمد را شافعیہ و حنبلیہ اوسکے
نسبت قول مالکیونکا احری بالقبول ہے کہ اہل البیت ابصر بما فی البیت **اقول بفضل اللہ العلیم ہذا**
لنا لا علینا ملا عبد القادر نے تاریخ بداونی میں لکھا ہے کہ قاضی شیخ حسین عرب قاضی مالکی نے اکبر بادشاہ
کو اجازت متعہ کی دی اور اکبر بادشاہ نے بموجب اوسکی اجازت کی بہت سی متعہ کئے اب دیکھو کلام بلاغت نظام
سلطان العلماء کا بارقہ ضمیمہ میں کیا صحیح ہے کہ تمنے تسلیم کر لی مالکیہ کی قول کو مذہب مالک کی نقل
میں احری بالقبول ٹھہرایا تھا ہمنے اونہیں کے مصنفوں کی فتوی سے حلال جاننا مالک کا متعہ انشاء
کو تاریخ سے بداونی متعصب حنفی کی ثابت کر دیا اس پر بھی تمہاری قوت منفعلہ کام نہ کرے ورنہ تم خجل
نہ ہوگے بقول شخصے قاضی مجھی پر آتا تھا میں ہارا نہیں دیکھو دلیل حلت متعہ کی اس مقام پر ایک ایسی بیان
کرتا ہوں کہ تم تو کیا تمہاری ساری مرشدوں کی اوٹھائے اوٹھ نسکی اور وہ دلیل یہہ ہے کہ شاہ عبد العزیز
تحفہ مسروقہ میں اپنی عبارت افادہ فرماتے ہیں کہ اہل ہر مذہب روایات امام خود بوجہ احسن معلوم ہست اور
ملا سعد تفتازانی نے حاشیہ شرح مختصر الاصول عضدی میں درباب جواز بیع امہات اولاد و عدم جواز کے
لکھا ہے اس خلاصہ سے کہ مذہب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا یہہ ہے کہ بیع امہات اولاد کی جائز ہے اسلیے
کہ جواز اوسکی بیع کا شیعیان آنحضرت کی نقل کرتے ہیں اور شیعہ مذہب آنحضرت کا بہتر جانتے ہیں انتہی
فلہذا [illegible] پردہ [illegible] تم کو [illegible] انصاف سے دیکھو کہ متمسک ثقلین [illegible] شیعیان اہلبیت مذہب
اوس آنحضرت کو بہتر جانتے ہیں پس حقیقی صحیح یہی ہے کہ آنحضرت سے درباب حلت متعہ کی نقل فرماتے ہیں صحیح ہیں اور یہ بھی
ثبوت ہے کہ متمسک ثقلین یہی لوگ ہیں یہہ ہے کہ فاضل شہرستانی نے اپنی کتاب ملل و نحل میں اسطرح پر لکھا ہے
کان ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام و هو ذو علم غزیر فی الدین و ادب کامل فی الحکمۃ و
زهد بالغ فی الدنیا و ورع تام عن الشهوات و قد اقام بالمدینة مدة یفید الشیعة المنتسبین
الیه و یفیض علی الموالین له اسرار العلوم انتهی حاصل مضمون بلاغت مشحون یہہ ہے کہ جناب ابا عبد اللہ جعفر
بن محمد الصادق علیہ السلام صاحب علم بہت اور صاحب ادب تھے اور زہد بسیار رکھتے تھے اور تحقیق کہ اقامت فرمائی
اپنی مدینہ منورہ میں ایک مدت تک افادہ فرماتے تھے اپنے شیعوں کو کہ وہ لوگ اونہیں کیطرف منسوب ہیں
اور فیض بخشی کرتے تھے اپنے شیعوں کو اسرار علوم سے اس کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمسک عترت اطہار
سے ہم جعفریوں کو ہے کہ اونکی قول کو مانتے ہیں اور کہنے کو احری بالقبول جانتے ہیں ؎ جعفری باش

باش گر خدا نخواہی ✤ ورنہ در ہر طریق گمراہی ✤ **قال الناصب الغوی اللئیم** مسموع ہین غلطے
صاحب ہدایہ کی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ علماء امامیہ کا قدیم سے معمول ہے کہ کبھی کبھی ایک مذہب اہل سنت
مین آپ کو متمذہب کرکر ایسے روایتین نقل کردیتی ہین تا بیچاری شیعہ اوپر الزام کی قدرت پاوین چنانچہ
کشف الغمہ مین لکہا ہی کہ الشیخ العبد محمد الکنجی کان یتلبس لاہل السنۃ بصورۃ الشافعیۃ بالتقیۃ و الزمہ
اسیطرح شاید کسی شیعہ نے مالکی بنکر امالک کے طرف جواز متعہ کی نسبت کی ہوگی اسیطرح مین صاحب
ہدایہ نے دہوکہا کہایا **اقول بفضل اللہ العلیم** حقیقت تو یہہ ہی کہ یہہ طعن آپکا جناب حق سبحانہ
تعالی اور ہادی طریقہ رشاد یعنی حضرت رسولخدا پر ہے کیونکہ آپکے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ تقیہ
اہل سنت کی نزدیک جائز نہین ہی حالانکہ صحیح بخاری مین تحت قول حق تعالی الا من اکرہ و
قلبہ مطمئن بالایمان اور الا ان تتقوا منہم تقاۃ مین مذکور ہے وہی تقیۃ قال الحسن التقیۃ
الی یوم القیمۃ اور قاضی بیضاوی اپنی تفسیر مین صحیح قرء یعقوب تقیۃ منع عن موالاۃ ظاہرا
و باطنا فی الاوقات کلہا الا وقت المخافۃ فان اظہار الموالاۃ جائز یعنی یعقوب نے تقاۃ
کو تقیہ پڑہا اور حق تعالی نے منع فرمایا دوستی کفار سے ظاہر مین اور باطن مین مگر وقت خوف کے کہ اظہار
موالات کا کفار سے جائز ہے اب مین کہتا ہون کہ اس آیہ سے صاف آشکار ہے کہ وقت خوف جان کی دوستی
ظاہر کرنی کفار سے جائز ہے بس بقول باطل آپ کی کفار لوگ اعتراض کرسکتے ہین کہ شاید کوئی سنی کافر
بنکر لکہدی کہ عبادت اصنام جائز نہین ہے اور بہی دیکہہ لیجئی کہ حضرت موسی کہ بمصداق قول بیضاوی
کان یعالیشہم بالتقیۃ بنی اسرائیل سی تقیہ کرتے تہی نہ یہہ کہ معاذ اللہ دین حقسی انحراف اور طرف فرعون
اور اوسکی احزاب کے ایتلاف رکہتی رہی ہون اسیطرح حضرت سردار عرب و عجم علۃ غایۃ ایجاد عالم جناب
حضرت رسول اکرم مکہ معظمہ مین پیش از نزول آیہ فاصدع بما تؤمر اخفای دعوت کرتی تہی نہ یہہ کہ
عیاذا باللہ طرف کفار کی میل رکہتی رہی ہون اور دیلمی نے فردوس مین علی علیہ السلام سی روایت کی ہے لا دین
لمن لا تقیۃ لہ اور مومن آل فرعون کہ اپنی ایمان کو پوشیدہ اور مخفی رکہتا تہا جناب باری نے اوسکے
مدح و ثنا کی ہے آپ کی صدیق اکبر کہ عزت و آبرو کا بڑا پاس رکہتی تہے تقیہ کر نیسی کیسی ذلیل ہوے
کہ ذکر اوسکا قابل مضحکہ نسوان اور ہیبنہ صبیان ہے کتاب منتقی مین مذکور ہی کہ ہرگاہ سی و نہ کس از
مردمان اسلام آوردند ابوبکر از ایشان آنہا در باب دعوت کردن کفار و خروج آنحضرت الحاح کرد

آنحضرت فرمود که ای ابوبکر ما ہمون قلیلیم و تاب مقاومت و مجاہدہ آنہا نداریم پس ابوبکر بسیار اصرار
نمود تا اینکه آنحضرت بمسجد تشریف آورد و ابوبکر استادہ خطبہ خواند و در آن ہنگام کفار بر ابوبکر حملہ کردند و عتبہ
بن ربیعہ بپشت نعلین خود که جا بجا آنرا پیوند کرده بود ابوبکر را آنقدر زد که بینی او با رخسارش برابر شد و ازہم
جدا امتیاز نداشت جیسا که ریاض النضرۃ مین مذکور ہے حتی ما یعرف انفہ من وجہہ یعنی عتبہ بن ربیعہ نے
ابوبکر صدیق کو ایسی پاپوش لگائی که ناک اونکی مونہہ سے پہچانے نہین جاتی تہی سبحان اللہ جناب رسالتمآب
باوصف اس بات کی که کمال شجاعت اور مرتبہ نبوت کا رکہتے تہے اور اعانت ملائکہ اور نصرت جناب
رب الارباب سے مستمد تہے عوض اس بے ادبی کا کفار قریش سے اوسوقت نہ لیا اور بیچارے ابوبکر کو پاپوش
کاری سے نہ بچایا یہہ تقیہ نہین تو کیا ہی اور جلال الدین محدث نے بہت سی حکایتین ذکر کی ہین که اون
روایتوں سے جواز تقیہ بخوبی ثابت ہوتا ہی اگر اونسب اس رسالہ مین ذکر کرون تو بہت طول ہو جائیگا پس
ایسی بہت بعید ہی که اسطرح ارشاد فرمائین که شاید کسی شیعہ نے مالکی بنکر مالک کیطرف جواز متعہ
کی نسبت کی ہوگی اس شبہہ مین صاحب ہدایہ نے وہہ کہا کہا یا اگر ایسی اوہام پر مدار رکہا جائے تو
کسی عالم کا قول اوسکی مذہب والی پر دلیل الزامی نہو سکیگا ولو فرضنا تمہاری مذہب مین تقیہ باطل
ہی مگر فسق او افترا و تہمت پر اقدام کرنا تمہارا اور تمہاری اسلاف کا تو شاید ... ثابت ہی لاجرم
یہہ کلام تمہارا اگر صحیح ہو تو دلیل الزامی عالم سے مفقود ہو جائیگی وہو کما تری علاوہ اسکی اولا ہم
یہہ کہتی ہین که بمفاد التقیۃ دینی و دین آبائی ونص صریح ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ تقیہ مذہب امامیہ مین
جائز ہی جیسا پیغمبر سے ... تقیہ کیا کرتی تہے اگر از راہ تقیہ کوئی شیعہ مالکی بنے تو عجب نہین ہی اور
اگر مالکی بنے گا تو ... اوسکی مذہب کے اقوال بیان کریگا نہ مالک کی نزدیک اگر متعہ درست نہو
اور کوئی شیعہ تقیہ اسکے مالکی بنے تو ظاہر ہے کہ وہ شیعہ عدم جواز متعہ کی روایت کریگا اسلئے که اگر وہ
جواز کی روایت کریگا تو مالکی کا ہیکو کہلائیگا حالانکہ وہ مالکی بنا چاہتا ہے اور ثانیا یہہ که جناب سلطان العلماء
جو کتابوں سے سند لائی که مصنفین اون کتابونکی لکہتے ہین که امام مالک جواز متعہ کی قائل ہین پس کیونکر عقل
قبول کرے که باوجود اسکی که یہہ سب عالم اور عاقل صاحب ہین ... اسلاف ... اسکی نسبت ہو کہا
کہا گئے بعد طی اس مراحل کہتا ہون که مصنف منصف جبکہ متتبع سیر و تواریخ پر مخفی نہین ہے که ...
کہ تسلط سلاطین جور اور معاندین جناب ائمہ اطہار فی الغشی والاشکار کا تمام اہل اسلام پر ...

خال المؤمنین نے تمہارے محدثین کو واسطے وضع احادیث کی مناقب خلفاء ثلثہ میں مامور کیا تھا کما نص علیہ ابن
ابی الحدید وغیرہ اور غرض اس اہتمام سے فقط یہہ تھی کہ مناقب حضرت امیر المؤمنین اور مطاعن خلفاء ثلثہ کی مخفی
ہو جاویں اور یہی علماء محدثین اہل سنت نے حذف و اسقاط اور تحریفات احادیث میں بہت سی کی ہیں چنانچہ
جس روایت میں خلیفہ ثانی نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا ہے کہ آپ ہمکو کاذب غادر و خائن جانتے تھے مسلم نے
کاذبا و غادرا خائنا کی تصریح کی مگر بخاری نے بہی خوف رسوائی لفظ کذا پر اکتفا کیا اور روایت موضوعہ ان
آل ابیطالب لیسوا لی باولیاء میں کہ راوی اسکا عمرو ابن عاص ہے لفظ ابیطالب کو حذف کیا اور بعض شراح نے
ابی البیاض اور کسی نے ابی العاص اور بعض نے ابیطالب کو ذکر کیا ہو اور ابن حجر نے فتح الباری میں لکہا ہے
کہ اکثر لوگوں نے ان آل ابی لیسوا لی باولیاء ساتہہ حذف مضاف الیہ کے روایت کیا ہے اور بعضوں نے
لکہا ہے کہ ان آل ابی فلان لیسوا لی باولیاء اور میں کہتا ہوں کہ یہہ عذر بدتر از گناہ ہے اسلئے کہ حضرت
رسالتماب عیاذا باللہ جاہل نہ تھے کہ یہہ کلمہ مہملہ ارشاد فرماتے اور بعضوں نے جو ابی البیاض لکہا ہے تو اسکے
ابطال کے لئے عبارت فتح الباری کی کافی ہے حیث قال لا یعرف فی العرب قبیلۃ یقال لہا آل بیاض فضلا
عن قریش و سیاق الحدیث یشعر بانہم من قبیلۃ النبی ہی قریش انتہی پس ثابت ہوا کہ علماء اہلسنت نے اگر
بخوف فضیحت و ذلت کی لفظ ابیطالب کو حذف کیا مگر یہہ عذر ان بزرگوار کا بدتر از گناہ ہے پس با
وجود اسکے اہتمام سلاطین بے دین اور محدثین محرفین کے موجود ہونا مطاعن خلفاء ثلثہ کا کتب معتبرہ اہلسنت
میں بجائے قدرت الہی سے ہے اور مانند تربیت پانے حضرت موسی کے خانہ فرعون میں صحیح ہے کہ ع
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد * اور یہی ظاہر ہے کہ ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین بخوف ظالمان
جو ہر شریف تقیہ میں بسر فرماتے تھے اور انکار اسکا انکار بدیہیات ہے ایسے حال میں اگر بعض حال کوئی حدیث
مفید اور موافق مدعای جناب کے کتب فقہ اثنا عشریہ میں ہو تو مقام نازش نہیں ہے بلکہ محمول بر تقیہ
ہوگی و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور اگر انصاف سے دیکہو تو سنی بہی کہ بعض
ظاہر میں شیعہ بنتے ہیں اور باطن میں مذہب شافعی پر رہتے ہیں جیسا کہ شاہ عبد العزیز نے باب اول
میں احوال فرقہ عمارہ کے بیان میں اسکا اعتراف کیا ہے کہ فرقہ مذکورہ در اصل شافعی مذہب بودند بطمع مال دنیا
تشیع قبول کردہ داعی شدہ بودند و باوصف اینہمہ تا آخر عمر در باطن شافعی بودند انتہی یہاں سے ثابت ہوا
کہ اہلسنت بخوف جان ہی تقیہ کرتے ہیں اور سنی طمع مال سے مال کو بہول کر دنیا کو نذر کرکے مذہب چہپا کر

حاصل کرتی ہین ایسی صورت مین ممکن ہی کہ یہہ کہا جائی سنیونسی بعید نہین ہے کہ باظہار تشیع ایسے
امور تعین ہماری کتابون مین لکھہ دین تا ہمکو سنی اونیز الزام کی قدرت باوین **قال الناصب الغوی**
اللئیم اسیواسطی جو انشی ہدایہ اور صدہا کتب فقہیہ مین تخطیہ صاحب ہدایہ کا موجود ہی لیکن ثبوت خطا بعضے
اکابر کا کسی جگہہ خصوصا نقل مذہب غیر مین مستلزم ثبوت خطا دوسری جگہہ مین نہین **اقول بفضل اللہ العلیم**
اگر صاحب ہدایہ سی خطا ہوتی تو قاضی مالکی اکبر بادشاہ کو اجازت نہ دیتا اور حیرت تو یہہ ہی کہ تمہاری زعم
مین تنہا صاحب ہدایہ ہی نقل مین خطا نہین کی بلکہ سب پچھلے اور مصنفین کتب معتبرہ کا نقل کو دونی کہ وہ سب
صاحب ہدایہ اور سرامد علما اہل سنت سی ہین سب کو تم کہتی ہو کہ سبنے خطا کی اور ظاہر ہی کہ اتنی جماعت کثیرہ سی
اگر رای مین ایک طرح کی خطا ہو تو عجب نہین کیونکہ امکان کہتا ہی کہ ایک طرح کی مقدمات سی ایک طرح کا نتیجہ حاصل
کر لیتی سبنی ایک طرح کی خطا کی ہو بخلاف نقل کہ اگر سب اشخاص متعدد اور مختلف زمانہ مین ساتھہ دو آدمی
مختلف کی طرق مختلفہ سی ایک طور کی نقل کرتی آئی تو اشتباہ متعدد طرق نقل کا ہوا اور صدق روایت کی ساتھہ
خصوصا ایسی حالت مین کہ تم انہیں کسیکو متہم نہین جانتی ہو ایسی جماعت کثیرہ کا تخطیہ نقل مین باوجود توثیق
سب ہونیکی خالی خودغرضی سی نہین اور کیا لطیفہ ہی کہ خلافت مین دو اہل حل و عقد کی بیعت سی اجماع
کی انعقاد کا اعتبار کیا جاتی اور یہ عالم بمنزلہ اتفاق کہ ہر ایک اپنی زمانہ مین علیہ مین صاحب حل و عقد تھا انکی
اجماع معتبر ہو لاجرم اگر وہ اجماع حجت ہی تو یہ بہی کہ یہہ بہی حجت ہو دیکھو تمہاری سب مذہب و آخر
تک جو دعوی تمہاری اوپر صادق آئی اور یہہ جو آپنے فرمایا لیکن ثبوت خطا بعضی اکابر کا الخ تو انحراف مین انکا
عکس ہے نقل مذہب غیر مین تو استقامت صاحب ہدایہ نی خطا نہین کی اپنی مذہب کے تہذیب مین البتہ بہت
خطا کی ہے **قال الناصب الغوی اللئیم** والا تخطیہ ابن بابویہ قمی کا طہارت خمر مین کہ شیخ
ابوجعفر طوسی نے کیا **اقول بفضل اللہ العلیم** شیخ عبدالحق دہلوی نے جذب القلوب مین
لکھا ہی و امام احمد در مسند خویش از حدیث ابن عمر آوردہ کہ ہم او دین موضع بیست آنحضرت و رد از تشنیع آوردہ
اندو آنرا بخورد انا ہمیشہ اورا ستے تفضیح گوید انتہی یعنی جبکہ آپ کی بزرگوار وقت سعادت نسبت تشریف
لیکر طرف جناب رسالتمآب کی ہوتی آپکو تشنیع مین پا ہو یہ پڑہا یہی ہی علاوہ اسکی داؤد اصفہانی
اور ربیعہ اور شافعی علی احد قولیہ قائل طہارت شراب کی ہین جیسا کہ میزان مین لکھا ہی اما اختلفوا
فیہ فذلک علی الائمۃ الاربعۃ ان الخمر نجس مع قول داؤد بطہارتہا مع تحریمہا فاولیا

فالاول اشد والثانی مخفف من جہۃ عدم وجوب التطہیر منہا وقال لا یلزم من تحریمہا نجاسۃ
عینہا کالمیسر والانصاب والازلام وانما ہی نجسۃ من حیث صفتہا کما قال تعالی انما المشرکون نجس انتہی
اور بعض روایات امامیہ کہ ظاہر سے اونکی طہارت نکلتی ہو تو محمول تقیہ پر ہی اسلئے کہ بنی امیہ شرب خمر پر بہت حریص تھے
اور ربیعۃ الرای کہ فقہاء مدینہ مین سے تہا اور بعض شیوخ مالک یہہ لوگ حکم طہارت خمر کا دیتے تہے اور یہہ سب معاصر
حضرت صادق علیہ السلام کی تہی اور اکثر شیعیان اہلبیت خلفاء امویہ اور عباسیہ اور اونکی ملازمون سے معاشرت نہ
رکہتے تو جینے نپاتے لاجرم اون فساق کی مجالست کے جہت سے شراب کا لگ جانا انہون کی کپڑون اور بدن مین محل
اشتباہ نہین ساتہہ اسکی اگر وہ بیچارہ مومنین بقصد تطہیر کا کرتے تو یقینا وہ دشمنان دین انکو مخالف اپنا
دیکہہ کر اذیت پہونچاتی بلکہ عجب نہین کہ قتل کر دیتی اسی جہت سی بطور جواز اکل میتہ اذن واقع ہوا کہ بروقت
ضرورت اوس کپڑی مین نماز پڑہین نہ یہہ کہ شراب کو طاہر جانین پس ابن بابویہ علیہ الرحمہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ
مین جو اسطور سی اجمالا لکہتی ہین لا باس فی ثوب اصابہ الخمر مراد اوس سی یہہ نہین ہے کہ شراب طاہر ہے
بلکہ مراد اونکی یہہ ہی کہ نجس ہے مگر تقیہ معفو مثل خون کمتر درہم بغلی کے ہی اور دلیل اس امر پر یہہ ہی کہ خود ابن بابویہ
قائل ہین کہ اگر خمر چاہ مین گر پڑی تو سب پانیکو کہینچنا چاہیے اور بغیر نزح کی وضو وغیرہ طہارت اوس سے
جائز نہین ہے جیسا کہ تمام کتب فقہ امامیہ اور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ اس مضمون سی مملو ہے پس یہانسی صاف صاف
ظاہر ہو گیا کہ شراب نجس معفو ہی بوقت ضرورت تقیہ نماز اوس جامہ سی پڑہ سکتی ہین اور یہہ امر کچہہ منافی
ثقلین کے نہین ہے اسلئے کہ وقت ضرورت کی اکثر مسائل شرعیہ مستثنی ہو جاتی ہین حاصل کلام کا یہہ ہی کہ مذہب مشہور
اور مختار معظم اصحاب کا نجاست خمر پر ہی اور بعض علماء امامیہ اگر کم ساتہہ طہارت خمر کی کرتے ہون تو اس سے استبعاد
کرنا اہل سنت کو بیجا ہی اسلئے کہ داؤد اصفہانی وغیرہ علماء اہل سنن سبہی طہارت خمر کی قائل ہین اور معاذ اللہ
پیشوایان اہلسنت نی تو نسبت شرب خمر کی طرف حضرت رسولمختار کی بہی کیا ہی جیسا کہ اوپر اسکا ذکر
ہو چکا پس عارفین ملاحظہ فرمائین کہ شناعت اسکی زیادہ ہی یا اوسکی کتاب ابطال الباطل مین ابن روزبہان
نی لکہا ہی مذہب ابی حنیفۃ ان الحرام بالنص ہو الخمر والخمر ہو المتخذ من العنب المشتد والمسکر المزبد
فہذا حقیقۃ الخمر عندہ فالمزبد لا یکون خمرا ولا یحصل الاسکار فقط بدون الازباد اس عبارت سی معلوم
ہوتا ہی کہ شراب اگر انگور کی نہو اور اوسمین جہاگ نہو تو وہ موافق مذہب ابی حنیفہ کی حلال ہی فراوان حیرت ہی کہ بقول
ابن روزبہان ابو حنیفہ کی نزدیک شراب وہی ہی جو انگور کی ہو حالانکہ کوئی دلیل شرعا یا لغۃ اس امر پر کہ شراب

اوسیکو کہتی ہین جو انگور کی ہو قایم نہین ہوسکتی بلکہ انصاف یہہ ہی کہ حقیقت خمر کی یہی سمجھنا چاہئی کہ جو چیز بسبب
نشہ کی مخمور کردی عام اس سے کہ عنبی ہو یا غیر عنبی اور عام اس سے کہ نیچ ہو یا پختہ ہو خمر ہی اور یہہ اوسکا کہنا کہ نشہ بغیر
انگور ہی کی نہین ہوتا خلاف عقل ہے اب فرمائی کہ شراب کسکی مذہب مین حلال ٹہری **قال الناصب الغوی**
اللئیم ہاتخطیہ شیخ ابو جعفر طوسی کا مبحث عدم جواز مسح باب جدید مین کہ شیخ بہاء الدین عاملی نے کیا اور بعد بسط
مقال کے شرح اربعین مین کہا **وغفلة مثل ذلک الشیخ الجلیل عن هذا عجیب ولکن الجواد قد یکبو والصارم**
قد ینبو انتہی خطا کا موضع آخر مین بلکہ سایر مواضع مین نہوگا اور اپنی ہاتہوں اپنی پاؤن پر تیشہ مارنا پڑیگا شاید ایسے
اندیشہ سی والد بزرگوار جناب کے پہلی ہے کتاب صوارم مین پیش بندی کر گئی کہ کم مذہبی خواہد بود کہ بعضی از روایات
بی اصل و باطل در آن نباشد اور بنا بر اسی قاعدہ کی جا بجا صوارم اور حسام مین تاویل حدیث ائمہ کی کرکے صاحب تحفہ کو جواب
دیا ہی اب بسبب ارشاد ملا زمان والا کہ اگر خطا ظاہر ہین تو خطا صاحب ہدایہ وغیرہ کی معلوم نہین ہوتے اندازہ یہی اسکی تصریحات
فریقین سے وحقیقت خطا صاحب ہدایہ وغیرہ کی اسقدر معلوم ہوئی آگی آپ سمجہ لین جو چاہین فرمائین سہ تان
القول یا قالت حذام **اقول بفضل اللہ العلیم** یہہ عبارت جو آپنی ذکر فرمائی ہے شرح اربعین مین
مذکور ہی اور فقرہ مذکورہ تمہارا لیکن ثبوت خطا بعضی کا ہر کا کسی جگہ خصوصا نقل مذہب غیر مین الخ اسی پر منطبق
ہی مگر اس سے کچہہ آپکا مطلب ثابت نہین ہوتا اسلیئی کہ دلائل سے ثابت کرچکا ہون کہ صاحب ہدایہ کی یہان خطا
نہین ہے بلکہ یہہ قول صاحب ہدایہ کی ایک قول اور ہی کہ اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ امام مالک بجواز متعہ کا ہے
شیخ عبد الحق دہلوی نے کتاب رجال رواۃ احادیث مشکوۃ المصابیح مین لکہا ہی ابن جریج بضم الجیم الاولی
وفتح الراء وسکون التحتانیة وفی آخرہ جیم هو ثابت من مالک وفی الکاشف کان
یری المتعة ویفعلها وفی بمکة سنة خمسین ومائة وقال الشیخ ابن حجر فی فتح الباری ناقلا
عن القاضی عیاض قال الخطابی ویحکی عن ابن جریج جوازہ انتہی پس ابن جریج کہ ائمہ اعلام مین سے
تہا اور ثابت تر اور قوی امام مالک سے تہا اوسنی متعہ کو مباح کیا پس امام مالک بصحیح اون احادیث کی کہ جنکا
ذکر ہوچکا ہی اگر متعہ کو روا کہین تو سراسر لایق ہی پیرایہ ارباب عقول اور علماء فحول کے ہوگا نہ سزاوار تخطیہ
معلوم ہوا کہ انکار آپکا اور آپ کس شمار مین ہین آپکے مرشد کا انکار فقط اسلیئی ہے کہ مبادا کوئی مستبصر ملاحظہ
کری کہ ہرگاہ امام مالک اقدم اور افضل ائمہ اربعہ کا تہا اوسنی متعہ کو مباح کیا تو انکار ائمہ ثلثہ کا خالی عناد
اور تعنت سی نہین ہی اب ان تصریحات سی خطا صاحب ہدایہ کی اس نقل مین اصلا معلوم نہین ہوتی

ہوتی اب ان سب کلمات قوم کو تم نظر غور انصاف سے دیکھو ع کچہہ کہین گے تمہین ہر حق کہو کیا ہی **قال**
مولانا المجتہد الحبری بالتکریم اسلئی کہ ملا عبدالقادر نے تاریخ بداونی مین لکہا ہی کہ قاضی
شیخ حسین عرب قاضی مالکی نے اکبر بادشاہ کو اجازت متعہ کی دی اور اکبر بادشاہ نی بموجب ونکی اجازت
کی بہت سی متعہ کی **قال الناصب الغوی اللئیم** یہہ بنای فاسد بر فاسد ہی کیونکہ اول
صحت قصہ کی مسلم نہین اکبر بادشاہ مالکی المذہب نہا کہ اوسکی حال پر یہہ حکایت منطبق ہو اور بر تقدیر
تسلیم جیسا کہ ملازمان والا نی بارہ ضمیمہ مین عبارت تاریخ بداونی کے نقل کے اوس سے متعہ کرنا اکبر بادشاہ کا
ایک مرتبہ یا زیادہ ہرگز ثابت نہین ہوتا یہہ آپ کا حاشیہ ہان یہہ البتہ معلوم ہوتا ہی کہ بعد رد و بدل
بسیار بادشاہ کی خاطر سی بعضی دنیادار عالمون نی مالک کے طرف نسبت کرکر حکم اباحت کا دیا **اقول**
بفضل اللہ العلیم سبحان اللہ آفرین صد آفرین معلوم ہوا کہ علاوہ فضل و کمال کے آپکو تاریخ دانی مین
بہی خوب دخل ہے شیخ عبدالقادر بداونی سنی المذہب نے اپنی کتاب مین صریح ہی کہ اکبر بادشاہ نی بحکم
قاضی شیخ حسین عرب قاضی مالکی کے بہت سی متعہ کی اوسکی کتاب تاریخ بہت معروف و مشہور ہی انکار
اسکا سوای آپکے کسی نے نہین کیا مؤلف دبستان نے بہی احوال اکبر بادشاہ مین لکہا ہی وہم علما فتوی دادند
کہ بطریق متعہ آنقدر کہ زن خواستن معتبر باشد مباح است واین در مذہب امام مالک جائز است انتہی اب
یہہ آپکا کہنا کہ اول صحت قصہ کی مسلم نہین غیر مسلم ہی اور بہت حیرت ہی کہ آپ فرماتے ہین اکبر بادشاہ
کی مالکی اور نہ مالکی ہونی سی ہمکو غرض نہین مدعا ہمارا یہہ ہی کہ قاضی شیخ حسین عرب قاضی مالکی نے اجازت
متعہ کی دی اور اوسکا فتوی اکبر بادشاہ کی نزدیک معتبر ہوا اور بمفاد اہل البیت ابصر بما فی البیت مالکی کا قول
بہ نسبت ائمہ مرضیہ باقیہ کی اس نقل مذہب مالک مین احری بالقبول ہے اور یہہ جو آپنی فرمایا کہ بر تقدیر تسلیم الخ
تو ابہی سمجہا چکا ہون کہ قاضی مالکی نے اجازت اکبر بادشاہ کو دی اور اکبر بادشاہ کی متعہ کرنی یا نہ کرنے
سی ہمکو کچہہ غرض نہین اوسکا ذکر تبعا و بالعرض ہے اصل مراد ہماری افتای قاضی مالکی سے متعلق ہی تو ویسے
عبارت اوس کتاب کے ذکر کر دیتا ہون تا کہ عارفین او منصفین ذی خبرت ملاحظہ فرماوین کہ ہم جادۂ
انصاف سے باہر ہین یا تم ہکذا عبارتہ رفتن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی در بغداد و بملازمت شیخ الشیوخ
شہاب الدین سہروردی واخذ قراءت فاتحہ بمذہب شافعی از آن بزرگ و طعن علماء رسمی در یں
ایام شان در امضای روایات جواز بلکہ استحسان این فعل از قضات دہلی بتفصیل باز نمودم معقول

و قاضی یعقوب از امروز باز معزول شد فی الحال قاضی حسین را وکیل ساختند او موافق مذہب خویش بجواز متعہ
ہم حکم کرد انتہی موضع الحاجۃ اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مالک متعہ کو جائز کہتا تہا
اسلیے کہ فقرہ موافق مذہب خویش ہوید ہے کہ مذہب قاضی حسین عرب مالکی کا یہہ ہے کہ متعہ جائز ہے علاوہ
اسکے تمنے لکہا کہ بعضے دنیادار عالموں نے مالک کے طرف نسبت کر کر حکم اباحت کا دیا انتہی اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے
کہ اوس عرصہ کی تمہاری علمانے بادشاہ کی خوش آمد کی اسکو ہم مانتے ہیں وہ بیچاری کیا تہی ونکی اقدین بہت
کچہہ خوشآمدین کر کی دین فروشی کرتے آئے ہیں مگر اس نقل میں مذہب مالک کے اونہوں نے کچہہ ارتکاب کذب
نہیں کیا بڑا مرتبہ اون کی صدق کا تصدیق قاضی مالکی ہے علاوہ اسکی اگر اونکو جہوٹہہ بولنا ہوتا تو مالک کے تخصیص
کیا تہی شافعی و حنبلی کو بہی شامل کر دیتے جسمیں مزید خوشآمد ظہور میں آتی بلکہ کوئی روایت اباحت حنیفہ یا صاحبیہ
کیطرف میں منسوب کر دیتے تو البتہ خوشآمد کما ینبغی عمل میں آتی و اولیس فلیس اور تاریخ بداونی سے صاف معلوم
ہوتا ہی کہ بہت سے فاضلوں نے یہہ لکہا کہ متعہ امام مالک کے نزدیک حلال ہے جیسا کہ اوسی کتاب میں مذکور ہے کہ
مآل چندین روایات مختلفہ و مذاہب گوناگون بسہ سخن تمام شد و متعہ نزدیک امام مالک و شیعہ باتفاق مباح
و نزد یکی امام شافعی و امام اعظم حرام انتہی موضع الحاجۃ الحاصل بمقتضای الناس علی دین ملوکہم اون فاضلونکو
اگر خوشآمد منظور ہوتی تو نسبت طرف مذہب اکبر بادشاہ کی دیتے کہ یہہ متعہ اوس مذہب میں حلال ہے پس معلوم
ہوا کہ امام مالک مجوز متعہ ہیں اگر مجوز نہ ہوتے تو یہہ لوگ اوسکے طرف نسبت تحلیل متعہ کے نہ دیتے قال الناصب
الغوی اللئیم لیکن اسکا کیا اعتبار ہے شستری نے مجالس المؤمنین وغیرہ میں بعینہ اسیطرح کی باتیں
ناسونکے خاطر سے اپنی علما کیطرف نسبت کر کر لکہیں کہ بعضے علماء شیعہ باوجود علم و فضل کی خلفای عباسیہ
کی تالیف کو مسائل شرعیہ میں مسالمت اور توجیہ کرتے تہی پہر جب ہے توجیہ اون عالمونکی اور وہ فعل عباسیونکا
شیعونپر حجت نہیں تو بر تقدیر ثبوت یہہ فعل اکبر بادشاہ کا کہ خلاف ثقلین ہے اہل سنت پر کیونکر حجت
ہوگا دنیا پرست لوگ خوشآمد اور درآمد کی واسطی بادشاہونکی ایسی باتیں بہت کہتے ہیں کیا ذہن شریف
سے نکل گیا جو بارہ تصیحیہ میں یون فرمایا چہ بحسب مجاری عادات معلوم است کہ بمقتضای الناس علی دین ملوکہم
قلوب اکثر ناس راغب و مایل میباشد برضا جوئی حکام و سلاطین روزگار و بطرف جمع نمودن زخارف دنیای ناپایدار
پس در وضع اخبار یکہ موافق مرضی حکام باشد استبعادی نیست * گہر یہہ بہول ہے تو اندہیرا ہوگا *
چار جانب سے بہت آپ کو کہیرا ہوگا * مقام غور ہے کہ ملازمان والا حکام اودہ کی خوشنودی کی [illegible]

کیا کیا اولٹ پھیر کرتی تھی یہانتک کہ قران مین نقصان ثابت کرکر سبکو ناقص الایمان بنا دیا پہر کیونکر سی شہر
برباد ہوا کفار کا ہر طرف شور و فساد ہوا مضمون ؎ و بلدۃ لیس لہا انیس * الا الیعافیر والعیس * و پھر شہر
ہی ہر اہل ایمان دل ریش ہے شماتت زدہ ابتک نہین ڈری خدا خبر کری اپنی جہین سمجھ جاوی زیادہ مونہہ نہ کہلوائیے
یہین تک ہنسی دیکھی **اقول بفضل اللہ العلیم** یہی ثابت ہو چکا کہ اون لوگون نے خوش آمد سی حکم متعہ کا
نہین دیا قیاس اسکا شوستری کی قول پر قیاس مع الفارق ہے اور فعل اکبر بادشاہ کا بہت مناسب اور موافق
ثقلین کے ہی جیسا کہ سابق اسکی دلائل بسیار اور براہین بیشمار سی ثابت ہو چکا مگر ہمکو تو اوسکے فعل سے کچھہ غرض
نہین بلکہ فتوای قاضی سے ہمکو مطلب ہے سو وہ الحمد للہ علی احسانہ کہ عبارت تاریخ بداونی سی بخوبی آشکارا ہو گیا
اور یہہ بھی ثابت ہو چکا کہ ابن جریج کہ ائمہ اعلام سی تہا متعہ کو اوسنی بہ مباح کیا ہین باوجود ان تصریحات فراوانہ
اور تفصیلات بی پایان کی انکار آپکا خالی عناد اور انحراف طریقہ سداد سی نہین ؎ ایسی کہنی سی کچھہ نہوی حاصل *
آپکی قول سب ہی باطل **قال الناصب الغوی اللئیم** پانچ چار حدیثین حرمت متعہ کی اہلبیت
سی ملاحظہ کیجیے بیہقی نے جناب امیر علیہ السلام سی روایت کی قال نہی رسول اللہ ص عن المتعۃ وانما کانت لمن
لم یجد فلما نزل النکاح والطلاق والعدۃ والمیراث بین الزوج والمرأۃ نسخت **اقول**
بفضل اللہ العلیم بیہقی کو ہم نہین جانتی اوسکی روایت کو نہین مانتی اگر تمہارا امام تہا تو روایت
اوسکی تمپر حجت ہوگی ہرگاہ یہہ حدیث کتب معتبرہ امامیہ مین پائی نہین جاتی تو اس جگہہ ذکر کرنا تمہارا فضول
ہی صاحبان انصاف سی کہتا ہون کہ امامیہ رضوان اللہ علیہم اختصاص رکھتی ہین ساتھہ ائمہ معصومین علیہم السلام
کی اور مسایل علوم دینیہ کو اونہین حضرات سی حاصل کیا ہی جیسا کہ سابق مین کئی طریقہ سی ثابت ہو چکا ہے
اور ابن کثیر نی کہا ہی کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام و الثنا
مجدد مذہب امامیہ کی ہین اور سابق مین یہہ بھی ثابت ہو چکا ہی کہ امامیہ مذہب ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کو بہتر
جانتی ہین اور نفحات جامی مین لکھا ہی کہ حاصل اوسکا یہہ ہی کہ امیر نوروزی نے علاء الدولہ سمنانی سے
کہا کہ تو خرگوش کے گوشت کو کہا اوسنی کہا کہ مین نہ کہاؤنگا تب امیر نے کہا کہ کیا وجہ ہی کہ تو اسکو نہین
کہاتا اوسنی جواب دیا کہ بقول امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہہ حرام ہی اب حضرات سنیہ کی خدمت سراپا
برکت مین عرض ہے کہ آفتاب بر خاک نہ ڈالین دیدۂ انصاف سی ملاحظہ فرماوین کہ راکب سفینۂ اہلبیت
امامیہ رضوان اللہ علیہم ہین کہ خرگوش کے گوشت کو حرام جانتی ہین یا اہل سنت و جماعت کہ بلا تکلف

اوسکی گوشت کو نوش فرماتی ہین اسمین بیان سی قسم ہو گیا کہ مذہب اہلبیت کا تحلیل متعہ ہی اور ظاہر ہی
کہ شیعیان اہل بیت ونکی مذہب کو بہتر جانتی ہین اور انہین حضرات با برکات سی انکو تمسک ہی پس اگر دو ایک
روایتین مخالف اجماع امامیہ کتب امامیہ مین ہون تو وہ محمول تقیہ پر ہونگی تو امثال انکی بیہقی کی ائمہ معصومین
اہل سنت اور اجلہ مقدمین سی ہماری ہی ایسون کی روایت سی کہہ کیا قدح ہو سکتی ہے جیسا کہ سابق مین حدیث
تحریم لحوم حمر اہلیہ ومتعہ کی کہ آپکی استبصار سی نقل کیا تہا اوسکا جواب بخوبی شرح وبسط سی کر چکا ہی دوبارہ
ملاحظہ فرمائی اور حمل تقیہ پر کچہہ محل استعجاب ہی نہین ہے اسلئی کہ اجلہ صحابہ مثل عمران بن حصین و عبد اللہ بن عباس
و عمار بن یاسر وغیرہ اظہار مسئلہ متعتین مین بعمل جمیع اوامثال اوسکی بن قتلہ تغلیظا سی کہتی تہی جیسا کہ
سابق مین بخوبی تفصیل جمیل سے ثابت ہو چکا ہی **قال الناصب الغوی اللئیم** اور بخاری
نی حسن و عبید اللہ سی اور اونہون نی اپنی باپ محمد بن حنفیہ سی اور اونہون نی اپنی باپ علی مرتضی سی روایت کی
کہ ان علیا قال لابن عباس انا علمت ان رسول اللہ نہی عن لحوم الحمر الاہلیہ و عن المتعہ اور صاحب مشکوۃ
نی بواسطہ انہین راویونکی حضرت علی علیہ السلام سی روایت کی کہ قال امرنی رسول اللہ ان انادی بتحریم المتعہ اور
بیہقی نے ابوذر سی روایت کی کہ قال انما احلت لاصحاب رسول اللہ متعۃ النساء ثلثۃ ایام ثم نہی عنہا اور
قسطلانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سی روایت کی کہ انہ سئل عن المتعۃ فقال ہی الزنا بعینہ جیسا اوپر
مذکور ہوا اور یہان بہی واسطی برکت کی اعادہ کیا ہے انکی ہمان الزنا + ھو الّذی ...
انتہی **اقول بفضل اللہ العلیم** روات ان روایتون کی سب مجروح ہین بلکہ ان روایتون
کی صحت پر اعتماد نہین اس جہت سی مقام استدلال الزامی مین ان روایتون کا ذکر محض لغو ہی اور فضول ہے
خصوصا صاحب تحفہ سرقہ کی شدت عداوت غلامان اہلبیت سی بخوبی ہی اور اقرار ہی ان بی ایمانون کیونکر انکی
روایت کو تسلیم کر سکتی ہین علی الخصوص ایسی حال مین کہ اہل سنت جناب امیر علیہ السلام سی نقل کرتی ہین لولا
نہی عمر ابن الخطاب عن المتعۃ ما زنی الا شقی جیسا کہ در منثور وغیرہ مین مذکور ہے اور سابق مین بخوبی ثابت ہو چکا
کیونکر عقل باور کری کہ امام برحق ناطق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خلاف اپنی جد امجد کی متعہ کو زنا کہین ھذا
ھو البہتان العظیم اب مین کہتا ہون کہ احادیث شیعہ و اہل سنت سی حلت متعہ کی ثابت ہو چکی مگر بنظر افادہ
کہ کل جدید لذیذ یہان پر بہی بطور تازہ ذکر کرتا ہون تا معلوم ہو کہ اکابر علمائی اہل سنت سی ہی جیسا کہ عبد الوہاب
سبکی نی طبقات کبری مین لکہا ہی انہ کان وحید زمانہ فی علم القرآن ... فاستعظم ...

ضمن نانوی ہین احادیث فی ہضمن بین لکہا ہی عن عمران بن حصین قال نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ تعالی
ولم تنزل آیۃ بعدہا تنسخہا فامرنا بہا رسول اللہ صلعم ومات ولم ینہنا عنہا فقال رجل بعد برایہ ما شاء
قلت فلم ینسخ نکاح المتعۃ الا عمران بن حصین وعبد اللہ بن عباس وبعض اصحابہ وطائفۃ
من اہل البیت انتہی اس بیان فنی سے بہی ثابت ہوتا ہی کہ بعض اہلسنت جو کہتی ہین کہ روایت عمران بن
حصین کے باب متعۃ الحج مین ہی متعۃ النساء مین نہین ہے محض غلط ہی اسلیئی کہ فاضل ثعلبی نے متعۃ النساء کی بیان
مین روایت کو ذکر کیا ہی اگرچہ متعۃ الحج مین بہی ہو تو بہی ہمارا مطلب ثابت ہی کہ خلیفہ صاحب نے دونو متعو
ایک سلک مین منسلک کر کی حرام کردیا اور خلاف رسولخدا صلعم کی تشریع دین مین اختیار فرمایا اگر ہمکو انکی کہنے
کیا ضرورت ہی علماء اہلسنت البتہ جب کہین مفر نہین پاتی تو کہتی ہین کہ اس جگہہ پر مراد متعہ سی متعۃ الحج
ہی اور جب سولیان اہلبیت اطہار انکی علماء سی کہتی ہین کہ اچہا یہہ روایت متعۃ الحج مین ہو پہر کیون
خلیفہ ثانی نے متعۃ الحج حرام کیا باوجود اسکی کہ حضرت نی منع نہین فرمایا اور نسخ نہین ہوا تب اسکا سبب
جواب بجز خفت ناری کی کچہہ نہین دی سکتی اور عارفین پر مخفی نہ رہی کہ فقط ثعلبی نے اس روایت کو نہین ذکر
کیا ہی بلکہ فاضل نیشاپوری اور فخر رازی نی بہی ذیل کریمہ مذکورہ مین اسیطرح سی لکہا ہی اور سابق مین
یہہ بہی ذکر ہو چکا ہی کہ اعادہ اسکا ضرور نہین اور بہی جامع الاصول مین عبد اللہ بن مسعود سی روایت
ہی کہ حاصل مضمون اسکا یہہ ہی کہا ابن مسعود نے ہم جہاد کرتے تہی ساتہہ رسولخدا کی اور نہ تہی ہماری ساتہہ
کوئی عورت پس کہا ہمنی کہ یا رسول اللہ ہم اپنی تئین خصی کرین پس آپ نی منع فرمایا اس فعل سے بعد اسکی
رخصت دیا ہمکو کہ تو متعہ کرین ساتہہ عورتونکی بعوض کپڑی وغیرہ کی ایک مدت معین تک بعد اسکی تلاوت کیا عبد اللہ
بن مسعود نے اسکو یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم یعنی ای گروہ مومنونکی حرام نہ کرو
اوس چیز کو کہ طیب اور پاکیزہ کیا خدا نی اور حلال کیا تمپر انتہی اور ظاہر ہی اس آیہ کا صریح اسبات پر دلالت کرنا
ہی کہ متعہ زمانہ حضرت رسولخدا مین طیبات تہا کسیکو جائز نہین ہے کہ اسکو حرام کری نووی شرح مسلم مین اس
روایت کی ذیل مین اسیطرح سی لکہا ہی ثم قرا عبد اللہ یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ
لکم اشارۃ الی انہ کان یعتقد اباحتہا کقول ابن عباس وانہ لم یبلغہ نسخہا انتہی وابن حجر نی بہی فتح الباری
مین لکہا ہی ظاہر استشہاد ابن مسعود بہذہ الآیۃ ہہنا انہ کان یری جواز المتعۃ انتہی پس بعض
فضلائی اہلسنت جو یہہ کہتی ہین کہ اس حدیث سی ثبوت متعہ کا فی بعض الاوقات ہوتا ہی اور عدم حجیت

اسکے سمجھی نہین جاتی خالی جہل یا تجاہل سے نہین اگر کوئی توہم کری کہ شاید نسخ کی خبر ابن مسعود کو نہ پہونچی
ہو جیسا کہ شوکت عمریہ مین لکہا ہی تو ہم کہین گے کہ یہہ توہم باطل ہے اسلئے کہ خود شاہ عبد العزیز اپنی تحفہ مین لکہتی ہین
کہ جناب امیر علیہ السلام نی تحریم متعہ کی ندا دی تہی اور یہی خلیفہ ثانی نے اشد و مد سی اسکو حرام کیا تہا اور خلاف ضدا
حکم رجم کا بہی دیا تہا اور بقول تمہاری زمانہ نسخ کا بہی بہت گذر گیا تہا اسکے ساتھ عقل عاقل ہرگز باور نہین کرتی
کہ خبر نسخ کی عبد اللہ ابن مسعود یا ابن عباس کو کہ شب و روز پیغمبر صلعم اور معظم صحابہ کی جلیس رہا کرتے تہی نہ پہونچی ہو
تفسیر قرطبی مین ہے انہ روی عن عطا عن ابن عباس انہ قال ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا ہذہ الامۃ
و لولا نہی عمر عنہا ما زنی الا شقی اور کنز العمال مین علی سی روایت ہے قال لولا ما سبق من رأی عمر بن
الخطاب لامرت بالمتعۃ ثم ما زنی الا شقی اور محصل دونو روایتونکا یہہ ہی کہ اگر عمر متعہ سی منع نہ کرتا تو زنا نہ کرتا
مگر بدبخت اور شقی اور جبکہ عمر نی اوسسے منع کیا جیسا کہ ان دونو روایتونسے صاف بتصریح لفظ عمر کی معلوم ہوتی ہے
بکثرت زنا کی ہی تحقق ہوئی اور فسادات کثیرہ پیدا ہوئی اور عاقل خبیر لطف اس عبارتکا سمجہہ لینگی کہ صاف تعریض و
اعتراض ہی متعہ پر ہی اور سا بتا ہی حدیث نہایہ ابن اثیر سی یون نقل ہوئی ہی عن ابن عباس ما کانت المتعۃ الا
رحمۃ رحم اللہ بہا امۃ رسول اللہ ولولا نہیہ عنہا ما زنی الا شقی اسکی جواب مین بعض فضلای اہلسنت نی
ایسا ہی لکہا ہی کہ ضمیر نہیہ مین راجع طرف حضرت ختمی مآب صلعم کی ہے اور یہہ جواب ان کا باطل اور سراسر خلاف عقل ہی اسلئے
کہ اس حدیث سی تو تعریض اور اعتراض معلوم ہوتا ہی عقل کیونکر باور کر سکتی ہے کہ جناب ابن عباس حضرت رسالتمآب
پر مانند خلیفہ ثانی کی اعتراض کرین ان ہذا الشی عجاب لا یلیق ان یتفوہ بہ احد من ذوی الالباب اور سوا اسکی تفسیر
قرطبی اور کنز العمال سی جو روایت ابہی ذکر ہو چکی ہے صاف اوسمین لفظ عمر موجود ہی کہ اوس سے ظاہر ہی کہ مانع اوسکا
سوای عمر کی دوسرا نہین پس تکرار عصیان کا بہتر نہین ہے ایک تبہ حدیث بہولی ذکر کر کی گناہ کی مرتکب ہوئی اب
دوبارہ ذکر کر نیکی کیا حاصل ؎ فلا ترم بالمعاصی کسر شہوتہا + ان الطعام یقوی شہوۃ النہم +

قال الناصب الغوی اللئیم اب حضور والا فرمائین کہ اکبر بادشاہ نی کہان متعہ کیا اور
مالک نے کیونکر حلال لکہا اور اوسکو حضرت عمر نے حرام کیا یا خود جناب پیغمبر صلعم نی ہوسکی باتین کہینچی اگر متعہ
حلال ہوتا او اجر یا زجر اوسکا جیسا خلاصۃ المنہج والی نی لکہا ہی کہ ممتوعہ کی بوسہ لینی مین حج و عمرہ کا ثواب
ملتا ہی اور ہر لذت اور شہوت کی بدلی ایک نیکی لکہی جاتی ہے اور جو بغیر متعہ کی مر گیا قیامت کے دن بدشکل اوٹہیگا
اور ناک اوسکی کٹی ہو گی تو جتنے ائمہ اسکے بانی رہتی گیارہ اماموں مین کسی نے متعہ نہین کیا علی الخصوص

علی الخصوص جناب امام حسن علیہ السلام کو باعتراف صاحب مجالس المؤمنین وغیرہ کی بیشتر نکاح کرتی اور طلاق
دیتی یہانتک کہ حضرت امیر اونکو منع فرماتی تہی کہ لوگ کیون کو اسکی نکاح مین دو کہ مرد مطلاق ہی یعنی بہت طلاق
دیا کرتا ہی اسقدر گناہ کبھی نہ کرتی کہ بہت سہل تہا ہم خرما و ہم ثواب پہر بازرہنی مین ان اماموں کی اعمال اجر او
استعمال زبر لازم ہی یا نہیں معاذ اللہ جہوٹہوں نی یہہ حدیث بناکر اسی حرام کاری کو اماموں کی طرف منسوب کیا
اور اونکی نقد امامت پر بٹا لگایا ع دوستی بجز خود تشیعت ٭ انصاف شرط ہی بی انصافی خوب نہیں
ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین **اقول بفضل اللہ العلیم** تاریخ بداونی سے ثابت ہوا کہ قاضی شیخ
حسین عرب مالکی نے اکبر بادشاہ کو اجازت متعہ کی دی اور جناب سلطان العلماء بہت سی کتابوں سے
سند لائی کہ مصنفین نے اونکی اعتراف کیا کہ مالک جواز متعہ کا ہے اور اس خاکسار نی بہی بہت سی حدیثین
سابق مین ذکر کی ہین کہ اونسی ثابت ہوتا ہی کہ مالک بیشک متعہ کو جائز کہتا تہا غرض کہ اس رسالہ مین اس درہ
بیمقداری اثبات متعہ پر بہت دلایل لکہی ہین اہل سنت اگر انصاف سی ملاحظہ فرمائین تو حرمت متعہ کے
کبہی قائل نہون اور یہہ جو آپنی فرمایا کہ گیارہ اماموں مین سے کسینی متعہ نہین کیا الخ تا قال اسی گناہ
کبہی نہ کرتی خالی جہل سے نہین اسلیئی کہ متعہ نہ کرنیسی یہہ لازم نہین آتا کہ متعہ حلال نہو کیونکہ باتفاق فریقین
تزویج اربعہ جائز ہے مگر کہین سے یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ پیغمبر خدا یا ائمہ معصومین علیہم السلام نے
تزویج ساتہہ اربعہ کی کی ہو اور جب روایات شیعہ سی ثابت ہی کہ خود پیغمبر خدا نے متعہ کیا تہا تو پہر اگر ائمہ علیہم السلام
کہ ہمیشہ تقیہ مین رہتی تہی اگر متعہ نکرین اور حکم اسلئی اپنی شیعوں کی دین تو یہہ فعل حرام کیونکر ہو سکتا ہی
اب سنئی کہ بکر بن محمد نی جناب امام صادق سی روایت کی ہے کہ وہ حضرت فرماتی تہے انی لاکرہ للرجل ان
یموت و قد بقیت علیہ خلۃ من خلال رسول اللہ لم یاتہا فقلت ہل تمتع رسول اللہ قال نعم
و قرء ہذہ الآیۃ و اذ اسر النبی الی بعض ازواجہ الآیۃ اور یہی تم سمجہو کہ اس زمانہ مین رواج ہی کہ نکاح
مین ہزاروں لاکہوں روپیہ مہر معین کرتے ہین حالانکہ کہین سے یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ ائمہ ہدی نے
اسقدر مہر معین کیا ہو اب تمہاری قول کی موافق چاہیی کہ یہہ جائز نہو حالانکہ باتفاق فریقین جواز
اسکا ثابت و متحقق ہی باقی اعمال اجر کو جو آپنی فرمایا ہین جبکہ کتب شیعہ و سنی سی نجوبی ثابت ہی
کہ اجر و ثواب متعہ کا حضرات ائمہ طاہرین سی منقول ہے بس اسکو فرمانا اونحضرات کا در باب اجر متعہ کی کافی
ہی اگر کسی وجہ سی ائمہ ہدی نی متعہ نکریں تو ثواب متعہ کا اونہیں حضرات سی منقول ہے کیونکر ثابت نہ ہو

قال الناصب الغوی للئیم سوائے متعہ محرمہ کی انکی بزرگوں نے دوریہ نکالا ہی کہ دس آدمی
ملکر ایک عورت سے متعہ کریں اور اپنی باری اسکی ساتھہ ہین مصائب النواصب الا لکھا ہی کہ یہہ حکم
اوس عورت کا ہی جسکا حیض منقطع ہو چکا ہو **اقول بفضل اللہ العلیم** افسوس ہے کہ آپنی کتاب مصائب
النواصب کو ملاحظہ نہ فرمایا ورنہ شناعت متعہ دوریہ کی نسبت طرف امامیہ اعلی اللہ مقامہم کی نہ دیتے اسلئے کہ
صاحب مصائب النواصب نے لکھا ہی کہ انکی بزرگوں نے ایک نکاح دوری نکالا ہی اس صورت سے کہ
ایک مرد اپنی عورت کو بعد وطی کے بطلاق باین جدا کردے پہر بعد ایکساعت کی عدہ مین اوس سے نکاح کرے
پہر اگر بعد نکاح ثانی کی قبل اسکی کہ دخول کیا ہو طلاق دے تو عورت باین ہو جائیگی عدہ کی احتیاج نہین ہے
اسلئے کہ حق سبحانہ تعالی قران مین فرماتا ہی ان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من
عدة تعتدونها پس اسوقت مین اوس عورت کو جائز ہے کہ اوسیوقت دوسرے مرد سے نکاح کری اور
زوج ثانی کو جائز ہی کہ مثل زوج اول کی عمل مین لائے یعنی جماع کری اوس عورت سے بعد اسکی طلاق
دے اور بعد ایک ساعت کے خواستگاری پہر کری اور اپنی عقد مین لائے اور ہنوز دخول نکیا ہو کہ طلاق دے
تو وہ باین ہو جائیگی اور بنص قرانی عدہ نہین پہر وہ عورت تیسرا شوہر کر سکتی ہے اسیطرح سے وہ عورت
شوہر کرتے جائے تو قباحت نہین ہے اور یہہ نکاح دوری خصوصیت کسی طرح کی عورت کی ساتھ نہین رکھتا
ایسہ شایہ سب سے ہو سکتا ہی بعد اسکی حاشیہ مین شوستری علیہ الرحمہ فرماتے ہین قال صاحب الوقایہ
وغیرہ ما حاصله انه اذا طلق الرجل طلاقا بائنا ثم تزوجها فی عدتها وطلقها قبل الدخول فعند محمد یجب
نصف المهر واتمام العدة الاولی فقط ولا عدة للطلاق الثانی لان الزوج قد طلقها قبل الوطی فیه وعند
زفر لا عدة علیها اصلا لان العدة الاولی سقطت بالزوج ولم یجب بالنکاح الثانی لدلیل محمد انتهی
اور ہدایہ مین بعد نقل قول محمد کی اسطرح سے ہے قال زفر لا عدة علیها اصلا لان الاولی قد سقطت بالزوج
فلا یعود والثانیة لم تجب انتهی پس موافق قول زفر کی کہ وہ بہی اجلہ اصحاب ابی حنیفہ مین سے تہا لازم آتا ہے کہ
کہ دس بیس آدمی ایک عورت سے ایک دن مین نکاح کر سکتی ہین اسلئے کہ اوسکی نزدیک بعد تزویج ثانی
کی ہرگز احتیاج نہین نہ تو عدہ اولی تمام کریگی اور نہ ثانی جیسا ابہی ذکر ہوچکا اب انصاف سے ملاحظہ فرمائیے
کہ استبعاد نفس الامر کی متعہ دوریہ کا بعید از عقل ہے یا نکاح دوریہ شایہ کا ہرگاہ صاحب مصائب النواصب
نے جواب مین صاحب نواقض الروافض کے اس نکاح دوریہ کو ذکر کیا ہی تو لازم تہا کہ آپ بہی اوسکو ذکر

ذکر کرتی مگر آپنی ابلہ فریبی کو آبای روحانی سے وراثۃً پایا ہی اسلئی جسکو اپنا ہمامضمد جانا لکہا اور حصانۃ
کو چہوڑ دیا مگر انصاف ہی لازم تہا کہ متعہ دوریہ آیسہ کی ساتہہ نکاح دوری شابہ کو بہی ذکر کرتی و قال
صاحب مصائب النواصب لا ضیرا فیہ ان تخصوا ذلک بالآیسۃ لانا نعتمم الآیسۃ و غیرہا من ذوات الاقراء
وجه دفع الاستبعاد العقلی ظاہر لان الغایۃ والحکمۃ فی العدۃ فی غیر المتوفی عنہا زوجہا استبراء
الرحم حفظا للنسب وہو منتف فی الآیسۃ والصغیرۃ صاحبان بصیرت ارباب خبرت کی خدمت میں
معروض ہے کہ دونو کو بخوبی ملاحظہ فرمائیں اور صاحب طعن لسان کو معلوم ہو جائیں کہ شناعت متعہ دوریہ
تلبیس و فریب کرتا ہی اور اپنی نکاح دوری کو کہ سراسر اضاعت نسب ہی نہیں دیکہتا **قال الناصب
الغوی اللئیم** جامع عباسی میں ہے کہ اپنی لونڈی کو کسی پر حلال کر دینا درست ہی اور بعضے مجتہدوں نے
لکہا کہ یہہ خواص فرقۂ ناجیۂ اثنا عشریہ سے ہے **اقول بفضل اللہ العلیم** اس استبعاد کا جواب جو
صاحب مصائب النواصب نے لکہا ہی اگر اوس کتاب میں دیکہتی تو پہر جواب کے طالب نہوتی قال و اما
ما نسبنا فان ما ذهب الیہ بعض اصحابنا من تجویز وطی امۃ الغیر بمحض قول المالک احللت لک
وطیہا الیس بادلی فی الشناعۃ مما جوزہ ابو حنیفۃ من انعقاد النکاح بلفظ الہبۃ والعاریۃ وای
فرق بین ان یقول مولی الامۃ بواحد احللت لک وطی جاریتی و یقول ولی ان وجہ وہبتک
او اعرتک وطی ابنتی انتہی ملخص موضع الحاجۃ اور جواب تفصیلی اسکا اسطرح پر ہی کہ اول یہہ کہ صیغہ
تحلیل یعنی احللت لک وطی امتی کہی اور دوسری قبول تیسری یہہ کہ اوس کنیز کی کوئی شوہر نہو چوتہی یہ
کہ محلل مالک اوس کنیز کا ہو اور سفیہ مجنون وغیرہ نہو اور بعد تحقق ان سب شروط کی تحلیل جائز ہی اور اگر
کوئی شخص وطی کو حلال نکری بلکہ فقط خدمت کو حلال کری تو اسصورت میں اوس شخص کو وطی کرنا
جائز نہیں ہی اور علماء امامیہ نی اختلاف کیا ہی کہ یہہ قسم داخل نکاح ہی یا داخل ملک یمین ہی سید مرتضی علم الہدی
فرماتی ہیں کہ تحلیل نکاح میں داخل ہے اور جیسا کہ نکاح میں بغیر ایجاب قبول کے عقد منعقد نہیں ہوتا ویسا ہی
اسمیں بہی بغیر صیغہ تحلیل و قبول کے تحلیل جائز نہیں اور مالک کنیز کی مہر اوسکو بخشدیا ہی جیسا کہ فتاوا
عالمگیریہ میں ہے وللمولی ان یہب صداق امتہ من زوجہا کان مدبرۃ وام ولد انتہی اور محقق
افادہ فرماتی ہیں و لعل الاقرب ہو الاخیر اسواسطی کہ ملک کی دو قسم ہی ایک تو ملک یمین ہی اور دوسری
ملک منفعت اور ملک منفعت اعم ہی خواہ تابع ملک اصل کی ہو یا تنہا بغیر تبعیت کی ہو کنز العرفان میں

ملک المنفعة اعم من ان یکون تابعا للملک الاصل و منفردا انتہی اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں
خداوند عالم نے جو یوں ارشاد فرمایا ہے الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم اس سے تحلیل سمجھی جاتی ہے اسلئے
کہ ملک یمین خاص ہے جب اسکا تحقق ہوگا تو ملک منفعہ کہ عام ہے بہی متحقق ہوگی اور اہل سنت کی کتابوں میں
بہی یہ تقسیم جائز ہے جیسا کہ شرح طحاوی میں ہے قال الشیخ الامام التملیک علی ضربین تملیک منفعہ
و تملیک عین و کل وجہ علی وجہین اما ان یکون ببدل او بغیر بدل فتملیک العین ببدل هو البیع
و تملیک العین بغیر بدل الهبة و الصدقة و الوصیة و ما اشبه ذلک و اما تملیک المنفعة ببدل فهی الاجارة
و تملیک المنفعة بغیر بدل هی العاریة انتہی اور بعض محشیان شرایع الاسلام کی کہتے ہیں لما کان حل الفرج
منحصرا فی العقد و الملک بقوله تعالی الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم و کان القول بحل الامة بالاباحة
عند علمائنا وجب ان لا یکون خارجا من الامرین و قد اختلفوا فی رد الاباحة الیهما فذهب المرتضی الی انه
عقد و التحلیل عبارة عنه و الاکثر و منهم المص علی انه تملیک منفعة مع بقاء الاصل انتہت عبارته
اللطیفہ اب اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوا کہ تحلیل خلاف قرآن نہیں ہے اور عطا بن ابی رباح کہ رئیس فقہاء اہل سنت
سے تہا اوسنے بہی تحلیل کو جائز کہا ہے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ تعالی بیان اسکا بخوبی ہوگا فانتظر منتظرا
قال الناصب الغوی اللئیم ارشاد الاذہان میں ہے کہ اپنی لونڈی یا ام الولد یا مدبرہ کا کسی پر مباح
کر دینا منع نہیں اقول بفضل اللہ العلیم اسکا جواب تم ابہی پا چکے مگر زیادتی توضیح کے لیے
کہتا ہوں کہ اگر ولی نے اسطور سے کہی کہ وہبتک یا اعرتک وطی بنتی اور مولای کنیز اسطرحسے کہے احللت
لک فرج جاریتی یا وطی جاریتی تو عاقل ہوشیار کی نزدیک شناعت اسکی زیادہ ہوگی یا اوسکی اور دونوں
کو نسا فرق ہوگا نہ قائل ہونا تحلیل کا کہ یہہ فقط کنیز میں ہوتا ہے اور قائل ہونا عقد کا بلفظ عاریہ و ہبہ
میں کہ اوسمیں احتیاط زیادہ کرنا چاہئے خالی جہل سے نہیں ہے مگر یہہ کہ اپنی قباحت کو بہول جانا اور غیر کی [illegible]
دیکھنا یہہ تمہارا کلام ہے قال الناصب الغوی اللئیم استبصار میں ہے کہ عاریت دینا فرج کا
روا ہے اور بالاجماع وقف کرنا فرج جاریہ کا شیعہ کی مذہب میں درست ہے اور شرحی اوسکی فروخت جان
کرنا حلال طیب رحمة اللہ علی ہذا المذہب اقول بفضل اللہ العلیم عاقبت گرگ زادہ گرگ شود
گرچہ با آدمی بزرگ شود ہذا آپکا قصور نہیں شاہ صاحب بہی اسیطور سے فرما گئے ہیں اور ظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ آپ نے بہی شاہ صاحب کے تقلید کی ہے اسلئے کہ وہ اپنی تحفہ میں کہتے ہیں پس ہر گفتہ اند بالاجماع

بالاجماع وقف کردن فرج جاریہ درست است پس آن بخریدن بردو ومتعہ کنند وحلال آنست جیسکہ برایشان وقف
کردہ است حلال طیب است تو شما بیان فرمایید انتہت عبارۃ التحفۃ مین کہتا ہون کہ یہہ کہنا کئی وجہ سی
باطل ہی اول یہہ کہ عاریت کا مفہوم اور تحلیل کا مفہوم جدا ہی پس نسبت دینا لفظ عاریت کا طرف علمای امامیہ
کی افترای بحت ہی صاحب جامع عباسی فرماتی ہین وعاریت گرفتن کنیز جہت تمتع از و بغیر آنکہ بلفظ تحلیل یا اباحت
گوید جایز نیست اور خود صاحب شرایع الاسلام فرماتی ہین ولا یستباح بلفظ العاریۃ پس لفظ عاریت کو
نسبت دینا طرف امامیہ رضوان اللہ علیہم کی افترای بحت ہی دوسری یہہ کہ شاہ صاحب نے واسطی فریب دینے
عوام کی صورت مسئلہ کو تبدیل کر دیا ہی اسلئی کہ صورت مسئلہ کی یہہ ہی کہ جب لونڈی کو وقف کرین تو
اوسکی ساتھہ تزویج درست ہے اور مہر اوسکا ارباب وقف کی لئی ہے جیسا کہ شرایع الاسلام مین کہتی ہین
تزویج الامۃ الموقوفۃ ومهرها للموجودين من ارباب الوقف لانه فائدۃ کاجرۃ الدار یعنی تزویج
کنیز موقوفہ کی جائز ہوئی اور بسبب اسکی کہ کنیز مذکور ملک مالک سی منتقل ہو کی طرف ارباب وقف کی
آ گئی تو مہر کی نہین ہوتی بلکہ مہر اوسکا ہوتی کے لئی ہے جیسا کہ یہہ امر مقررات اہل سنت سی بہی ہے اب
کہو اس بیان سی فرج جواری کو وقف کرنا کہا نسی ظاہر ہوا فوائد اوسکی آپ لینا کس لفظ سی مفہوم ہوا
ثانی یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے لونڈی کو واسطی خدمت کی کسی پر وقف کری تو جائز
ہی اور دینا اوسکی کسی شخص کے ساتہہ اوسکی تزویج کری تو مہر اوسکا ارباب وقف کی لئی ہے اور یہہ بات
علما و اہل سنت کی یہان ہیہ ثابت ہی اسلئی کہ فتاوای عالمگیریہ مین یہین عبارت موجود ہی فان وقف
الغلمان والجواری علی مصالح الرباط یجوز اور ہدایہ مین ہے وله وطيها واستخدامها واجارتها وتزويجها
یعنی مولی اپنی کنیز سے وطی کر سکتا ہی اور خدمت لی سکتا ہی اور اجارہ دی سکتا ہی اور اوسکا نکاح کرا دی سکتا
ہی پس بجہت تقریر اس مقال سے ثابت ہوا کہ صورت مسئلہ کی جس تقریر سی شاہ صاحب نے بیان کی افترا محض ہے اور
جسطور سی کہ علمای امامیہ بیان فرماتی ہین مختص امامیہ سی نہین بلکہ یہہ صورت نزدیک اہل سنت کی بہی جائز ہی
کما بینا واضحا اور وقایہ اور ہدایہ مین ہی کہ ابو حنیفہ کی نزدیک اگر کوئی مرد نکاح کری خواہر یا مادر یا برادر
زادہ یا خواہرزادہ سی یا خالہ یا عمہ اپنی سے پس وطی کری وہ شخص ساتہہ اوسکی تو حد اوسی نہ مارین اگر چہ
عقد باطل ہے اور تفسیر کبیر مین یہین عبارت موجود ہی المسئلۃ الثانیۃ قال ابو حنیفۃ اذا تزوج الرجل
بامه ووطيها لا يلزمه الحد بڑا تعجب ہے کہ خلیفہ ثانی نے متعہ کو حرام کیا اور حکم رجم کا ہی دیا اور ابو حنیفہ

یہہ کہتا ہی کہ اگر کوئی اپنی ماں سے مرتکب ہو کر سو برس کا لا کری تو اوسپر حد نہین ع ببین تفاوت رہ از
کجاست تا بکجا ۔ اور یہہ بہی شرح وقایہ وغیرہ مین مسطور ہے کہ اگر کوئی مادہ سی وطی کری تو اوسپر حد نہین
طوبی لک طوبی لک ختم اللہ علی ہذا المذہب اور طرفہ یہہ ہی کہ ابو حنیفہ کو فقہ اباحت اور تحلیل فروج جیسے
سخت واہیہ مسائل کا بانی جانتا ہی چنانچہ ملا علی قاری نے نقض مسائل امام الحرمین جوینی مین کہ تفضیل مذہب شافعی مین ہے
لکہا ہی اذا اباحت فی بعض جاریتها فوطئها الحبیب علیه الحد بعد اسکی پہر لکہا ہی ثم العجب منهم یرون
القذی فی عین الحنفیة ولا یرون الجذع فی عین الشافعیة فانه منکرا انکر علینا شیئا من ان
شخصا زنی بامرأة وحبسها فی بیته حتی ولدت بنتا له فزوج بنته لکون الزانی مع انه مخالف فی ذلک
نص صریح النص القرآنی حرمت علیکم امهاتکم وبناتکم فانها بنته لغة بلا شبهة والخطاب مع الامة
انما باللغة العربیة بالمعنی المثبت نصا کلفظ الصلوة فیکون من المنقولات الشرعیة یعنی تعجب ہے
علما شافعیہ سی کہ خاک کو چشم حنفیہ مین دیکہتی ہین اور چوب کلان کو چشم شافعیہ کی نہین دیکہتی یس کہ ان
منکر طبیعت اور شریعت کی راہ سی زیادہ تر اوس سی ہوگا کہ ایک شخص ایک عورت سی زنا کری اور اپنے
گہر مین اوسکو بند کری یہانتک کہ ایک دختر اوس سی پیدا ہوا اور وہ شخص اپنی دختر کو اپنی ساتہ نکاح مین لا
سکی کہ وہ شخص زانی ہے باوجود اسکی کہ یہہ نص صریح مخالف ہے نص قرآنی کی بہی اسلیی کہ وہ دختر از راہ لغت کے
لڑکی اوس شخص کی ہی اور جبتک کہ نقل ثابت نہو تب خطاب قرآنی امت کی ساتہ لغت عربیہ کی ہے مثل لفظ
صلوة کی کہ ہو اسوقت بہی منقولات شرعیہ سی ہے انتہی محصلا باطل اس تعصب کو جانا چاہئے کہ یہی جواب شیعہ کی
جانب سی ہی مسئلہ تحلیل فروج مین تصدیر کری اور یہی عطا ابن ابی رباح کہ اجلۂ تابعین اہل سنت سی تہا اور
مشائخ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی سی تہا اسکی تحلیل فروج کا جائز کہا ہی جیسا کہ قاضی شمس الدین علامہ ابن
خلکان نی تاریخ وفیات الاعیان مین لکہا ہی عطا ابن ابی رباح ابن اسلم کان من اجلاء الفقهاء وتابعی مکة
وقال قتادة اعلم الناس بالمناسک عطاء وقال ابراهیم بن عمر رأیتهم فی زمان بنی امیة یأمرون فی الحج صائحا
یصیح لا یفتی الناس الا عطاء بن ابی رباح ونقل اصحابنا عن مذهبه انه کان یری اباحة وطی الجواری
باذن اربابهن حکی ابو الفتح العجلی المقدم ذکره فی حرف الهمزة فی کتاب شرح مشکلات الوسیط
والوجیز فی الباب الثالث من کتاب الرهن وحکی عن عطا انه کان یبعث جواریه الی ضیفانه
والذی اعتقد ان هذا بعید فانه ولو رأی الحل فکان المروة والغیرة یابی ذلک فکیف یظن بمثل

بمثل ذلک السید عما ذکرناہ الا الغرابۃ انتہی مفتی صاحب فی تقلیب المکائد میں بعد نقل اس عبارت کے
ارشاد فرمایا ہی کہ بر عاقل مستتر و پوشیدہ نماند کہ این استبعاد و استعجاب ابن خلکان در حق عطا بن ابی رباح
بعد از قول نقل اصحابنا شنیع تر و مستقبح تر از حرمت و انکہ کسیکہ فعل را حلال میداند در کتاب آن قباحتی نمی بیند
انتہت عبارۃ اللطیفۃ اقول تفصیل اس بحث کا دوسری کتاب میں ملاحظہ فرمائیے اسیقدر کہنا ہے کہ عطا ابن ابی
رباح اجلہ فقہا تابعین سے تھا جیسا کہ شیخ دہلوی نے رجال المشکوۃ میں لکھا ہی وکان احد الاعلام من اجلاء الفقہاء
وکان فقیہا عالما کبیرا قال الناصب الغوی اللئیم سے ظاہر ہے کہ سنت کی دبر میں کرنا حلال
نہیں اقول بعون اللہ العلیم ہماری مذہب میں وطی کرنا دبر میں اسقدر اختلافی ہے کہ بعضوں نے
نے حرمت قرار دیا اور بعضوں نے کراہت شدیدہ قرار دیا اور حلال کسی نے نہیں کہا اہل سنت کی تردید
البتہ حلال ہے تعجب ہے کہ علماء اہل سنت اپنی خانگی حالات کو ملاحظہ نہیں فرماتی صاحب در منثور صفحہ
لکھتے ہیں اخرج الطحاوی والحاکم فی مناقب الشافعی والخطیب عن محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم ان الشافعی
سئل عنہ فقال ما صح عن النبی صلعم فی تحلیلہ ولا فی تحریمہ شیء والقیاس انہ حلال حاصل مضمون یہ ہے
کہ شافعی سے سوال کیا کسی نے کہ آیا وطی دبر جائز ہے یا نہیں اوسنے جواب میں کہا کہ تحریم اور تحلیل وطی
در دبر میں نبی سے کوئی حدیث صحیح وارد نہیں ہوی اور قیاس یہہ ہی کہ حلال ہے قسطلانی فی شرح صحیح بخاری
میں بعد نقل روایات کے لکھا ہی قال ابو بکر الجصاص فی احکام القرآن المشہور عن مالک اباحتہ واصحابہ ینفون
ہذہ المقالۃ عنہ لقبحہا وشناعتہا وہی عنہ اشہر من ان یندفع بنفیہم عنہ انتہی حاصل مضمون یہ ہی کہ ابو بکر
جصاص نے احکام القرآن میں لکھا ہی کہ نقل مشہور مالک سے اباحت وطی دبر کی ہے اور اصحاب مالک بسبب قبح
اس فعل کی اوس سے نفی کرتی ہیں حالانکہ جواز اس فعل کا مالک سے اسقدر مشہور ہے کہ اونہوں کے
نفی کے سبب سے دفع نہیں ہوسکتا اور یہی تفسیر در منثور میں مذکور ہے اخرج الخطیب فی رواۃ مالک عن ابی
سلیمان الجرجانی قال سألت مالک بن انس عن وطی الحلائل فی الدبر فقال الساعۃ غسلت راسی عنہ
اخرج ابن جریر فی کتاب النکاح من طریق ابن وہب عن مالک انہ مباح یعنی مالک بن انس سے وطی فی الدبر
سے سوال کیا گیا اونہوں نے کہا کہ میں ابہی اسی فعل کے بعد غسل کیا ہی اور روایت کی ہے ابن جریر نے کتاب
نکاح میں طریق ابن وہب سے اور اوسنے مالک سے کہ تحقیق وہ مباح ہی واخرج الخطیب فی رواۃ مالک
من طریق النضر بن عبد اللہ الازدی عن مالک عن نافع عن ابن عمر فی قولہ نساءکم حرث لکم

فاتوا حرثکم انی شئتم قال ان شاء فی قبلها وان شاء فی دبرها اگر ابن عمر نے اس روایت کو اپنی مادر
مہربان سے سنا ہو تو عجب نہیں اقول شاہ فصیح سے یقین ہے سچ کہا ابن عمر نے سنا مادر سے ہوگا اور
بیہقی میں اور شارح قسطلانی نے لکھا ہے انما نزلت علی رسول اللہ صلعم نساءکم حرث لکم رخصۃ فی اتیان الدبر
ورواہ الدارقطنی ایضا فی الغرائب من طریق الدراوردی عن مالک عن نافع عن ابن عمر بلفظ نزلت فی رجل
من الانصار اصاب امرأۃ فی دبرها فاعظم الناس ذلک فنزلت قال فقلت له من دبرها فی قبلها قال
لا الا فی دبرها اور بھی سیوطی نے درمنثور میں لکھا ہے اخرج ابن جریر عن ابن ابی ملیکۃ انه سئل عن
اتیان المرأۃ فی دبرها فقال قد اردته من جاریۃ لی البارحۃ فاعتاص علی فاستعنت بدهن یعنی
روایت کی ہے ابن جریر نے ابن ابی ملیکہ سے کہ سوال کیا گیا وطی فی الدبر سے پس کہا اوسنے کہ میں ایک عورت سے
شب گذشتہ کو اس فعل کا ارادہ کیا پس دخول اوسکا مجھے مشکل ہوا آخرش میں روغن سے مدد چاہی انتہی
ترجمہ اب اہل بصیرت ارباب فطانت سے کہتا ہوں کہ ہر گاہ اباحت وطی دبر انکے علماء بتصریح تمام اپنی کتابوں
تفسیر حدیث میں بیان کیے اس امر کی تشنیع اثنا عشریہ پر کہ اسکو حرام یا مکروہ بکراہت شدیدہ جانتے ہیں سراسر
بیجا اور بعید از انصاف ہے قال الناصب الغوی اللئیم شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ عورت کو برہنہ کر کے
اوسکی ستر کا دیکھنا بہتر ہے لذت نہیں اقول لعنۃ اللہ علی العلیم یہ سن کیا قباحت کہ جو
بحسن و صورت کہا اوسکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی مسائل سے بھی محض نا واقف ہیں اسلئے کہ
علمائے اہل سنت کے نزدیک بھی زن منکوحہ کی ستر کا دیکھنا حلال ہے اگر آپکو معلوم نہو تو اپنے علماء سے
پوچھ لیجیے علاوہ اسکے مالکیہ کے نزدیک ستر عورتین حالت نماز میں شرط صحت نہیں ہے اگر کوئی عورت یا مرد
برہنہ ہو کر نماز پڑھے تو نماز اوسکی صحیح ہے اگرچہ ترک واجب سے عاصی ہوگا چنانچہ شیخ عبد الوہاب کتاب
رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ میں لکھتے ہیں ستر العورۃ عن العیون واجب بالاجماع وهو شرط فی صحۃ الصلوۃ
الا عند مالک فانه قال هو واجب الصلوۃ ولیس بشرط فی صحتها انتہی اور یہ حالت اختیار اور غیر اختیار
دونوں میں جائز ہے اور یہی امام صاحب کا تجویز کرتا ہے کہ جائے اگر عورتین تناسل کو دیکھے تو اسمیں کچھ قباحت نہیں
فی جامع الرموز کان ابو حنیفۃ یری لصاحب الکلام ان ینظر الی العورۃ پس اب تشنیع کرنا تمہارا اسپہ
اثنا عشریہ پر محض بیجا ہے منکوحہ کی ستر دیکھنے کو تمہارے ایسا ہی تو ہے بکرنا کہتے ہیں کہ التفات نکاح پر نگاہ
کرو اپنی بزرگوں کے سنت پر نظر کیجیے واہ واہ حیا و غیرت اسکو کہتے ہیں اور یہی امام اعظم تمہارا کہ ملقب

ملقب برئیس الفقہا ہی خدا سی شرم نہین کرتا طواف خانہ کعبہ کو بلا ستر کی جائز کہتا ہی جیسا کتاب رحمۃ الامۃ
مین باین عبارت موجود ہی من شرائط الطواف الطہارۃ وستر العورۃ عند الثلثۃ وقال ابو حنیفۃ
لیسا بشرط اور فتاوای عالمگیریہ مین بہی اسیطرح سی لکہا ہی بسبب خوف طالت کلام عبارت اوس کتاب کی نہین
لکہی گئے پس عقلاء ملاحظہ کرین کہ خانہ کعبہ کہ مقام طہارت کا ہی اور عین خانہ کعبہ مین ان بیحیاؤن نے پردہ شرم کو
دور کر کی طواف بحالت کشف اپنی جائز رکہا ہی علاوہ یہہ بہی سنیون کی فضایح کہان تک لکہی شافعی
کی نزدیک منی طاہر ہی ابطال الباطل مین لکہا ہی مذہب الشافعی طہارۃ المنی فی الآدمی وقال النووی
فی شرح صحیح مسلم المنی طاہر من کل حیوان سواء اکل لحمہ او لا یؤکل سوی الکلب والخنزیر
ثم قال ویحل اکل المنی الطاہر فیہ وجہان لاصحابنا ہرگاہ کہ آپکی مذہب مین منی طاہر ہی اور اوسکا
کہانا بہی حلال ہے تو اگر کوئی شخص تہوڑی سی منی کہالی اور بسبیل عطر کی طور پر اپنی بدن اور کپڑون پر لگالے
تو اہل سنت کی نزدیک نماز اوسکی صحیح و جائز ہی لا حول و لا قوۃ الا باللہ قطعہ زان صد شخص بجوش آمد کہ سحر گہ
میگفت + بو دو سیکدہ با دف نی ترسائی + گر مسلمانی ہمین ست کہ حافظ دارد + وای اگر از پی امروز
بود فردائے قال الناصب الغوی اللئیم حلیۃ المتقین مین ہے کہ بوسہ لینا فرج کا درست
ہی اقول بفضل اللہ العلیم کتاب موصوف مین جواز اسکا مذکور ہی مگر تصحیح اسکا عاقل جبکے
نزدیک کچہہ بایا نہین جاتا کیا فرج کی چومنی سے خواہ مخواہ مونہہ مین منی لگ جایگی اور اگر لگ جائیگی
تو کیا ہوگا شافعی کے مذہب مین اوسکی طہارت سن چکی اور کہا لینا بہی ہے تو مذکور ہو چکا علاوہ اسکی
اپنی مشایخ کی عادت کو یاد کرو کیا اسمین کچہہ اوس سی بہی زیادہ قباحت دیکہتی ہو جو اوسکو فہرست مطاعن شیعہ
مین درج کیا اور ساتہہ اسکی کوئی وجہ طعن کی بیان نکرسکے واہ واہ عرب مین عمل اسکا کہتی ہین تو
سیدوں اور سرداران خاص باختصاص خلیفہ ثانی سے تہا حاشیہ قاموس اور قانون مین مصرح ہی کانت
الخانیث کثیرا فی الجاہلیۃ منہم سیدنا عمر ولہذا فی تعلیقۃ علی قانون الشیخ ابی علی فی ذکر لفظ الابنۃ
ھکذا الابنۃ کانت فی کثیر من اھل الجاہلیۃ کابی جہل وغیرہ والرفضۃ خذلہم اللہ یقولون
ان سیدنا عمر کان بہذا الداء ولا یعلمون انہ کان یداویہ ولکن دواء الاماء الرجال یعنی سیوطی
نی تعلیق قانون شیخ ابی علی مین بیچ ذکر لفظ ابنہ کی اسطرح لکہا ہی کہ یہہ علت اکثر اہل جاہلیت کو مثل
ابی جہل وغیرہ کی تہے اور رافضی کہتی ہین کہ سیدنا عمر بہی اسمین گرفتار تہی حال آنکہ

وہ لوگ نہیں جانتی بتحقیق کہ اونکو ایک بیماری تھی کہ وہ اوسکی نہ تھی مگر ماء الرجال انتہی محصلاً اور اس سے زیادہ
اور بھی بہت سی قبایح اور مطاعن انکی تمہاری علمانی ذکر کئی ہیں کہ اگر اس رسالہ میں سب لکھون تو بہت
طول ہوگا اسلئی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا والعاقل یکفیہ الیسیر والجاہل لا ینتفع من الکثیر **قال الناصب**
الغوی اللئیم ایک شیعہ معتبر نی میری روبرو کہا کہ شرایع کی شرح مین لکھا ہی کہ عورت کی فرج پر تیمم
کرنا مضایقہ نہین ہے **اقول بفضل اللہ العلیم** یہہ دروغ بیفروغ واسطی فریب دینی عوام کی
ہی اور دأب مصنفین سے بہت بعید ہی اگر ایسی ہی مکر بازی ہے تو مین بھی کہی دیتا ہون کہ ایک سنی
فاضل جلیل القدر نی حضرت عمر کی مجلس مین باعلان کہہ رہا تھا کہ حواشی قاموس مین لکھا ہی کہ
زبان مبارک سی جاتی تھی **قال الناصب الغوی اللئیم** خلاصۃ المذہب وغیرہ مین ہی کہ جسنے
لونڈی کی فلان کی تو اوسکی وجوب غسل اور فساد صوم مین تردد ہے **اقول بفضل اللہ العلیم** اس
مقام پر بھی اس شقی نی اپنی عادت معمولی سے تدلیس اور فریب کو راہ دیا ہی اسلئی کہ علماء امامیہ یہان
تین مقام مین کلام کرتے ہین پہلی اس فعل کے فاعل پر غسل واجب ہونی مین دوسری اس فعل کی سبب سے
روزہ باطل ہونی مین اور صورت پہلی مقام کی یہہ ہے کہ جو کوئی غلام سی وطی کری تو مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا
اور اس پر جاری ہونا حد کی اس مسئلہ مین کسی شیعہ نی بالاتفاق اختلاف نہین کیا ہی اور دوسری مسئلہ مین
تفصیل ہی کہ اگر بسبب وطی کی انزال منی ہو تو غسل جنابت واجب ہو نہین تو اس پر کچھ اختلاف نہین ہی جمہور
امامیہ کی نزدیک غسل واجب ہے اور اگر منزل نہو تو اختلاف ہی بعضی وجوب غسل کی قائل ہین اور بعضی نہین
اور تیسری مسئلہ مین بھی یہی تفصیل ہے کہ صورت انزال مین روزہ کو فاسد و قضاء و کفارہ کو واجب جانتے
ہین بالاتفاق اور حالت عدم انزال مین بعضی فساد صوم و وجوب قضاء و کفارہ کی قائل ہین اور بعضی نہین جیسا
کہ شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ مبسوط مین فرماتی ہین وطی الغلام الذی یفسد الصوم و یجب القضاء
والکفارۃ اور سید مرتضی قدس اللہ روحہ فرماتی ہین کہ انزال ہو یا نہو غسل واجب ہے اور محقق شیخ علی
نی بھی حاشیہ شرایع الاسلام مین اس قول کو بہت تقویت دی ہے اور علماء اہل سنت کی نزدیک دخول
قبل سے ہی کہ اس مقام پر اتفاقی تھا ئی سمجھو کیا مستحق ہوتا ہی غسل واجب نہین حاشیہ چلپی مین کہ شرح
وقایہ پر ہی یہ عبارت مذکور ہی وان اولج الحشفۃ فی القبل والدبر ملفوفۃ بخرقۃ فان وجد
الحرارۃ واللذۃ وجب الغسل والا فلا لان الغائل یوجب النقصان فی سببیۃ التیسیر کذا فی العیون اور

نووی شرح مسلم میں صاف صاف کہہ رہا ہی یعنی لو لف خرقۃ واولج فی فرج امراۃ ففیہ ثلثۃ اوجہ لاصحابنا
الثانی لا یجب لانہ اولج فی خرقۃ انتہی معلوم ہوتا ہی کہ خرقہ سبب ثقل ہے وطی عدم غسل کی اور یہی حنیفہ کے
نزدیک اگر موطوءہ میتہ ہو تو غسل واجب نہیں باوجود اسکی کہ التقای ختانین کا باعث غسل ہے بموجب حدیث
اسمین متحقق ہے اسی جہت سی اگر وطی بہیمہ میں انزال نہو تو نزدیک اہل سنت کی فساد صوم نہیں ہوتا جیسا کہ
قاضی خان کی فتاوی میں مندرج ہی اذا جامع بہیمۃ او میتۃ او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل لا یفسد
صومہ وان انزل فی ہذہ الوجوہ کان علیہ القضاء انتہی اور حیرت یہہ ہی کہ اگر کوئی شخص نائمہ یا مجنونہ
سی جماع کری تو روزہ نائمہ اور مجنونہ کا باطل نہیں ہوتا جیسا کہ ہدایہ میں ہے اذا جومعت النائمۃ والمجنونۃ
وہی صائمۃ علیہا القضاء دون الکفارۃ وقال زفر والشافعی لا قضاء علیہما اعتبارا بالناسیۃ انتہی
اس بیانسی معلوم ہوتا ہی کہ زفر و شافعی کے نزدیک صورت انزال کی بہی روزہ ان دونو کا باقی رہیگا کما لا یخفی
علی المتامل اور یہی ابو حنیفہ کہ رئیس الفقہا آپسی تہا تجویز کرتا ہی کہ اگر کوئی شخص حالت حج میں لواطہ کرے
تو حج اوسکا فاسد نہیں باوجود اسکی کہ حج بہی مثل نماز کی واجب ہے بلکہ احتیاطا ایسی مقامات مقدسہ میں بہت
بچنا ہی اور امام مالک کہتا ہی کہ اگر کوئی حالت حج میں سور یا کتی یا بکری سی جماع کری تو موجب فساد
حج نہیں جیسا کہ تفسیر نیشاپوری میں مندرج ہے دونوں کی یہ عبارت موجود ہی واللواطۃ واتیان البہیمۃ فی الافساد
کالوطی فی الفرج وبہ قال احمد خلافا لابی حنیفۃ ومالک فی اتیان البہیمۃ انتہی کلامہ و لا
ینبغی اعادہ اور یہی شرح وقایہ میں لکھا ہے ولو وطی بہیمۃ او میتۃ او فی غیر فرج فی دبر
او قبل او لمس ان انزل قضی والا فلا انتہی الغرض ان لوگوں کے مذہب میں سوای فرج کی کسی مدخل میں
بلا حائل دخول کرنی سے روزہ باطل نہیں بشرطیکہ منزل نہو نہیں تو باطل ہو جائیگا پہر ہماری تردد میں
اس حق ناشناس کو کیا تردد ہوا اب اہل انصاف اس غبی سے پوچھیں کہ اگر تشنیع کا بیان کری تو بعد اسکے
فتاوی میں کہ یہہ اقوال انکا بزرگان اہل سنت اور سبھی خالی ہیں یا ملو اور طرفہ یہہ ہی کہ مالک کے نزدیک اغلام بہی درست
ہی جیسا کہ ملا جامی کتاب بہارستان میں کہتی ہیں ابیات آبروی غلام خویش مبر * وز حرم
بہ نام خویش مبر * نتوان زد بگفتہ مالک * غوطہ در ورطہ چنین مالک * اور فرید الدین
عطار بہی اپنی مثنوی میں اسیطرحسی لکھتا ہی اور فخر رازی نی تفسیر کبیر میں اور علامہ ابن خلکان نی
وفیات الاعیان میں اظہار اسکا کیا ہی اور شیخ نور الدین علی بن عراق المصری شافعی نی اپنی تذکرہ میں

چند اشعار لکھی ہین اور اوسی نسبت دی ہے طرف قاضی ادیب ابو الحکم مالک بن المرجل کی ظاہر امفہوم ہوتا ہی کہ مالک نی خلیفہ ثانی کا بہت پاس ادب کیا کہ ہر فعل شنیع کو جائز کہا العاقل تکفیہ الاشارہ اور ابو حنیفہ بہی صدلواطہ مین وجب نہین جانتا بلکہ موجب ہے ابی حنیفہ کی سہل ہے کہ ارتکاب اسکا کیا کرین حتی کہ یحیی بن اکثم قاضی القضاۃ کہ پیشوایان اہل سنت اور مشایخ ترمذی سے تہا باعلان تمام لواطہ کرتا تہا اثبات اسکا اگر آپ کو منظور ہو تو کتاب وفیات الاعیان ملاحظہ فرمائی **قال الناصب الغوی اللئیم** شرایع مین ہے کہ کہانا پینا حالت نماز مین منع نہین **اقول بفضل اللہ العلیم** شرایع مین مقام قواطع صلوۃ مین لکہا ہی وان یفعل فعلا کثیرا یعنی فعل کثیر سی نماز باطل ہوجاتی ہے یعنی جب کوئی شخص فعل کثیر نماز مین بجالائیگا اسطرحسی کہ عرف مین اوس فعل کو کثیر کہین تو نماز مصلی کی باطل ہوجائیگی اور اگر فعل کثیر نہو تو صاحب شرایع کی نزدیک باطل نہین جیسا کہ بعض حواشی شرایع مین تحت قول محقق والشرب علی قول یا بن عبارت مذکور ہی القول للشیخ وادعی علیہ الاجماع ومنعہ المصنف فی المعتبر وطالبہ وطالبہ بالدلیل علی ذلک واستقرب عدم البطلان بہما الامع الکثرۃ کسائر الافعال الخارجیۃ عن الصلوۃ وھو حسن انتہی اوراسیطرحسی نماز وتر مین اگر کسی شخص پر عطش طاری ہو اور اوس شخص کا ارادہ ہو کہ بعد صبح کی روزہ رکہین تو پانی پی سکتی ہین بشرط اسکی کہ فعل کثیر لازم نآوی اور علمای اہل سنت کی نزدیک اس سی زیادہ تسہیل واقع ہی اولا مین کہتا ہون کہ اہل سنت کی نزدیک باوجود فعل کثیر کی نماز باطل نہین ہوتی لیکن سہوا کما فی الجمع بین الصحیحین عن ابی ھریرۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلعم احدی صلوتی العشاء واکثر ظنی العصر رکعتین ثم سلم ثم قام الی خشبۃ فی مقدم المسجد فوضع یدہ علیہا وفیہم ابو بکر وعمر فہابا ان یکلماہ وخرج سرعان فصاح الناس فقال رجل یدعی ذوالیدین یا نبی اللہ انسیت ام قصرت الصلوۃ فقال لم انس ولم تقصر قال بلی قد نسیت فقال اصدق ذوالیدین قالوا نعم فقام فصلی رکعتین ثم سلم انتہی یعنی جمع بین الصحیحین مین ابی ہریرہ سی روایت ہی کہ کہا اوسنی نماز پڑہی رسولخدا صلعم نی ایک دو عشا مین سی دو رکعت اور بہت گمان میرا یہہ ہی کہ وہ نماز عصر کی تہی بعد اوسکی ادای سلام کیا پہر کہڑی ہوئی حضرت اور گئی طرف ایک چوب کے کہ وہ سامنی مسجد کے تہی اور دست مبارک کو اوس لکڑی پر رکہدیا اور اوسجگہہ ابو بکر و عمر بہی موجود تہے مگر ہیبت سی حضرت کی کچہہ بات نکر سکتے تہی اور نکلی جناب رسالتماب صلعم وہانسی بسرعت پس لوگون نے

لوگون نی آواز بلند کی پس کہا ایک مرد نی کہ اوسی ذی الیدین کہتی تہی ای نبی آیا آپنی نماز مین سہو کیا یا قصر کرکی
نماز پڑہی حضرت نی فرمایا کہ نہ مینی قصر کیا اور نہ مینی سہو کیا کہا اوسنی کہ ہان پس فرمایا حضرت نی اصحاب سی
کہ آیا سچ کہا ذوالیدین نی شیخین بولی کہ ہان یا رسول سچ ہی قول ذوالیدین کا پس دو رکعت نماز
جناب آنحضرت نی اور پڑھی اور سلام پھیرا اور اعادہ اوس نماز کا نہ کیا انتہت ترجمتہ واضح رہی کہ اس حدیث
کی بھی چند امر بیان لازم آتی ہین اول یہہ کہ سہو کرنا حضرت کا خلاف عصمت و طہارت ہی دوسری یہہ کہ سہو مین
کیا اور فرمایا کہ لم انس ولم تقصر تیسری یہہ کہ نماز مین فعل کثیر اور منافیات نماز لازم آیا اور حضرت نی اوسی
نماز پر اکتفا کی پھر اعادہ نہ کیا اور علماء اہل سنت نی اس حدیث کی تاویل مین اقوال مختلفہ لکھی ہین اور
علماء امامیہ رضوان اللہ علیہم اوس کے جواب شافی تحریر فرما چکی ہین کتب مبسوطہ مین موجود ہین اور نووی
نی شرح صحیح مسلم مین بعد ذکر حدیث سہو کی باین عبارت لکھا ہی وفی الحدیث دلیل علی ان العمل الکثیر و
الخطوات اذا کانت فی الصلوۃ سہوا لا یبطلها کما لا یبطلها الکلام الخ مافات اور عمدا بھی فعل کثیر
نماز مین ان مذہب کی نزدیک جائز ہی جیسا کہ فتاوی عالمگیریہ مین ہے ان کتب علی الہواء وعلی بدنہ شیئا
لا یستبین لا یفسد وان کتب یعنی اگر کوئی شخص ہوا پر یا بدن پر کچھ لکھی کہ وہ ظاہر نہو تو اوس سے فاسد
نہین ہے اگرچہ فعل کثیر ہوا اور بہی اسی فتاوی مین موجود ہی قتل العقرب والحیۃ فی الصلوۃ لا یفسد الصلوۃ
سواء حصل بضربۃ او ضربات وہو الاظہر یعنی قتل کرنا عقرب اور سانپ کا حالت صلوۃ مین خواہ ایک ضرب سے
سی ہو یا کئی ضرب سی ہو نماز کو باطل نہین کرتا اور یہہ قول اظہر ہی انتہت ترجمتہ اور ظاہر ہی کہ کئی ضرب سے
فعل کثیر لازم آجائیگا اور جامع صغیر مین ہے لو نظر الی کتاب فقہ فی صلوتہ وفہم لا یفسد صلوتہ
بالاجماع یعنی اگر کوئی شخص بیچ صلوۃ مین کتاب فقہ کی جانب نظر کری اور اوسکی معنیونکو ذہن مین لی تو صلوۃ
اوسکی باطل نہین ہوتی اور بہی فتاوی عالمگیریہ ہی لو اغلق الباب لا یفسد صلوتہ یعنی اگر کوئی شخص بیچ نماز
مین دروازہ بند کری تو نماز اوسکی فاسد نہین ہوتی اور اطلاق سے اس قول کی معلوم ہوتا ہی کہ در خواہ قریب
مصلی کے ہو یا بعید خلاصہ کلام یہہ ہی کہ تسہیلات ان علماء سنن کے کہانتک لکہون کتب کلامیہ مین استقصاء
واستیفاء کی ساتہہ مذکور ہی من شاء فلیرجع الیہا ثانیا مخفی نہ رہی کہ طعن سنی کا اس مسئلہ مین امامیہ اثنا عشریہ
پر مبنی جہل پر ہی الا یہہ اختلاف اہل سنت کی کتابون مین ہی سو چنانچہ کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ
مین باین عبارت صاف صاف لکہا ہی آنکہہ کہولکر دیکہو انا کل وشرب عامدا بطلت صلوتہ عند الثلثۃ

واختلف الروايات عن احمد والمشهور عنه انه لا يبطل الفريضة دون النافلة الا في الشرب فانه سهل
فيه پس احمد کی نزدیک پانی پینا حالت نماز مین عمدا اگرچہ نماز فرضیہ ہو جائز ہی پس اگر صاحب شرایع کی نزدیک
پانی پینا حالت نماز مین جائز ہوا اسطرح پر کہ فعل کثیر لازم نہ آوی اور شرب قلیل ہو تو کیا قباحت ہی اور اگر قباحت
ہوگی تو شرکت الور وہ ہی بلکہ سنیون کی نزدیک یادہ ہی مسئلہ کہ ابہی ثابت ہو چکا کہ فعل کثیر نماز مین ان بزرگوارون کی
نزدیک جائز ہی اور یہی سنیون کی نزدیک نگل جانا بعض لقمہ کا یا خون کا حالت نماز مین مبطل صلوۃ نہین ہے
جیسا کہ فاضل برجندی نے شرح مختصر وقایہ مین خواہرزادہ سی نقل کیا ہی انہ لو اکل بعض اللقمہ وبقی البعض
فی فمہ فشرع الصلوۃ فابتلع لا یفسد صلوتہ اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے لو ابتلع ما خرج من اسنانہ
لم یفسد الصلوۃ اذا لم یکن ملا الفم **قال الناصب الغوی اللئیم** استبصار مین ہے کہ عین
نماز مین خصیون کو ملنا حرام نہین **اقول بفضل اللہ العلیم** استبصار مین یہ ملنا اور ملاعبت کا ذکر
مطلقا نہین البتہ یہ ہی کہ انہون نے راہ سی شاہ سلامت اللہ وصاحب منتہی الکلام وصاحب تحفہ سمرقندی نے یہ ہذیان
افترا اپنی دل سے پیدا کیا ہی اور یہ بھی عامی کہ انہون کا فضلہ خوار ہی انہون نے اصل کتاب نہین دیکھی تقلید
انکی افترا کر رہا ہی ونہ جیسا استبصار مین مس ذکر فی الصلوۃ کا ذکر ہی ویسا ہی بعینہ اہل سنت کی کتابون مین
بھی مذکور ہی چنانچہ محمد بن الحسن کے موطا مین ہی عن ابن عباس لا فی مس الذکر وانت فی الصلوۃ قال ما
ابالی مسستہ او مسست انفی انتہی وملا علی قاری اسکی شرح مین لکہا ہی حیث لا تفاوت بینہما
لا فی الصلوۃ ولا فی غیرھا اور دارقطنی نے کتاب مجتبی مین ذکر کیا ہی ان رجلا قال یا رسول اللہ انی
احتککت فی الصلوۃ فاصابت یدی فرجی فقال النبی وانا افعل ذلک انتہی اور استبصار تا
مین بھی اگر ایسا ہی مذکور ہی تو کیا قباحت لازم حیث قال عن سماعۃ قال سالت ابا عبد اللہ عن الرجل یمس
ذکرہ او فرجہ او اسفل من ذلک وہو قائم یصلی یعید وضوءہ فقال لا باس بذلک انما ہو من جسدہ انتہی اس
حدیث سی سوا اس کے معنی ملاعبت کہ اس عیّنی نے اور اسکی مرشدون نے اپنی دل سی نکالا اصلا مفہوم نہین
ہوتی اور جو کچھ مفہوم اس کلام کا ہی اہل سنت کی نزدیک بھی درست ہی جیسا مذکور ہوا مخالف بے بصیرت کو
چاہیے کہ استبصار کی حدیث نقل کری در حقیقت مین اس شیخ کا قصور نہین بلکہ شاہ سلامت اللہ وصاحب
منتہی الکلام اور شاہ صاحب ایسی افترا کو طرف امامیہ رضوان اللہ علیہم کی باندہتی آئی ہین علاوہ اسکی مین کہتا
ہون کہ بانی اسطرح پر کہ فعل کثیر لازم آ جاتی اور وہ مبطل صلوۃ ہو تو یہ افترای بحت ہی تمام کتب امامیہ

امامیہ کی حاضر ہین ملاحظہ فرمائیے اور اگر بازی سے مراد وسن ہے کہ سوای تمہاری اسکو کوئی ملاعبت نہین کہہ سکتا
تو کچھ منقصت نہین جیسا ذکر ہوا عجب ہی کہ ان افترا پردازون نے یہہ نہ دیکھا کہ اہل سنت کے نزدیک وہ
چیزین جائز ہین جن سے صاف انکی مذہب کی تہین ظاہر ہوتی ہے اول یہ کہ مصنف ابوبکر ابن ابی شیبہ
مین مذکور ہے کہ شیطان سوراخ ذکر انسان مین خود آتا ہی پس دبر مین اوسکی پھونکتا ہی پس نمازگذار
گمان کرتا ہی کہ حدث سرزد ہوا ہی پس چاہی کہ نماز سے پہر نہ جاوی تاوقتیکہ آواز ریح صریح نہ سنلی یا بو ی اوسکے
نہ سونگہی یا تری کو نہ دیکہی انتہی محصلہ واہ واہ شیطان نے اپکی مسکن مخصوص مین انڈا دیا ہی دوسری یہہ
علمای اہلسنت کے نزدیک بنجاست مثل گوہ یا پیشاب وغیرہ کی اگر بدن پر لگی ہو اور اوسی چاٹ جائین تو پاک
ہو جاتی ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیریہ مین یہ عبارت موجود ہی اذا اصاب النجاسة بعض اعضائه
ولحس بلسانه حتی ذهب اثرها يطهر وكذا السكين اذا تنجس فلحسه بلسانه او مسحه بريقه هكذا
فی فتاوی قاضی خان ولو لحس الثوب حتی ذهب الاثر فقد طهر كذا في المحيط تیسری یہ کہ نطفہ بولون
بنابر قول مشایخ کی ملدینا کافی ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیریہ مین ہے ولو كان راس عضوه نجسا بالبول
لا يطهر بالفرك كذا في المحيط السرخسي ان اصابت بدنه لا يطهر الا بالغسل رطبا كان او يابسا وهو
مروي عن ابي حنيفة كذا في الكافي ناقلا عن الاصل هكذا في فتاوى قاضي خان والخلاصة وفي
مشايخنا يطهر بالفرك لان البلوى فيه اشد كذا في الهداية چوتھی یہ کہ شرح مسند شافعی مین ابی سعید
خدری وغیرہ سی روایت کی گئی ہی کہ رجلا سال رسول الله صلعم قال ان بير بضاعة تطرح فيها الكلاب
والحيض فقال رسول الله صلعم ان الماء لا ينجسه شيء اخرجه في كتاب اختلاف الحديث هذا حديث
صحيح قد اخرجه ابو داؤد والترمذي الخ حاصل مضمون یہ ہی کہ ایک مرد نے سوال کیا پیغمبر خدا سی کہ بیر
بضاعت کہ وہ ایک چاہ ہی مدینہ منورہ مین اوسمین کتی اور لتہای حیض وغیرہ چہوڑی جاتی ہین پس کہا حضرت نے
کہ اوسکا پانی نجس نہین پانچوین یہہ کہ شرح مسند شافعی مین ہی فذهب الى انه بال في الماء الراكد لم
يتغير انه لا ينجس ولكن لا يجوز ان يتوضأ منه ويجوز لغيره وانه اذا تغوط فيه لم يتغير لم ينجس وجاز
لغيره الوضوء منه عملا بظاهر الحديث یعنی داؤد وغیرہ کہ اکابر علمای اہل سنت سی ہین کہتی کہ اگر
کوئی پانی ایستادہ مین پیشاب کری اور وہ پانی متغیر نہ ہو جائے تو وہ پانی نجس نہین ہے مگر اوسکو وضو کرنا
اوسی پانی سے جائز نہین اور غیر کو وضو جائز ہے اور اگر کوئی شخص آب ایستادہ مین پاخانہ کری اور وہ

متغیر ہو جاتی تو وہ پانی نجس نہیں اور اوسکو اور اوسکے غیر کو وضو کرنا اور پانی پینا جائز ہی انتہی عاقل ہوشمند پر
مخفی نہ رہی کہ اس حدیث سی کئی باتیں مستفاد ہوتی ہیں اول یہہ کہ اطلاق سی اس قول کی معلوم ہوتا ہی کہ ابو داود
بھی مثل امام مالک کے قائل ہے کہ پانی قلیل ہو یا کثیر ملاقات نجاست سی نجس نہیں ہوتا تاوقتیکہ اوصاف ثلثہ متغیر
ہوں دوسری یہہ کہ نجاست پیشاب کے گوہ سی زیادہ ہی تیسرے یہہ کہ قابل ہونا وضو کا غایط میں اور نہ قابل ہونا
پیشاب میں واز شخیف بے عاقل سے کہتا ہوں کہ ان اکابر کے اقوال مزخرفہ کو ملاحظہ فرماویں کہ کسقدر و
مذہب میں بیہودہ سرائیاں کی ہیں کہ وہ لائق لکھنے اور زبان پر لانے کی نہیں ہیں اور خلیفہ کی اقوال سنو تو
زیادہ تر عبرت ہوتی ہے مروی الحمیدی فی الجمع بین الصحیحین فی مسند عمار بن یاسر انہ قال لا ان عمر فقال
انی اجنبت فلم اجد ماء افقال لا تصل الخ و نظم تعلیل نے ترجمہ باباتہ منظومہ ابیات بخاری نے لکھا ہی آ
سید و قدر و ہے کسکی شرمندہ تو ہو تو + کہا آکر کہ یہاں ملتا نہیں آب + ہوا ہوں میں جنب
ابن خطاب + پھر فرمایا جواب مسئلہ تب + کہ ساقط ہی نہ کر ہرگز نماز اب + کہا عمار نے کیا بھی ہو تم
بیٹھا پھر آیہ حکم تیمم + قال الناصب الغوی اللئیم اور یہہ مسئلہ تو انکی یہاں مشہور ہے کہ اگر بغیر ضرورت
برہنہ ہو کر اور خصیتین پر مٹی لگائے اور نماز پڑھے تو ہو سکتا ہی اقول بفضل اللہ العلیم
قید بلا ضرورت مفتریات سابقہ سے ہی اور آپکا اسمیں قصور نہیں بلکہ یہہ افترا پردازی شاہ صاحب کی ہی کہ
جنکے عبارت کا ترجمہ ہندی میں آپ نے لکھا ہے یعنی کہ شاہ صاحب اپنی تحفہ میں فرماتی ہیں و نیز گویند
اگر کسی شخص از تمام بدن برہنہ باشد و قدری گل بر ذکر و خصیتین چسپانیدہ بی ضرورت نماز بخواند نماز او جائز است
میں کہتا ہوں کہ کتب امامیہ حاضر ہیں ملاحظہ فرمائی کہیں اونمیں قید بلا ضرورت کی نہیں ہے ہاں یہ البتہ بعضے
کتابوں سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر کوئی دشمن کسی شخص کے کپڑے چھین لے یا اور کسی وجہ سے کپڑے ستر کو میسر نہ
آویں تو اوسی لازم ہے کہ برگ درخت و حشیش سے عورتین کو پوشیدہ کرکے نماز پڑھے اور یہہ ہے اگر میسر ہو
تو طین کفایت کرتی ہے جیسا کہ غایۃ المرام شرح شرایع الاسلام میں ہے الرابع لو لم یجد الثوب استتر
بالحشیش فان فقد فبشیء و طلاء او ماء اکدر استتر به الخامس لو لم یجد غیر الطین وجب علیه
ان الطین عورته الخ اس عبارت سی صاف ہے کہ یہ صورت اضطرار کی ہے اختیار کی نہیں ہے اور چھپانا عورتوں
کا تو ہماری مذہب میں واجب ہے خواہ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے جیسا کہ جامع عباسی میں مذکور ہے بحث اول
پوشیدن عورتین و آن در نماز واجب است خواہ کسی باشد کہ نگاہ کنندہ خواہ نگاہ کنندہ محرم باشد مثل زن و کنیز

وکنیز اینکس خواه محرم باشند پس اگر شخصی بظلمت تاریک خالی نماز گذارد و عورتین خود را نپوشد نماز او باطل است

انتہی پس اگر بضرورت و صورت اضطرار میں ستر کھلا ثابت ہو تو کچھ قابل اعتراض نہیں اسلئے کہ سنیونکے

مذہب میں بھی یہ مسئلہ ایسی موجود ہی جیسا کہ خلاصہ کیدانی میں لکھا ہی الخامس ستر العورة ولو بالظلمة او

وحده فی البیت او فی الخلوة مطلقا اور مقامات برہنہ میں بھی اسی طرح سی مذکور ہی اور اگر انصاف سی دیکھو تو حقیقت حال یہ

کی یہ مسئلہ کہ ستر کا وجوب جاتا رہا اور بغیر اسکی نماز باطل ہو جاتی ہی یہ بخلاف مالک کی کہ انکی نزدیک

ستر عورت شرط صحت نماز نہیں ہی جیسا کہ سابق میں کتاب رحمة الامة فی اختلاف الائمة سی نقل اسکی

کی جا چکی ہی اور طرفہ یہ ہی کہ سنیوں کی نزدیک کشف بعض عورت کا بلا ضرورت و اضطرار جائز

ہی جیسا کہ رسالہ ... فی اختلاف المذاہب میں سنیوں کی نسبت طرف حنفیہ کی لکھا ہی و جاز

الصلوة علی فوق الحمام مع قدر الدرہم من النجاسات الجامدة او مع الثوب من البول مع

کشف ربع العورة الخ اور سنیوں کی نزدیک یہ مسئلہ بہت معروف ہی کہ اگر کوئی شخص اسلئے کہ نماز

جلدی ہو بیچ میں اپنی لنگوٹی کو اتار ڈالی تو ہو سکتا ہی جیسا کہ جامع میں بھی لکھا ہی لاحظہ فرما

قال الناصب الغوی اللئیم بعضے علمای شیعہ نی لکھا ہی کہ اگر مصلی میں نماز میں بچہ

عورت سی لپٹ جاوی اور نطفہ پیدا ہو اور سر ذکر کو محاذی سوراخ عورت کی کہا اور مذی بہت سی نکلی نماز

اسکی صحیح ہی اقول بفضل اللہ العلیم لعنة اللہ علی الکاذبین لہم فی الدنیا خزی

سبحان اللہ فاضل کاذب کی دروغ بافی سی عجیب کی نزدیک کتنی باتین ہین اور مسائل شاہ صاحب

اپنی تحفہ میں لکھ گئی ہین آیات و احادیث ہین کہ بلا رجوع کتب امامیہ و جوابات تحفہ مسروقہ کی بعینہ ترجمہ

اور کتاب کا ہندی کیا ہین جیسا شاہ جی نی عربی سی فارسی کیا لکھا ہی چنانچہ اپنی تحفہ میں یہ عبارت لکھی

ہی و نیز گویند که اگر مصلی در حین نماز زنی خوش ادا بکشد و انعاظ پیدا شود و سر ذکر را محاذی سوراخ

آن زن بدارد و مذی بسیار سیلان نماید و الی الساق نماز او جائز است کذا ذکر الطوسی وغیره عن جعفرہم

انتہی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ صریح دروغ اور بہتان ہی اور مخالف کیسے ہین بہت کہا ہی کہ عبارت

کتب امامیہ کی بعینہ نقل کرین یا نشان دیتے کہ کس کتاب اور کس بحث میں یہ موجود ہی اور اسکی

... بلکہ کتب امامیہ سی ظاہر ہوتا ہی کہ اگر کوئی شخص بحضر صغیر

کو اپنی ہاتھ میں حالت نماز میں ... لازم نہ آئی تو البتہ جائز ہی اور عبادة باتفاق نطفہ کا پیدا

ہونا یا مرد کا عورت کا محاذی ہونا صحیح کی ہے کہا کہ اس بچی کی ماں نے اپنی مرشدوں نے لکھا ہے صحیح البخاری کا کی
میں ہے یہی اصل روایت تہذیب الاحکام میں ابن جعفر کی صحیح قال سألت ابا الحسن فقلت اکون
اصلی فی البیت و ابنتی بحذائی قال لا بأس انتہی اور مخفی نہ رہے کہ اہل لغت نے دختر چار برس کی سے
دختر صغیرہ کی لکھی ہے جیسا کہ مجمع البحار میں محمد بن طاہر گجراتی نے لکھا ہے الجاریۃ من النساء من لم تبلغ الحلم
انتہی اور دختر صغیرہ اپنی بغل میں لینا حالت نماز میں اہل سنت کے نزدیک جائز ہے اسی طرح سے ثابت ہے سنی کی
صحاح اہل سنت میں ثابت ہے کہ رسول خدا نماز پڑھتے تھے اور امامہ بیٹی زینب کو گود میں لئے ہوئے جب
آپ سجدہ میں جاتے تھے تو اس لڑکی کو اتار دیتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے تو پھر آپ لے لیتے تھے
جامع الاصول ان رسول اللہ کان یصلی وھو حامل امامۃ بنت زینب بنت رسول اللہ فاذا سجد وضعہا و
اذا قام حملہا اور اگر شاید آپ نے صحیح وضو ہی باندھی کہ حالت نماز میں بغل میں لیا ہو سمجھا ہی تو کئی وجہ سے یہ
باطل ہے اول یہ کہ کتاب موطا مالک میں یہ عبارت مذکور ہے مالک عن یحیی بن سعید بن المسیب
سمع رجل یسئلہ فقال انی اجد البلل و انا اصلی انصرف فقال له سعید لو سال علی فخذی ما
انصرفت حتی اقضی صلاتی یعنی یحیی بن سعید نے کہا سنا میں نے سعید بن المسیب سے اس وقت میں ایک شخص نے
ان سے سوال کیا کہ میں پاتا ہوں وضو کی تری اس وقت کہ میں نماز پڑھتا ہوں تو آیا میں نماز سے پھر جاؤں
کہا سعید نے کہ اگر بہ نکلے میری ران پر تو بھی میں نماز سے نہ پھروں یہاں تک کہ پوری نماز ادا
کروں اور شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اس کے ترجمہ میں وضو ہی لکھا ہے اور شرح مسوی میں
وضو ہی قطرہ است ازبول لازم آتا ہے کہ سنیوں کے نزدیک بول طاہر ہے دوسری یہ کہ
میں ... ... سے
زیادہ تسہیل اہل سنت کی نزدیک ہے اول یہ کہ حنفیہ کی نزدیک بھی ... ... کیا
اور بغیر ... ... کہ خود اپنی کتابوں میں صحیح ہیں کہ کسی ... ... نجاست کا
ہونا چاہئے ... کتب اہل سنت میں مقام اختلاف ... صحیح واقع ہیں کہ اگر کوئی شخص ... ... کے
پانی کی ... ... صحیح ہے کہ نجاست ... ... معلوم ہوا اگر ... ... کے
نماز پڑھیگا ... ... اس کی نماز ہو جائے گی دوسری یہ کہ صاحب ہدایہ ... ...
ملی کا ... ... لازم آیا کہ اگر کوئی شخص ... ... کی

نماز نہ ہوگی اور ہو سکتا ہی تیسری یہہ کہ تمہاری مذہب مین معتمد فقہا یہہ کہتی ہین کہ وضو پانی مغصوب سے
درست ہو جاتا ہی حالانکہ مغصوب ملک غیر ہی تصرف اوسمین عقلاً و نقلاً دونو ممنوع ہے اور ابطال الباطل مین
ہی کہ ابو حنیفہ کے مذہب مین مشرکین مساجد مین باذن داخل ہو سکتی ہین اور شافعی نے کہا جائز نہی مگر مسجد
حرام مین کہ اسمین جائز نہین حالانکہ ان دونو نی خلاف نص قرانی کی لکھا ہی قال اللہ تعالی انما المشرکون
نجس فلا [illegible] پانچوان مسئلہ کہتا ہون کہ اہل سنت کی نزدیک مین نماز مین بوسہ لینا اور دینا جائز ہے اور وہ موجب
فساد نماز نہین [illegible] اوسکی لکھا ہون سراج وہاج مین کہ تصنیف شیخ رضی الدین کی ہے یون موجود
ہی ان قبلت المصلی امرأته ولم یقبلها هو فصلوته تامة وان قبلها هو بشهوة او بغیر شهوة
فسدت صلوته وفی الفتاوی لا یفسد الا اذا قبلها بشهوة انتهی اور فتح القدیر مین کمال الدین
ابن الہمام نے لکھا ہی ولو قبلت المصلی ولم یشتهها لم تفسد ای الصلوة اور فتاوی ظہیریہ مین صاف صریح
موجود ہی لو قبل المصلی امرأته ولم یشتهها لم تفسد صلوته یعنی اگر مصلی نماز مین کسی عورت کا بوسہ
لی تو نماز اوسکی جائز ہی اب مبتلا کی آنکہ [illegible] جو شخص نے فتوا دیا ہی یا آپ پر کہ اونکی قول
ہین اور اگر اسمین یہ شبہہ ہو تو بہ فتح القدیر اور سراج وہاج اور فتاوی تاتارخانیہ وغیرہ کو دیکھو
کہ اسمین صاف موجود ہی کہ اگر کوئی شخص عین نماز مین فرج کو مطالعہ کری تو نماز اوسکے درست ہی نماز فاسد نہ
ہوتی ہے ذکر ابن رستم فی نوادرہ قال الامام ابو حنیفة المصلی اذا نظر الی فرج المرأة بشهوة لا
تفسد صلوته وفی فتح القدیر لو نظر الی فرج المطلقة رجعیا بشهوة یصیر مراجعا ولا تفسد فی
روایة فهو المختار اوسکو [illegible] چھٹی تمہاری مذہب مین منی کی طہارت مذکور ہی اس طہارت
اوسکی [illegible] جیسا ابو المظفر سمعانی نے کتاب متفق و مفترق مین لکھا ہی اختلفا فی منی الآدمی
[illegible] الشافعی هو طاهر [illegible] ظاهر کمذهب الشافعی واجمعوا
علی نجاسة المذی [illegible] فی بعض الروایات کالمنی قال الناصب الغوی اللئیم
من [illegible] کہ جس کپڑی مین شراب [illegible] لگی ہو تو اوسمین نماز مین حرج نہین
اقول المتفضل [illegible] کی روایت ہماری مذہب مین جو ہوگی وہ محمول
[illegible] علی التفضیل [illegible] روایات آپکی کتاب معتبر
کہتا ہون کہ اونسی صاف مستنبط ہوتا ہے کہ جامہ آلودہ شراب مین نماز پڑھنا جائز ہے پہلی روایت [illegible]

کہ شافعی کی نزدیک اگر پانی شی نجس پر واقع ہو تو وہ پانی نجس نہین اس صورت مین اگر پانی کسی جگہ شراب پر
واقع ہو تو یقینا وہ پانی اوسکی نزدیک نجس ہو گا اور وہ پانی اگر کپڑی مین لگجاوی تو نماز اوس کپڑی پر
تمہاری عقیدہ مین جائز ہو گی دیکھو شرح جامع صغیر مین ہے قال الشافعی اذا ورد الماء علی النجاسة بان
صب علیہا لا ینجس لکون بمنزلة الماء الجاری یعنی جس وقت کہ پانی نجاست پر واقع ہو تو وہ پانی نجس نہین
بلکہ بمنزلہ آب جاری کی ہے انتہی ترجمہ اور یہہ اوسکی اوسی کتاب مین ایک بیت صفحی سے استدلال ہے کہ پانی
اور قبلہ گاہ شاہ صاحب کی لکھی مین کہ شافعی کے نزدیک غسالہ نجاسات طاہر ہی ہکذا عبارتہ فرق بین ورود
النجاسة علی الماء وورود الماء علی النجاسة انتہی مین کہتا ہون کہ اگر کچھ ہی شرم و حیا ہو تو بجا ہی کہ
خمر کا نام زبان پر نہ لاوی اور نسبت اوسکی طرف شیعیان اہل بیت کی نہ دو دوسری یہ کہ خمر ہم قبیلی سے کل [illegible]
نزدیک ابی حنیفہ کے منصوص ہے چنانچہ کتاب رحمة الامة فی اختلاف الائمة مین شیخ عبد الوہاب [illegible]
لکھا ہی واتفق ابو حنیفة فیان [illegible] قال الدم [illegible] [illegible] طاہر ہی
نجاست دو قسم ہی [illegible] [illegible] نجاست [illegible] خمر و غیرہ [illegible] شرح وقایہ [illegible] فی زمانہ [illegible]
[illegible] نجاست غلیظہ [illegible] کہ [illegible] کیا ہی [illegible] [illegible]
[illegible] علماء اہل سنت کی لکھتا ہون وقد الا ادم [illegible] [illegible] الخمر [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کل الخمر
طاہر لا یحل الخمر [illegible] بہت ہوو دوسرا اور بعض شیعیان اہل بیت عصمت طہارت پر [illegible]
خلاف انصاف ہی جسکے یہہ کتاب محلی کہ ابی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب اندلسی کی ہی اور وہ
علماء اہل سنت سی تہا اوسمین یہ عبارت موجود ہی لا خلاف عن ابی حنیفة فان نقیع الدبس [illegible]
عنہ حلال وان اسکر وکذلک نقیع الزبیب وان اسکر والذی شاب من التمر والزبیب من العنب فقال
ابو یوسف کل شراب من الانبذة [illegible] فہو مکروہ الی الحرام یعنی ترکیا ہوا شیرہ انگور اور خرمی کا اگر
اوسمین نشہ پیدا ہوا اور اسی طرح سی نقیع آب انگور وغیرہ کا کہ قوام بنا دین اگرچہ اوسمین نشہ ہو اور اسیطرح سے
شیرہ خرمی کا اور ربّ انگور مین سی ابی حنیفہ کی نزدیک حلال ہی اور ابی یوسف کا فتوی یہہ ہے کہ جتنی قسمین
نبیذ کی ہین اگر اوسمین حدت اور تیزی زیادہ ہو تو وہ مکروہ ہی انتہی سبحان اللہ اہل سنت کی نزدیک
کہ مسکرات کی چیز کا پینا اور کہانا حلال ہوا تو پہر نجاست کیسی اگر کپڑی مین یا بدن مین لگی بلا تامل نماز ادا کر

اوسے جائز ہی اور مخفی نرہی کہ مصنف کور کا اہل سنت کی نزدیک معتبر اور امام ہی جیسا کہ یافعی نی وقایع چار سو
چھپن مین اسطور کی لکھا ہی ح فیہا توفی الامام العلامة ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری
الاندلسی الخ اور ابن خلکان نی بہی اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ ابن حزم علماء اہل سنت سی ہی پس ان احادیث
سی کئی باتین ظاہر ہوئین اول یہہ کہ ابی حنیفہ کی نزدیک قدر درہم بغلی معاف ہی باقدر درہم بغلی کی جتنی نجاسات
ہین سب معاف ہین خواہ سور کی چربی ہو یا شراب ہو دوسری یہہ کہ غسالہ نجاسات شافعی کی نزدیک طاہر ہی
تیسری یہہ کہ شراب کا پینا یا جس کپڑی مین لگی ہو اوسسی نماز پڑھنا پیشوایان اہل سنت کی نزدیک جائز ہوا
پس اگر بقدر درست اس بات کی کہ تمہاری ائمہ بہی ایسے غیرو ک[...]ستی ہی اور انکی مجالس مین احتراز اوس
دشوار تہا جناب صدوق نی اوسکو معفو قرار دیا ہو تو کیا قبا[...] کعیا ذا باشد کل نجاسات کمتر
درہم بغلی سے معاف ہو جائین اور مسکرات کا پینا حلال ہو جائی انتہا غایة التوضیح والتردید والنکلان علی الشد المجید
علاوہ اسکی کہتا ہون کہ جار اللہ زمخشری نی ربیع الابرار مین لکہا ہی کہ خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ ایک سفر
مین خلیفہ ثانی تشریف لئی جاتی تہی اثناء راہ مین ایک صحاب پر عطش طاری ہوا ایسا تک کہ اوس شخص نی
ایسی حین ہرکب خلیفہ ثانی تک پہونچا یا اور دیکہا کہ ایک مشک کو حباب پانی سے بہری ہوی ہے پس اوسنی
اوس مشک سی تہوڑا سا پانی لیا اور بعد ایک گہڑی کی آثار مستی اور بیہوشی کا اوسسی ظہور مین آیا لوگون نی
اوس شخص کو بجنسہ الا یعنی خلیفہ ثانی تک پہونچایا خلیفہ جی نی حکم دیا کہ اس شخص کو حد مارین اور یہہ لائق تعذیر
کی ہی اوسنی عرض کی کہ مینی متاع خلیفہ سی اسکو پی لیا تہا خلیفہ والا تبار نی کہا کہ تعذیر بسبب پینی کی نہین ہی
بلکہ بسبب بیہوشی و مستی کی سی انتہت سبحان اللہ جب خلیفہ ثانی کی مشک کا یہہ حال ہو کہ پانی اوسکا مستحیل
بشراب ہو پینی سے اوسکی دل مسرور و بیتاب ہو جائی تو خود بدولت کی کرامات کا کیا ذکر اگر اس جگہہ
ازانصاف سی دیکہی اور غبار کدورت سی دل کو آلایش نہ کہینچی تو جانہی کہ اوس شخص پر حد ہرگز جائز اور روا
نہو کہ پینا اوسکا اول مین مباح تہا اور آثار مستی از راہ اختیار کی نہین اور یہہ مین کیونکر کہون کہ وہ اوسکے
اوس مشک مین شراب تہی کہ خلیفہ عالی ہمت نی واسطی اپنی رکہہ چہوڑی تہی کہ وقت پر کام آوی
علاوہ یہہ ہی کہ ابی حنیفہ کی نزدیک کتی کا چمڑہ بعد دباغت کی پاک ہو جاتا ہی چنانچہ سیوطی نی رسالہ تحفة الانجاب
فی مسئلہ الشجاب مین کہ بیچ بیان طہارت جلد میتہ اور عدم طہارت اوسکی کی سات مذہب لکہی ہین چہٹا مذہب
کو یون لکہتا ہی الدباغ یطہر جلد الجمیع الا جلد الخنزیر وہو مذہب ابی حنیفہ اس بیان سی واضح ہو کہ اگر

کوئی سنی کتی کا چمڑہ بچھا کی نماز پڑھی تو کچھ قباحت نہیں سنگ زرد براد رشتگانی دلیل اسکی ہے **قال**
الناصب الغوی اللئیم جامع عباسی وغیرہ میں ہے کہ نجاست خشک حیوان یا گوہ خشک انسان
پر نماز پڑھیں **اقول بفضل اللہ العلیم** باوجود اسکی کہ کتاب جامع عباسی بہت مشہور اور اطفال
دبستان کی درس میں رہتی ہے پھر آپ اور آپکے مرشد جنکی تقلید کرکے آپنے افترا کیا ہی ملاحظہ نہیں فرماتی آنکھ
کھولکی دیکھئی کہ جامع عباسی میں صاف صریح لکہا ہی کہ جای سجدہ کو مصلی کے طاہر ہونا چاہئی اگر جای سجدہ
نجس ہو تو نماز بالاتفاق باطل ہے کسی امامیہ میں اختلاف نہیں کیا صاحب جامع عباسی ارشاد فرماتی ہیں
دوم آنکہ مکان نماز نجس نباشد بحیثیتی کہ آن نجاست بدن مصلی یا لباس او سرایت کند اگرچہ خون کمتر از درہم بغلی
باشد اما اگر مکان خشک باشد و نجاست آن سرایت نکند نماز در آن صحیح است مگر جای سجدہ کہ اگر آن نجس باشد
نماز صحیح نیست ہر چند خشک باشد و نجاست آن بر رخت و بدن مصلی نرسد انتہی کلامہ الشریف اب اس عبارت سے
تمہارا جھوٹ ثابت ہوگیا اور سید مرتضی علم الہدی شرط کرتی ہیں کہ تمام مکان کو مصلے کی طاہر ہونا چاہئے
اہل انصاف دیکھیں کہ ہماری مذہب میں کسقدر اہتمام اور احتیاط ہی کہ جای سجدہ طاہر ہونا چاہئی آپکا قصور
نہیں سمجھی شاہ صاحب نے تحفہ شریف میں بھی ایسا ہی کچھ لکھ گئی ہیں اب بعد اس بیان کی تم اپنی حالات سنو
کہ ابی حنیفہ کی نزدیک اگر موضع سجدہ بھی نجس ہو تو کچھ باک نہیں چنانچہ شارح خلاصہ کیدانی لکھتا ہی اما
عند ابی حنیفہ لو حصل سجدتہ علی مکان نجس لا یمنع الجواز یعنی ابی حنیفہ کی نزدیک اگر سجدہ مکان نجس پر
واقع ہو تو بھی مانع نماز کا نہیں نماز اوسکے صحیح ہی اور ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتا ہی وقد روی
سفیان الثوری فی جامعہ عن الاعمش بسندہ قال قد صلی بنا ابو موسی علی مکان فیہ سرقین یعنی ابو موسی نے
نماز پڑھتا تھا اوس جگہ پر کہ جس جا سرگین بہت تہی اور شرح جامع صغیر میں مذکور ہی ان عائشہ قالت کانت النبی
یصلی فی الموضع الذی یبول فیہ الحسن والحسین اور بھی اگر پیشاب آدمی وغیرہ کا بدن یا لباس مصلی پر
مثل سرہای سوزن کی موجود ہو تو اہل سنت کی نزدیک کچھ باک نہیں جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے بول انتضح
مثل رؤس الابرۃ لیس بشیء اور بھی اوسی کتاب میں ہے ویصلی علی ثوب بطانتہ نجس زیادہ اسکی کتب معتبرہ
امامیہ میں مرقوم ہی ملاحظہ فرمائی **قال الناصب الغوی اللئیم** تہذیب میں ہے کہ اگر مصلی نے
بعد فراغ نماز کی اپنی کپڑے میں انسان یا کسی حیوان کا گوہ لگا دیکھا یا منی اور خون سے آلودہ پایا نماز میں خلل
نہیں **اقول بفضل اللہ العلیم** آپکے رگ جاہلیت جو اس مسئلہ میں متحرک ہوئی جز تعصب کے کوئی وجہ

وجہ نہیں پائی جاتی کہ سوا اسکی صورت جہل نجاست مین تمہاری بہی ایسا ہی ہے شرح مسند شافعی مین بعد ذکر
حدیث ابو سعید خدری کی یون مرقوم ہی واستدل به الشافعی فی القدیم ان المصلی اذا صلی ولم یعلم ان فی
ثوبه دما او بولا فصلوته مجزیة خلاصه یہ ہی کہ مصلی جسوقت نماز پڑہی اور اوسی علم ہو کہ کپڑے مین خون
یا پیشاب بہرا ہی پس نماز اوسکی صحیح ہی بلکہ فتح الباری مین ابن عمر و سالم اور عطا اور مجاہد اور زہری اور طاؤس
وغیرہم سی نقل کی گئی کہ کہا اونہون نے جسوقت نماز پڑہے کوئی جامہ نجس مین اور بعد نماز کی ظاہر ہو تو اوسپر
اعادہ نہین بعد اسکے اوسی کتاب مین ہی وهو قول الاوزاعی واسحق وابو ثور عن ربیعة ومالك یعید
فی الوقت انتہی علاوہ اسکی نماز ابی حنیفه کی احوال تم کیون نہین دیکہتی دیکہو اب ہم تمہاری امام کی نماز کا
طریقه لکہتی ہین اور پردہ عیب کو تمہاری نماز کی سے اوٹہا دیتی ہین قال الامام الشافعی فی شرح
الینابیع وابو حنیفة اذا قعد فی آخر الصلوة قدر التشهد ثم خرج منها بما ینافیها من سلام
او کلام او حدث او قیام او فعل غیر ذلك اجزأه یعنی ابی حنیفه نی کہا ہی کہ جسوقت کوئی شخص آخر نماز
مین بقدر تشہد کی بیٹہی اور بعد اسکی صادر ہو اوس سی وہ چیز کہ منافی نماز کی ہے سلام ہو یا کلام گوز ہو
یا قیام وغیر ذلك پس کافی ہو جاویگا اوسکو یہی اور نماز اوسکی صحیح ہو جاویگی اور ابو المعالی جوینی امام شافعیه
نی اپنی رساله مین کہ بیچ حقیت مذہب شافعیه کی ہے بعد بیان قبایح ابو حنیفه کی باب طہارت مین یون
ذکر کیا ہی جئنا الی الصلوة فوافق الشافعی الاصل الذی علیه بناء الصلوة من الدعاء والخضوع
والخشوع وفی المعنی المطلوب من الصلوة الخضوع والخشوع واستکانة النفس ومحادثة
القلب بالموعظة الحسنة والحکمة البالغة والفکر فی معانی القرآن والابتهال الی الله سبحانه
وابو حنیفة لا یلتزم الاصل فی المعنی طرح ارکانا وشرائط حتی یرجع حاصل الصلوة الی نقرات
کنقرات الدیك واذا عرضت الصلوة علی کل عامی جلف غبی کاع امتنع عن اتباعه فان من
غمس فی مستنقع نبیذ ولبس جلد کلب مدبوغ واحرم بالصلوة مبدلا بصیغة التکبیر ترجمة
ترکیا او هندیا ویقتصر من قراءة القرآن علی ترجمة قوله مدهامتان ثم یترك الركوع
ینقر نقرتین لا قعود بینهما ولا یقرأ التشهد ثم یحدث عمدا فی آخر صلوته بدل التسلیم ولو
انفق منه بان سبقه الحدث یعید الوضوء فی اثناء الصلوة ویحدث بعده عمدا فانه ان لم یکن قاصدا
فی حدثه الاول لم یتحلل عن صلوته علی الصحة حاصل مضمون یہ ہی کہ آیا مین طرف گفتگو نماز کی پس

جان تو کہ فقہ شافعی کا بیچ مسائل نماز کی موافق اصل کی ہے کہ بنا صلوٰۃ اوسپر ہی یعنی دعا اور خضوع اور
خشوع سب اوسمین موجود ہین اور کہا شافعی نے کہ مقصود نماز سی خضوع اور خشوع اور خواری نفس اور رجاؤ نہ
ساتھہ قلب اپنی کی ساتھہ عظمت اور ہیبت بالغہ اور فکر کرنا بیچ معانی قرآن کی اور ابتہال اور تضرع طرف خداوند تعالی
کی ہی اور ابو حنیفہ اس اصل کو لازم نہین لیا اور اسکی خلاف کہا ہی یا یہہ کہ ارکان نماز اور شرایط کو اوسکی چھوڑ دیا
حتی کہ بیچ کیا اوسنی حاصل نماز کو طرف اسکی کہ مرغ اپنی منقار کو زمین پر مارتا ہی اور جسوقت کہ ظاہر کیجاوی
نماز ابی حنیفہ کی اوپر عامی جلیف دل کی البتہ یقین ہے کہ اتباع ابی حنیفہ کی نکری اسواسطی کہ جس شخص نے
نبیذ خرما سی وضو کیا یا مستنقع نبیذ مین اور پہن لیا چمڑا کلب مدبوغ کا یعنی رطوبت کو زایل کر لیا اور احرام نماز مین بعوض
اللہ اکبر کی خدای بزرگ یا خدا بزرگ ہی جس زبان مین ہو فارسی ہو یا ہندی یا انگریزی یا ترکی کہی اور قرأت دو
برگ سبز کی ترجمہ ہندوستانی کا ہی بعوض سورۂ فاتحہ کی عمل مین لاوی بعد اسکی اتمام رکوع مین اور سر اوٹھانا اسکو
ترک کری و مثل اسکی کہ مرغ دو منقار زمین پر ماری سجدہ مین عمل لاوی اور درمیان دونو سجدونکی
قعود نکری اور تشہد نہ پڑہی بعد اسکی عمدا اخراج ریح بدلی سلام کی گوز کری اور اگر شاید اثناء صلوۃ مین حدث
ہوا ہو تو چاہیی کہ اثناء صلوۃ مین اعادہ وضو کا کری بعد اسکی واسطی خروج نماز کی حدث کری اسلیئی کہ اگر
حدث اول قصدا واقع نہین ہوا ہی تو نماز مین خلل نہین انتہت ترجمۃ بعد اوسکی اوسی رسالہ مین مذکور ہے
والذی ینبغی ان یقطع به کل ذی دین ان مثل هذه الصلوٰة لم یبعث الله به نبیا وما بعث محمد بن عبد الله
المصطفی لدعاء الناس الیه وهی قطب الاسلام وعماد الدین فقد زعم ان هذا القدر اقل الواجب
هی صلوٰة التی بعث بها النبی علیه الصلوٰة والسلام وما عداها اداب وسنن انتهی یعنی وہ چیز کہ یقین کرنا
ساتھہ اوسکی ہر صاحب دین کا یہہ ہی کہ بدرستیکہ حق سبحانہ وتعالی نے کسی پیغمبران سلف اور نہ خاتم النبیین کو مبعوث
کیا کہ اسطرحکی نماز خلق کو دعوت کرین حالانکہ نماز قطب اسلام اور ستون دین ہی پس تحقیق کہ ابی حنیفہ نے
گمان کیا کہ یہہ اقل واجب اور یہی نماز ہی کہ ہماری پیغمبر ساتھہ اوسکی مبعوث ہوئی تہی اور سوای اسقدر کی سنت
اور اداب ہین انتہت ترجمۃ بعد اسکی اوسی رسالہ مین ایک حکایت ذکر کی ہے اوسکا لکھنا اسمقام پر واسطی ملاحظہ
اہل سنت کے ضروری ہے هی هكذا یحکی ان السلطان یمین الدولة وامین الملة ابا القاسم محمود بن سبکتکین
کان علی مذهب ابی حنیفة وکان مولعا بعلم الحدیث وکانوا یسمعون الحدیث من الشیوخ بین یدیه وهو یسمع
وکان یستفسر الاحادیث فوجد الاحادیث اکثرها موافقا لمذهب الشافعی فوقع فی خلده حکة فجمع

فجمع الفقهاء من الفريقين في مرو والتمس منهم الكلام في ترجيح احد المذهبين على الآخر فوقع الاتفاق على
ان يصلوا بين يديه ركعتين على مذهب الشافعي وعلى مذهب ابي حنيفة لينظر فيه السلطان ويتفكر
فيه ويختار ما هو احسن فصلى القفال المروزي من اصحاب الشافعي بطهارة مسبغة وشرائط معتبرة من طهارة
وسترة واستقبال قبلة واتى بالاركان والهيئات والسنن والآداب والفرائض على وجه الكمال والتمام وكانت صلاة
لا يجوز الشافعي دونها ثم صلى ركعتين على ما يجوز ابو حنيفة فلبس جلد كلب مدبوغ ولطخ ربعه بالنجاسة و
توضأ بنبيذ التمر وكان في صميم الصيف بالمفازة فاجتمع عليه الذباب والبعوض وكان وضوءه معكوسا
منكسا ثم استقبل القبلة واحرم بالصلاة من غير نية واتى بالتكبير بالفارسية ثم قرأ آية بالفارسية دو برگك
سبز ثم نقر نقرتين كنقرات الديك من غير فصل ومن غير ركوع ثم تشهد وضرط من غير سلام وقال ايها السلطان
هذه صلاة ابي حنيفة فقال السلطان لو لم يكن هذه لقتلتك لان مثل هذه الصلاة لا يجوزها ذو دين
فانكرت الحنفية ان تكون هذه صلاة ابي حنيفة وامر القفال باحضار كتب الفريقين وامر السلطان نصرانيا
كاتبا يقرأ المذهبين جميعا فوجدت الصلاة على مذهب ابي حنيفة على ما حكاه القفال فاعرض السلطان عن
مذهب ابي حنيفة وتمسك بمذهب الشافعي لو عرضت الصلاة التي جوزها ابو حنيفة على العامي
لامتنع من قبولها انتهى يعني حکایت کی گئی ہے کہ سلطان ابو القاسم سبکتگین پہلے مذہب حنیفہ پر تھا اور تحصیل
علم حدیث پر حرص بہت رکھتا تھا اور سامنے اوسکی شیوخ احادیث پڑہا کرتی تہی اور وہ سنتا تھا پس پایا اوسنی اکثر حدیثوں کو
موافق مذہب شافعی کی پس پیدا ہوا ایک خلجان اوسکی دل میں ایسا پیدا ہوا کہ جمع کیا اوسنی فقہاء فریقین کو بیچ شہر مرو کے
اور التماس کیا اونسی کہ ترجیح دونوں مذہب میں گفتگو کریں پس متفق ہوئی سب اس بات پر کہ سامنے سلطان کے
ادا کریں دو رکعت نماز دونوں مذہب پر تا کہ سلطان بہ امعان نظر اور فکر فرماوین جسکو احسن اور مناسب معلوم کریں اوسیکو قبول
فرماوین پس قفال مروزی کہ اصحاب شافعی سی تھا اوٹھ کھڑا ہوا اور دو رکعت نماز بطہارت کامل و شرایط معتبر یعنی ستر
واستقبال قبلہ ساتھ ارکان اور ہیآت اور سنت و آداب و فرایض کے بوجہ کمال جیسا کہ چاہیی اور شافعی کمتر اوس
سے جائز نہیں رکھتا ادا کیا بعد اسکی دو رکعت نماز بطریق ابو حنیفہ ادا کرنی پر پڑا کہ چمڑا کتی کا دباغت کیا ہوا پہن لیا اور چوتھا حصہ
ملبوس کا نجاست سی آلودہ کیا اور نبیذ تمر سی وضو کیا اور اس سبب سی کہ موسم گرما تھا کہیان اور پسو بسبب
شیرینی خرما کی اوسپر جمع ہوئیں اور وضو اولٹی بجا لایا بعد اسکی استقبال قبلہ عمل میں لا کر بلا نیت بجای
اللہ اکبر کی خدای بزرگ کہا پھر اسکی بعد دو برگک سبز کہ ترجمہ مدہامتان ہے قرات کیا پھر مثل دو منقار مرغ

کہ زمین پر ماری مہر لگایا اور درمیان دونو سجدوں کی فاصلہ نکیا اور طمانینت رکوع میں بہی عمل میں نلایا اور بعوض سلام
کی ایک گوز اڑا دیا اور کہا قفال نے کہ ای سلطان والاجاہ یہہ نماز ابی حنیفہ کی ہے پس بادشاہ نے کہا کہ اگر یہہ نماز ابی
حنیفہ کی نہو گی تو میں تجہکو قتل کرڈالونگا اسلیے کہ ایسی نماز کوئی صاحب دین تجویز نکریگا اور علماء حنفیہ
کہ اوس جلسہ میں حاضر تہی سبہوں نے انکار کیا کہ یہہ نماز ابی حنیفہ کی نہیں ہے پس قفال نے حکم کیا کہ کتابیں ابی حنیفہ
اور شافعی کے بیچ میں کے حاضر کی جاوین اور سلطان سبکتگین نے ایک نصرانی کو کہ کاتب دیوان تہا حکم دیا کہ دونو مذہبوں کی کتابیں
پڑہے پس پایا سلطان نے نماز حنفیہ کے اوسی طریقہ پر کہ قفال نے پڑہی تہی پس اوس بادشاہ نے مذہب حنفیہ کو چہوڑ کر
طریقہ شافعیہ کو اختیار کیا اور وہ نماز کہ جسی حنفیہ نے تجویز کیا ہے جس عامی کی سامنے پیش کیجیے تو وہ ہرگز تجویز نکریگا انتہی
ترجمہ اور ابن خلکان نے تاریخ وفیات الاعیان میں بیچ ترجمہ محمود سبکتگین کے بہی اسیطور سے نقل کیا ہے دیکہو
ملاحظہ فرمایئے فاعتبروا یا اولی الابصار و ہر صواعق مذہب الاشرار ﴿ جبکہ نماز کہ ارکان دین سے ہے اور بمفاد قول قائل
ہ روز محشر کہ جان گداز بود ﴿ اولین پرسش نماز بود ﴿ قیامت کی دن اوس سے سوال کیا جائیگا تو تعجب ہے اس
فرقہ کی نادانی پر کہ ابی حنیفہ کو اپنا امام قرار دیتے ہیں اور موالیان عترت طاہرین دوستداران ائمہ معصومین
پر تشنیعات لاطائلہ فرماتی ہیں اگر اس سے زیادہ ہوس ہو تو منازعت حجازی شافعی و عراقی حنفی کی کتاب
مصائب النواصب میں بخوبی مسطور ہے اور رسالہ یوحنا وغیرہ ملاحظہ فرمایئے چونکہ یہہ رسالہ مختصر ہے طول و بسط
مناسب نہیں ورنہ یہہ ذرہ بیمقدار غلام شاہ ذوالفقار تماشای قوت موالیان جناب حیدر کرار کو بخوبی دکہلا دیتا
تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے اور سمجہا واہیہ کو واہی والسلام علی من اتبع الہدی **قال الناصب الغوی اللئیم**
مستبعد امور میں سے ہے کہ دخول فی الدبر میں اگر انزال نہو تو مرد پر غسل لازم نہیں اور عورت ہر حال میں پاک ہے
اقول الفضل للہ العلیم اگرچہ سابق اسکی تفصیل اس مسئلہ کی ہوچکی ہے اور اپنے مقام پر ثابت ہوچکا
کہ مذہب معظم اصحاب کا غسل ہے جیسا کہ شرایع الاسلام میں ہے وان جامع امرأة فی الدبر ولم ینزل وجب الغسل
علی الاصح اور صاحب مدارک حاشیہ میں اسکی افادہ فرماتی ہیں ہذا قول معظم الاصحاب ومذہب الشیخ الی
عدم الوجوب وفی الادلة من الجانبین نظر والمسئلة محل تردد وان کان القول بالوجوب لا یخلو من قوة
مگر تمہاری سمجہ توڑنی کیواسطے فتاوای قاضیخان کافی ہے کہ وہ لکہتے ہیں کہ اگر کوئی دختر صغیرہ سے جماع کرے تو
محمد کی نزدیک بدون انزال کے غسل واجب نہیں جیسا کہ مذکور ہوا اور یہی حنفیہ کی نزدیک وطی میتہ سے غسل واجب
نہیں ہوتا اگرچہ قبل میں ہو اور بعض شافعیہ کی نزدیک اگر کوئی شخص خرقہ کو ذکر پر لپیٹے اور کسی عورت سے جماع

جماع کرے تو غسل اوسپر واجب نہیں جیسا بعض حواشی شرح وقایہ میں لکھا ہی وان اولج الحشفۃ فی القبل و الدبر ملفوفۃ بخرقۃ فان وجد المولج اللذۃ وجب الغسل والا فلا سبحان اللہ دخول فی القبل سے کہ التقاے ختانین متحقق ہے شافعی کے نزدیک بسبب لپیٹ لینے کپڑے کے غسل واجب نہو اور بعض علماے امامیہ رضوان اللہ علیہم دخول فی الدبر سے کہ موضع التقا نہیں غسل کو واجب جانیں تو وہ موجب طعن ہو ان ھذا لشیء عجاب اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں عن ابی جعفر قال اجتمع المہاجرون ابوبکر و عمر و عثمان و علی علی ان ما اوجب الحد من الجلد والرجم اوجب الغسل یعنی جو چیز کہ حد کو واجب کرے ہی غسل کو بھی واجب کرتی ہے اور اسکو ابن حجر فی فتح الباری میں بہ لکھا ہی اور سیوطی فی عین الاصابۃ میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہی قال دخلت علی عائشۃ فقلت یا اماہ ان جابر بن عبد اللہ یقول الماء من الماء فقال اخطأ جابر ان رسول اللہ قال اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل انتہی و در جامع الاصول میں ہے و ختان المرءۃ اعلی فرجہا پس معلوم ہوا کہ ختان قبل عورت اور ذکر مرد کو کہتے ہیں اور لغت میں دبر پر اطلاق ختان کا نہیں ہو سکتا اور غسل بوجہ التقاے ختانین سے واجب ہو جاتا ہی جیسا کہ سیوطی نے لکھا پس خدمت عالی میں اہل السنن کی التماس ہے کہ کیا سبب ہے کہ ایلاج حشفہ کا ساتھ خرقہ کی باعث وجوب غسل نہیں بار خدایا مگر یہ کہیں کہ خرقہ مانع التقا کا ہے ہذا حاصل ما فی ہذا المقام بفضل العزیز العلام قال الناصب الغوی اللئیم ابن مطہر نے منتہی میں باجماع شیعہ لکھا کہ جب پانی سے استنجا کیا اور اجزاے نجاست کے پانی میں مل گئے اور منتشر ہو گئے تا آنکہ وزن پانی کا زیادہ ہو اور وہ پانی پاک ہے اقول بفضل اللہ العلیم شاہ صاحب نے تقلید کرکے اس شیخ کی بھی بڑی طمطراق سے یہ اعتراض کیا ہی اور غضب کے راہ سے طہارت کو آب استنجا کی ذکر کیا اور اوسکی شروط کو نہ لکھا یہ عناد و تعصب سے خالی نہیں اب دیکھو اوسکی طہارت کی شروط جیسا علما نے لکھا ہی ہم تمکو بتاتے ہیں اول شرط یہ ہی کہ پانی کے ساتھ اجزاے نجاست متمیزہ اپنی محل سے منفصل نہوئی ہوں کافی شرح الجعفریہ واعلم ان لطہارتہ شرطا آخر ھو ان لا ینفصل من المحل مع الماء اجزاء من النجاسۃ متمیزۃ دوسری شرط یہ ہی کہ وہ پانی کسی نجاست خارجیہ سے ملاقات نکرے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ پانی متغیر بنجاست نہو محقق ان شرطوں کے طرف اشارہ فرماتے ہیں والماء المستعمل فی غسل الاخباث نجس سواء تغیر بالنجاسۃ او لم یتغیر عدا ماء الاستنجاء فانہ طاہر ما لم یتغیر بالنجاسۃ او تلاقیہ النجاسۃ من خارج پس مجموع ان شروط سے وہ پانی طاہر شمار کیا جائیگا اسلیے کہ اوسمیں کوئی چیز نجاست کا نہیں ہوتا اور اگر اجزاے نجاست ہو تو

اوس پانی کو ہم طاہر کہینگے اور اسمین حجت یہی کہ اکثر اوقات سفر مین اور بہت جگہ مین اور وقت عجلت احتراز اوس سے
دشوار ہی اور رشحات آب بدن مستنجی پر پہنچاتی ہین لہذا حکم ہوا کہ وہ پانی باوجود شروط بالا طاہر ہی لان الضرورات
تبیح المحظورات بعد تقریر اس مسئلہ کی کہتا ہون کہ یہہ طعن شاہ صاحب کا اونہین پر عاید ہی اول یہہ کہ اہل سنت کی نزدیک
اصل استنجا واجب نہین جیسا کہ میزان مین ہے ومن ذلک قول الشافعی واحمد ان الاستنجاء واجب لکن
عند مالک وابی حنیفۃ انہ لو صلی من غیر استنجا صحت صلوتہ اور فتح الباری مین ہے ولا یشکل قولہ تعالی
وثیابک فطہر لعدم الفارق بین القلیل والکثیر لان القلیل غیر مراد بالاجماع بدلیل عفو موضع الاستنجاء
فتعین الکثیر اور امام رازی تفسیر کبیر مین لکہتا ہی الاستنجاء واجب بالماء او بالاحجار وقال ابو حنیفۃ
غیر واجب اور ہدایہ مین بہی یہی مضمون مذکور ہی پس ابو حنیفہ کہ رئیس فقہاء اہل سنت ہی تہا اوسکی نزدیک
نجاست موضع استنجا کی ساقط الاعتبار ٹہری اور یہی اوسکی نزدیک اصل استنجاء واجب نہوا پس صاف یہہ
لازم آگیا کہ اگر کوئی سنی آبدست نکرے اور بغیر اوسکی نماز پڑہے تو ہوسکتا ہی سب معلوم نہین کہ اہل سنت
جو حنفیہ کی فضلہ خوار ہین ان روایات کو کس لیے پس پشت چہوڑ کر شیعوں پر طعن فرماتی ہین ہماری پاس
کتب فقہ کورہ حاضر ہین شاہ صاحب کے مرید ملاحظہ فرماوین دوسری یہہ کہ شرح وقایہ مین بعد اس امر کی کہ ابو
حنیفہ کی نزدیک فرک یابس کافی ہے اس طرح سے مرقوم ہی ہذا اذا کان البول قد طاہر بان مال وتجاوز
البول عن راس مخرجہ وتجاوز فرک استنجا یعنی فرک یابس ہے اور وقت طہارت ثابت ہوتی ہی کہ جب
ذکر ظاہر ہوا اور اسکی طہارت کی دو صورتین ہین پہلی یہہ کہ بول کیا ہوا اور بول اس مخرج سے تجاوز نکیا ہو
دوسری یہہ کہ تجاوز کرگیا ہو مگر مستنجی نے استنجا کیا ہو انتہی ترجمہ پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر بول
مخرج سی تجاوز نکیا ہو اور استنجا بہی نکیا ہو تو وہ مخرج طاہر ہی پس اس صورت مین اگر کوئی استنجا کرے
تو وہ پانی استنجا کا اہل سنت کی نزدیک طاہر ہوگا اسلئے کہ ملاقی طاہر کا طاہر ہے پس اگر بنا بر طہارت مخرج
وہ پانی طاہر ہی تو ویسا ہی ہماری نزدیک بہی بنا بر شروط سابقہ آب استنجا طاہر ہے تیسری یہہ کہ مالک
کی نزدیک اگر آب قلیل مین نجاست واقع ہوا اور وہ متغیر نہو تو وہ پانی طاہر ہے جیسا کہ تفسیر کبیر مین
باین عبارت موجود ہی قال مالک الماء اذا وقعت فیہ نجاسۃ فلم یتغیر بہا آثار النجاسۃ بقی طاہرا
طہورا سواء کان قلیلا او کثیرا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ امام مالک نے تغیر اور عدم تغیر کو مدار قلت اور
کثرت کا قرار دیا ہی جیسا کہ اس بیان کو شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین بخوبی ثابت کیا ہی پس اگر

اگر امامیہ اثنا عشریہ آب استنجا کو کہ متغیر بنجاست نہو مثل امام مالک کے طاہر کہیں تو کیا قباحت ہی اور محقق شریف نے شرح مشکوۃ میں اس قول کو طرف شافعی کے بھی منسوب کیا ہی حیث قال قال ابو حامد فی الاحیاء مذهب الشافعی و مالک فی الماء القلیل انه لا ینجس الا بالتغیر الخ اور بخاری نی زہری کیطرف بھی اسکو منسوب کیا ہی جیسا الجامع الصحیح میں کہا ہی باب ما یقع من النجاسات فی السمن و الماء قال الزهری لا باس بالماء ما لم یغیره طعم او ریح او لون یعنی کہا زہری نی سبب نجس ہونے کے موجب کوئی ڈر نہیں اگر پانی بہرا ہو کہ آدمی کا پیشاب کی وغیرہ کا اور جانتا ہو کہ متغیر بنجاست نہو تو مالک اور شافعی اور زہری کا مذہب یہی ہی کہ طاہر ہے اب اس مذہب کی سخافت کو دیکھو اور ہمیں طعن سے باز آؤ اور محققین و مصنفین اہلسنت کی کتاب کی عبارت کو ہم کہاں تک لکھیں فتح الباری کو دیکھو کہ ابن حجر نی اس کو قبول کیا ابو عبیدہ سی نقل کر رہا ہی حاصل اوسکا یہ ہے کہ اس مذہب کا موجب لازم آتا ہی کہ جو کوئی اوس پانی میں پیشاب کرے اور پانی اوسکا متغیر باوصاف نہو تو جائز ہے کہ اوس سے طہارت جائز ہو اور یہ بات بہت بری اور عجیب ہے انتہی ترجمہ سبحان اللہ اہلسنت کی نزدیک اسطرح کی عجیب باتیں جائز ہوں اور وہ قابل تشنیع نہوں اور آب استنجا کہ وہ مشروط بشروط طاہر ہو یا معفو ہو قابل طعن ہو مگر تعصب کے کوئی وجہ اسکی نہیں ہے جو تمہیں یہ کہ سابق میں معلوم ہو چکا کہ غسالہ نجاسات شافعی کی نزدیک طاہر ہی تمہاری سمجھانیکے واسطے مکرر لکھتا ہوں اوسکو دیکھو اور سمجھو کیسا صاف لکھا ہی قال الشافعی اذا اصاب الارض بول او غیره من النجاسات المائعة فصب علیها الماء حتی غمرها طهرت و الغسالة طاهرة اذا لم یکن فیها تغیر انتهی شرح جامع صغیر میں بھی یہ طور سے مذکور ہوا ہی پس اگر ہماری نزدیک بعض صورتوں میں آب استنجا بشروط مذکورہ طاہر ہوئے تو کیا قباحت ہی پس [illegible] شافعی پر طعن کرو جو تمہارا امام ہی تعجب یہ ہی کہ شافعی کے نزدیک بول صبی طاہر ہے جیسا کہ فتح الباری میں بعد حدیث اتی رسول اللہ بصبی فبال علی ثوبه الحدیث کی یوں مرقوم ہے ان الشافعیة احتجوا بهذا علی ان بول الصبی لا یحتاج الی الغسل و من هذا قال بعضهم بطهارة بوله و قال النووی الخلاف فی کیفیة تطهیر الشئ الذی بال علیه الصبی و لا خلاف فی نجاسته و قد نقل بعض اصحابنا اجماع العلماء علی نجاسة بول الصبی و انه لم یخالف فیه الا داؤد و اما ما حکاه ابو الحسین بن بطال ثم نقل القاضی عیاض عن الشافعی و غیره انهم قالوا بول الصبی طاهر فینضح فحکایته باطلة قطعا قال العینی هذا انکار من غیر دلیل فلم ینقل عن الشافعی وحده بل نقل عن مالک ایضا ان بول الصبی الذی لا یطعم طاهر کما نقل عن الاوزاعی انتهی اب معلوم ہوا کہ بعض علماء اہل سنت جو یہ کہتے ہیں کہ تصحیح اس کی نسبت جانب شافعی سے باطل ہے غلط محض ہے جیسا کہ عینی نی لکھا ہی اور

[illegible] پایا جائے نجاست کی تقریر ... ہوا اختلاف [illegible] ... فتاوی عالمگیری میں

[illegible] صحیح مذہب یہ ہے کہ لا ینجس الماء ... ولا الثوب ... [illegible] ... ہے اور ... حال

[illegible] جیسا کہ ... ان مما ... [illegible] ... وکذا ... [illegible]

[illegible] الماء ... [illegible] ... الصحیح ... [illegible]

[illegible]

چنانچہ ... [illegible] ... ہو تو ... [illegible]

عمل شیطان ... [illegible] ... ظاہر ہوا کہ ابو حنیفہ کے نزدیک ... نجاست ہو تو ...

نہیں [illegible] ... جیسا کہ رسالہ ... [illegible] ... ہے اور ... [illegible]

چنانچہ اگر ... [illegible] ... ظاہر ہوئی ... [illegible]

[illegible] ہے کہ فتاوی بزازیہ میں ہے ... [illegible]

علیہ ... [illegible] ... قبل ... [illegible] ... فهو طاهر ... [illegible]

ہوں کہ ایک ... [illegible] ... ایک ... اور دو ... [illegible] ... کہ کوئی

شخص [illegible] ... کہ وہ پانی ... [illegible] ... پانی [illegible]

[illegible] ... نجاست کا ظاہر ... [illegible] ... پانی ... [illegible]

[illegible] فتاوی میں ... [illegible] ... کے نزدیک ہی ظاہر ہوا کہ

[illegible] ... اپنی مصنفات میں ... [illegible]

[illegible] فتاوی ... [illegible] ... ہے ... [illegible]

[illegible] الماء المستعمل ... قال ابو حنیفة ... [illegible]

[illegible] ... مستعمل ... [illegible]

نجاست ... [illegible] ... نجاست ... [illegible]

[illegible] ... کم ہو ... کے نزدیک ... [illegible]

قال [illegible] ... [illegible]

[illegible]

نماز درست ہی اقول بفضل اللہ العلیم عاقل متفطن پر مخفی نہ رہی کہ تخصیص اس مسئلہ کی طرف صاحب تحفہ
کی بیجا ہے اسلئی کہ بعضی مسائل اس مخفی نی بہمقام پر ذکر کئی ہیں لفظ بلفظ تحفہ مسروقہ میں مرقوم ہیں اور
جیسا کہ صاحب تحفہ نی عربی ہی فارسی میں ترجمہ کرکا تحفہ مسروقہ بنایا ویسا ہی اس مخفی نے فارسی سے اردو
ترجمہ کیا ہی کہتا ہوں یہہ کہنا شاہ صاحب مترجم کا واقع کا اور بہتان صریح ہی اس لئی کہ یہ مسئلہ [illegible]
مسئلہ موجود ہی نشان دہ اوسکا [illegible]
اسکی مذکور ہوا اعادہ کی حاجت نہیں ف مخفی نہ رہی کہ بعض روایات مالکیہ سی مفہوم ہوتا ہی کہ جسکو [illegible]
مذی نکلی ہو اوسکا دہونا ضرور چاہئی اور وضو بہی کرنا چاہئی پس مقصود اوسکی یہ نہیں ہی کہ مذی ناقض وضو
ہی بلکہ وضو علی سبیل الاستحباب ہی جیسا کہ امام مالک کے نزدیک کتا پاک ہی اور ظرف کو وہ اپنی زبان سے چاٹا
اوسکا دہونا واجب نہیں بلکہ تعبدی ہی جیسا کہ کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ میں مصرح ہی وعند مالک
مالک هو طاهر لا ينجس ما ولغ فيه لكن يغسل الاناء تعبدا یعنی کتا امام مالک کے نزدیک پاک ہی اور جس ظرف کو
وہ اپنی زبان سے چاٹی وہ ظرف نجس نہیں مگر تعبدا یہہ ہی کہ اوسی دہو ڈالیں پس فما نحن فیہ میں بہی ایسا علاوہ
اسکی یہہ ہے کہ سنیوں کی نزدیک بہت سی مسائل فقہیہ میں تسہیل واقع ہی [illegible] ابی حنیفہ کی نزدیک
ربع ثوب کا اگر نجاست خفیفہ سی آلودہ ہو تو نماز اوسکی پڑہ سکتی ہیں اور آب استنجا ہی نجاست خفیفہ
سی ہے جیسا کہ بعض فتاوای سنیہ میں مسطور ہے الماء المستعمل علی ثلثة اوجه مستعمل هو نجس نجاسة
خفيفة بالاتفاق كماء الاستنجاء پس اگر ربع ثوب آب استنجا سی آلودہ ہو تو حنفیہ کی نزدیک نماز اوس پر
جائز ہے اور عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں بایں عبارت مصرح ہی کہ مذہب اصحاب ظواہر آنست کہ آب پلید
نمیگردد بہیچ چیز و بہیچ حال خواہ روان باشد و یا ایستادہ کم باشد یا بسیار خواہ تغیر یابد رنگ و بوی و مزہ وی
یا نیابد انتہی اور اہلسنت کے نزدیک اگر کوئی شخص منی کو اپنی ریش میں ملی یا بطور چٹنی کے اوسی چاٹنی کر کہا جاوی تو
ہو سکتا ہی جیسا کہ شافعی کا مذہب ہے اور یہی اگر کوئی سنی گوہ سگ آپکا اپنی مونچہ میں لگالے تو کچہہ باک
نہیں جیسا کہ مذہب امام مالک کا ہے خلاصہ یہہ ہے کہ اس مخفی نی جو یہہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہیں کتب امامیہ میں پایا نہیں
جاتا اور طہارت مذی کی موافق ہے مذہب احمد کی جیسا کہ گذرا اور معارض ہے طہارت منی کی جیسا شافعی نے
کہا ہے فالحاصل [illegible] فی ہذا المقام بفضل اللہ العزیز العلام قال الناصب الغوی اللئیم اور اسیطرح
اگر کسی شخص نے گوہ غلیظ بہرا ہی غدہ لگا ہو اور جرم نجاست کا اوسکی بدن پر نہیں تو بہی وہ ہوی نماز ہو جاتی ہے

اقول بفضل اللہ العلیم یہ مسئلہ کہیں کتب امامیہ میں پایا نہیں جاتا اس فضلہ خوار کو چاہیے کہ نشان
کتاب کا دیتا اور بغیر پتہ و نشان کی مسلم نہیں اگر شاید اپنی زعم میں طہارت آب استنجا پر اس مسئلہ کو متفرع کیا ہو تو یہ خیال
خام ہی اسلیے کہ طہارت اوسکی مشروط بشروط سابقہ ہی کہ اجزا فضلہ کی منفصل ہوئی ہوں اور متغیر بنجاست نہوا ور
ظاہر ہی کہ بچہ کا گوہ تو بلا شبہ نجس ہے پس یہ مسئلہ اوسپر کیونکر متفرع ہو سکتا ہی تمہارا اسمین کچھ مقصود نہیں بجز
شاہ صاحب بہی اسطرح جتانی اپنی مریدونکی اسطرح جھوٹی اکاذیب باتین باندہتی آئی ہین اپنا قیاس دوسرو نپر لیجاتا تمہاری
عادت سور کی وا آبائی ہے دیکہو کہ مالک کا مذہب یہہ ہی کہ آب قلیل میں اگر نجاست پیشاب یا گوہ وغیرہ کی گری
تو بغیر تغیر اوصاف کی نجس نہیں اس بنا پر البتہ اگر کوئی سنی حجت بجا لاکے میں عبد اللہ تعالیٰ غواص الطہارت کہلانے
مالک کا قول استقام پر فقط واسطے سو ہو توڑنی تمہاری کی لکہا گیا ورنہ تکرار کی حاجت نہ تہی قال الناصب الغوی
اللئیم اور اگر آتش بقدر تین پاؤ کی بکاوین اور اوسمین ایک پاؤ دم مسفوح ملادین یا گہوڑی کا یا گدہی کا پیشاب ڈالین
تو وہ نجس نہیں آخ تہوع ہست ہر گندہ بہی راگندہ خور اقول بفضل اللہ العلیم جو بات کہ سنہ ہین گوہ
اس فضلہ خوار کا قول علی الاطلاق صحیح نہیں پکہو راہ مسئلہ کی ہم تکو دکہاتے ہین کہ بعض علما امامیہ جو جواز
قایل ہین اوسوقت مین کہتی ہین کہ دم مسفوح غلیان کی سبب جاتا رہی جیسا کہ صاحب شرایع کتاب الاطعمہ
والاشربہ مین لکہتی ہین ولو وقع قلیل من الدم کالاوقیۃ فما دون فی قدر وہی تغلی علی النار فلیحل مرقہا
اذا ذہب الدم بالغلیان و من الاصحاب من منع الروایۃ وہو حسن اور آپنے تدلیسا علی العوام اس مسئلہ کے
نسبت طرف امامیہ کی کی تکو فضلہ خوار کہتی ہے وجہ اسکی یہین کہ تم بموجب فتوی شافعی کے حلال جو رہہ
کہ منی کو طاہر سمجہ کے کہاتی ہو یا یوسف کے روایت نہیں دیکہتی کہ او منی کہاتا ہی اگر طباخ دیگ مین شراب غلیظ
کو چہوڑی بعد اسکی تین ہر جوش لگا دی تو شوربا اوس دیگ کا طاہر ہی پس جیسا اختلاف کہ ہماری مذہب
اس مسئلہ خاص مین ہی ویسا ہی تمہاری یہان بہی ہے پہر یہہ اعتراض کرنا اپنی خفت شانا ہی کیونکہ مالک
کی نزدیک اگر پانی دیگ مین بہرا ہوا اور اوسمین ایک جمچہ نفاس گر پڑی تو وہ پانی پاک ہے بشرطیکہ اسکی تغیر
نہو پہر آتش اگر بقول تمہاری تین پاؤ بکاوین اور اوسمین یہ پانی کہ جسمین ایک جمچہ نفاس ملاوین تو فضلہ خواری
مالک کے مقتضی اس بات کی ہوگی کہ وہ آتش نجس نہو سکی کہاں ادہر نسبت امام مالک کی طرف امام رازی تفسیر
کبیر مین لکہتا ہی فاما مالک فاذا وقعت فیہ نجاسۃ ولم تغیر بہا لنجاسۃ بقی طاہرا طہورا سواء کان
قلیلا او کثیرا وہو مذہب اکثر الصحابۃ والتابعین اور بعض فقہای اہل سنت مین سے البعرۃ اذا وقع

وقع في اللبن فاستخرج من ساعته لا يجتنب اللبن لانه فيما يعم البلوى اور یہی اہل سنت کے

نزدیک ہے اگر دیگ میں شوربا ابلتا ہو اور کوئی اگر اوس میں گر پڑے تو امام مالک کے نزدیک وہ نجس نہیں ہوتی کہ سگ

اوسکی نجس عین ظاہری جیسا کہ کتاب [illegible] سے ثابت ہو چکا [illegible] علاوہ اسکی کہنا

کہ فاضل لکھنوی [illegible] صاحب طالب [illegible] اوسکی جواب میں [illegible] حنفیہ [illegible] مشہور [illegible]

[illegible]

در عالمگیریہ [illegible] در کتب معتبر فقہ حنفیہ مثل شرح وقایہ وکافی وغیرہا مذکور در شرح وقایہ فرمودہ

سقط في مذبح فيه ماء [illegible] الا الميتة

فكالاحتمال [illegible] اور بعد اسکی کافی کی عبارت [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] اگر تفصیل منظور ہو تو [illegible] شخص [illegible]

شاہ صاحب کے [illegible] تو اسکی جواب [illegible] اگر [illegible]

[illegible] شاہ صاحب کے [illegible] فطانت سی [illegible]

[illegible] طرف [illegible]

[illegible] قال [illegible] الاكول [illegible] پیشاب [illegible] جانوران [illegible]

[illegible] الدواب [illegible] الابل طاہر [illegible]

[illegible] اگر [illegible] تو کچھ [illegible] نہیں اب [illegible]

[illegible] مفتیوں [illegible] ایسی فتاوی [illegible] جب مالک [illegible] ÷

[illegible] ÷ [illegible]

[illegible] شخص [illegible]

[illegible] سچ کہا ہی [illegible] ÷ طوق [illegible]

ہمہ در گردن [illegible] ÷ قال الناصب الغوي اللئيم [illegible]

استنجا اور [illegible] اور بیٹ جانوروں کی [illegible] ہونا [illegible] اور کبھی [illegible]

بھی [illegible] پیشاب کیا ہو اگر [illegible] اور روزہ [illegible] تو کچھ قباحت [illegible]

اقول بفضل الله العليم شاہ صاحب [illegible] کی بزرگی او [illegible] سی نہایت بعید ہی کہ [illegible]

طرح کی تشنیع طرف امامیہ اثنا عشریہ کی تحریر فرما دین کس واسطے کہ باتفاق فریقین یہہ امر مقرر اور ثابت ہی کہ آب
کثیر بلا تغیر اوصاف کے نجس نہین ہوتا اختلاف اگر ہی تو اسمین ہے کہ کثرت آب کے کسقدر پانی سے متحقق ہوتی ہے
امامیہ کہتی ہین کہ ہرگاہ پانی کُر تک پہونچے تو وہ پانی کثیر کہلاویگا اور کُر کی وزن امامیہ کی اعتقاد مین ایک ہزار
اور دو سو رطل عراقی ہے جیسا کہ شرایع مبین ہے اور اہل سنت کی نزدیک جب پانی قلتین کو پہونچی تو وہ پانی
کثیر ہو جاویگا اور تحدید قلتین کے سنیونکی نزدیک چار مشک یا پانچ مشک علی اختلاف القولین ہی اور بعضی قلتین
کی تحدید اور طرح سے بیان فرماتی کہ وہ اپنی مقام پر ثابت ہی یہانسے واضح ہو گیا کہ سنیونکی نزدیک بھی اگر پانی قلتین
تک پہونچا ہوا اور اوسمین خون حیض و نفاس وغیرہ پڑا ہو تو وضو اور اوس پانیسے افطار کر سکتی ہین یا شربت
وفالودہ بنا کی پی سکتی ہین اس بیان سے شاہ صاحب کے فضیلت مین بٹہ لگ گیا اب یہہ جواب کے تم اپنی جہالت
تعصب کو دیکھو مالک کے نزدیک اگر پانی قلیل بھی ہو اور متغیر نجاست نہو اور اوسمین خون حیض اور پیشاب وغیرہ کے
پڑی ہون تو اوس پانی سے وضو کر سکتی ہین چنانچہ امام رازی کے عبارت سے آنفا ثابت ہو چکا اور شیخ عبد الحق نے
بھی لکھا ہی کہ مالک کے نزدیک معیار قلت اور کثرت کا تغیر او عدم تغیر ہے جیسا کہ بیشتر معلوم ہو چکا لیکن ابھی
تمہین غیرت شنایع پر کیونکر ناچ کیا شرح مسند شافعی مین کچھ لکھا ہے دیکھو وذهبت طائفة الى ان القليل
والكثير سواء لا ينجس الا بالتغير وذلك عن ابن عباس وحذيفة وابي هريرة والحسن البصري وابن
المسيب وعكرمة وابن ابي ليلى وجابر بن زيد واليه ذهب مالك والاوزاعي والثوري وداؤد اور بعضے
علماء اہل سنت نے حدیث کا غلط کیا کہ یہہ قول کا ہر کا بیہودہ ہے تو اوسپر جو طعن کیا جیسا کہ فتح الباری مین باب
اذا وقع النجاسة في السمن والماء مین مسطور ہے مرقوم ہی شنع ابو عبيدة في كتاب الطهور على من ذهب الى هذا بانه
يلزم منه ان من بال في ابريق ولم يغير للماء وصفا انه يجوز له التطهر به وهو مستبشع اور یہانسے
یہہ بھی واضح ہوا کہ عہد کرامت مہد جناب سرور کائنات علیہ التحیات مین جو صحابہ تہی آب بیر بضاعہ سے لوگ
وضو کیا کرتی تہی اور یہہ روایت کو محدثین اہل سنت مانند ترمذی وغیرہ کی نقل کرتے ہین چنانچہ سابق مین
شرح مسند شافعی سے کہ تصنیف صاحب جامع الاصول کی ہی ثابت ہو چکا ہی اور بیر بضاعہ مدینہ منورہ مین ایک
چاہ تہا کہ اوسمین لتہا حیض وغیرہ چہوڑی جاتی تہی حقیقت تو یہہ ہے کہ یہہ روایتین اہلسنت کی لایق مضحکہ
شیعہ اور امویہ تبینا ہین قال الناصب الغوي اللئيم چلپی نے تذکرہ مین لکھا ہی کہ جس
روٹی کا خمیر پانی نجس سے ہو وہ روٹی پاک ہے انتہی اقول بفضل الله العليم کیا خوب جاہل

جاہل آپ کی ہے علامہ شامی علی سبیل التنزل نہیں لکھا ہے بلکہ بطور علی سبیل التذکرہ لکھا ہے جیسا رجوع سے اوس کتاب
کی ظاہر ہوتا ہے اور جو شخص کہ علامہ کی طرف اسکی نسبت دیتا ہے کہ بطور دلیل و برہان لاوے نہیں تو اسکی مسلم نہیں اور باوجود
اسکی ضعیف ہے یہ بھی طہارت پر دلالت نہیں کرتے اسلئے کہ سوال سائل کا مقصود … [illegible]
ہے کہ … [illegible] … اور جواب میں … کی جو قول کیا ارشاد
ہو … مطابق اوسکی سوال کی ہے اسلئے کہ … [illegible] … نجاست … نہیں
ہوتا اور بہت سے علما اہل سنت بھی … قائل ہیں … قاضی خان کی فتاوی … اما القول … فقال
مالك رحمه الله تعالى … لا يفسد … وقوع النجاسة فيه ما لم يتغير طعمه او لونه او ريحه انتهى
پس معلوم ہوا کہ … واقع ہو وہ پاک ہے … صاحب شرائع الاسلام … باب النجس
يجب … على الاشهر … مسالك … على الاشهر … مرقوم ہے هذا هو الاشهر بل الذى
وانما خالف في ذلك الشيخ في النهاية في باب الطهارة فحكم بطهارة … بالخبز … الاشهر …
حكم بعد … مستندة على الطهارة … على ذلك … بالقول بالطهارة
انتہا اوس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قائل … شیخ طوسی کی … اول … طہارت
کی قائل تھے … نجاست کی قائل … کہ قول نجاست مشہور … طہارت کا قول
اوس … شاذ و نادر … اعتراض کرنا فضول ہے اسلئے کہ …
تمہارے مذہب میں … نجاسات میں قاضی خان لکھتے ہیں کہ اگر تنور … نجس سے تر ہو اور وقت
… گرم … روٹی … ہو تو کچھ باک نہیں کانه وان الصقت الخبز
التنور حال قيام البلة … ان الخبز … لا يتنجس الخ یہ عبارت صحیح ہے کہ
… روٹی … تنور … تو … کچھ قباحت نہیں عبث ہمپر
اعتراض کرنا … [illegible] … پانی نجس …
اور طہارت جائز ہے … شیخ عبد الحق محدث کی عبارت
شرح مشکوۃ … کہ پانی نجس نہیں ہوتا کسی چیز سے
اور کسی حال … خواہ … قلیل ہو … متغیر ہو رنگ و بو … متغیر ہو
اس بنا پر … ہے کہ اگر پانی متغیر … نجاست … اگر … تو وہ روٹی …

نہیں اور طرفہ یہ ہے کہ فتاوی عالمگیریہ و قاضی خان میں ہے کہ اگر چوہے کی مینگنی گندم میں ملا کے
آٹا بنا دیں اور طعم اوسکا متغیر نہو تو کچھ اندیشہ نہیں اور ابو لیث کی فتوی اسکا یہ ہے
قال وفي الفتاوى وقعت في خرء الحنطة فطحنت البعرة فيها او
وقعت في الدهن لم يفسد الدقيق ما لم يتغير
طعمها كذا قال الفقيه ابو الليث وبه ناخذ
انتهى اب تشنیع کرنا شیعوں کا عبث ہے
پر ان مسائل مذکورہ میں صحیح یہ ہے
جس کو چاہو کہ دیکھے خیالات
مانگی کو ملاحظہ کرے
کہ کتنے مسائل ہیچ
و بعد اسکے بالون ہے
کتابیں فقہ میں ملیگی
تاثیرہا اور تصحیح
بحثہا مر [illegible]
در باب ہذا
آخر الکل
فہذا التمام
بفضل الله
السلام
تمت روز جمعہ ۱۰ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳ ہجریہ نبویہ ۳

DUE DATE